

عربی میں نعتیہ کلام

Library
19084

عصر اول سے لے کر موجودہ صدی تک کے عرب شعراء کے 20/11/8

نعتیہ کلام کا نمونہ مع ترجمہ و تبصرہ اور صحابہ کرام کے جذبات

محبت کی تشریح

مع مقدمہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

اس

عبد الشہ عباس ندوی

سابق استاد ادب عربی دارالعلوم ندوۃ العلماء
و حال استاد جامع ملک عبدالعزیز کتب خانہ
اور ایڈیٹر نجلہ رابطہ عالم اسلامی

شائع کردہ

مکتبہ اسلام گون روڈ لکھنؤ



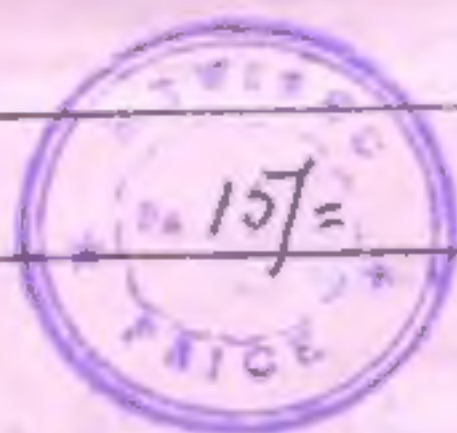
8920 + 109

ع ۲۱۷ (جملہ حقوق محفوظ)

باراول

۱۳۹۵ھ - ۱۹۷۵ء

کتابت _____ ظہیر احمد کاکوروی
طباعت _____ نامی پریس لکھنؤ
صفحات _____ ۱۹۶
قیمت _____ ۱۵/- دس روپے



باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

شائع کردہ

مکتبۂ اسلام - ۳۷ گون روڈ - لکھنؤ

فہرست

- ۹ _____ تعارف و پیش لفظ از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
- ۲۰ _____ پیش لفظ
- ۲۷ _____ عربی نعت کا تعارف اور اس کی تاریخ
- ۳۲ _____ عربی میں نعت کا ابتدائی سرمایہ
- ۴۰ _____ ام مہدی کی نعت
- ۴۳ _____ اعرشی کی نعت
- ۴۶ _____ قصیدہ بردہ بابت سعاد
- ۵۶ _____ حضرت حسان بن ثابت الانصاریؓ اور ان کی نعتیں
- ۷۳ _____ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور ان کی نعتیں
- ۸۰ _____ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کی نعت
- ۸۳ _____ حضرت کعب بن مالکؓ کی نعت

- ۸۶ حضرت عباس بن مرداس کی نعتیں
- ۸۹ خاقانے راشدین اور دیگر صحابہ کرام کی نعتیں
- ۹۳ ابوسفیانؓ کی مدح
- ۹۵ ایک عمر خاتون کی نعت
- ۹۷ طلع البدر علینا
- ۹۹ صحابہ کرام کے بعد بزرگان امت کی نعتیں اور ان دونوں کا فرق
- ۱۰۳ قصیدہ بردہ
- ۱۱۰ قصیدہ بردہ کا فنی تجزیہ
- ۱۳۷ ہمنریۃ البوصیری
- ۱۳۹ ابن جابر الاندلسی کی نعتیں
- ۱۴۲ ابن حجتہ الحموی کا "بدیعہ"
- ۱۴۸ شیخ عبدالرحیم البرعی کی نعتیں
- ۱۵۶ ابن نباتہ مصری کی نعتیں
- ۱۶۰ شہاب الدین اعلیٰ کی نعتیں
- ۱۶۶ ابن الفارض کی نعت
- ۱۶۸ شیخ جمال الدین الصصری کی نعتیں
- ۱۷۲ عبدالرحمن بن خلدون کی نعت
- ۱۷۷ علامہ ابن حجر کی نعتیں
- ۱۸۲ شیخ عبدالشہر آشوب کی نعت

- ۱۸۶ _____ شیخ حسین دجانی کی دو نعتیہ رباعیاں
- ۱۸۸ _____ شیخ عبدالغنی النابلسی کی نعتیں
- ۱۹۱ _____ حق بحق دارر سید
- ۱۹۳ _____ امری القیس کے معلقہ کی نعتیہ تشطیر
- ۱۹۵ _____ قصیدہ ذوقا فیتین

مراج

ابن عبد البر، ابو عمر يوسف بن عبد الشتر (م ۵۶۲ھ) الاستيعاب فی اسماء الاصحاب

ابن حجر احمد بن علی (م ۸۵۲ھ) الاصابة فی تمییز الصحابة

ابو الفداء اسماعیل بن عمر (م ۷۴۲ھ) البدایہ والنہایہ

ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد الشتر اسہلی (م ۵۸۱ھ) الروض الالف

ابو بکر بن ابی القاسم الابدلی نشر الشارح حسن علی بعض ارباب الفضل اکمال من اہل الیمین

احمد غریب، محمد صدیق (الیمینین) غریب کالج (گجراتی ادیشن) مطبوعہ ۱۹۶۱ء

احمد حسن زیات تاریخ الادب العربی - تیرہواں ادیشن ۱۹۶۵ء

ابن نباتہ دلیان ابن نباتہ

اشرف علی (حکیم الامہ حضرت مولانا) نشر الطیب

ابن عبد البر، ابو عمر يوسف بن عبد الشتر (م ۵۶۲ھ) الاستيعاب فی اسماء الاصحاب

ابن حجر احمد بن علی (م ۸۵۲ھ) الاصابة فی تمییز الصحابة

الابدلی ابو بکر بن القاسم نشر الشارح حسن علی بعض ارباب الفضل اکمال من اہل الیمین

ابن ہشام عبد الملک بن ہشام المعافری (م ۲۱۳ھ) السیرۃ النبویۃ -

۱۰۰ اس کتاب کا بقدر ضرورت اقتباس راقم کو مولانا محمد مسعود سلیم نائب ناظم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے

ذریعہ ملا۔ اصل کتاب نظر سے نہیں گزری ہے۔

۱۰۱ اقتباس مترجم حضرت الحاج الحافظ محمد صدیق الیمینی نے عنایت فرمایا۔

- البرعي، عبد الرحيم بن احمد البرعي اليمني
 المدائح النبوية البرعي
 البوصيري، الامام عبد الله بن محمد بن سعيد (م ٣٦٩هـ)
 البردة المديحة المباركة (الكوكب لدرية في مدح خير البرية)
 الباجوري، الشيخ ابراهيم الباجوري (م ٣٤٦هـ)
 شرح قصيدة البردة
 الترندي، الامام ابو عيسى محمد
 التهاوي، مولانا اشرف علي
 النجفي محمد بن اسلام
 الكسبي، محمد الرابع
 خالد، خالد محمد
 الدشتي، حافظ شمس الدين بن ناصر
 درویش محمد طاهر
 زيدان جرجي زيدان
 السهيلي، ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله (م ٣٨٨هـ)
 الشيراوي شمس
 المصري
 صيف، واكتر شوقي
 دراسات في الشعر الاسلامي -
 ديوان الشعر للشبراوي
 الروض الالفت في شرح السيرة النبوية ابن هشام
 رجال حول الرسول
 جغرافية ممالك عربية، حصه اول
 سلوة الكليب بوفاة اكليب
 حسان بن ثابت وحياته وشعره
 تاريخ الآداب

تعارف و پیش لفظ

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ)

قرآن مجید کے صد ہا علمی و معنوی، بیانی و تاریخی معجزات میں سے جو آیات کی شکل میں اس سراپا اعجاز کتاب کے صفحات پر بکھرے ہوئے ہیں، ایک ”رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ (اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آواز بلند کیا) کی پیشین گوئی بھی ہے۔

سورہ الشراح کی اس مختصر آیت میں خود کلمہ ”رفع“ ایک لفظی معجزہ سے کم نہیں، یہ مفرد لفظ کیا ہے؟ کوزہ میں دریا کو بند کر دیا گیا ہے، ”رفع“ اپنی پوری وسعتوں، مضمرات، اور تفصیلات و تنوعات کے ساتھ، وہ رفعت و بلندی جو جغرافیائی حدود و ثغور، تاریخی ادوار و عہد، نسل و رنگ کی تفریق، اقوام و ملل کی تقسیم، زبان و ادب کے تنوع، ادب و مذہب و مشرب کے اختلاف، سب سے بالا تر ہو، سب سے مستغنی، سب پر حاوی، جس طرح آفتاب عالم تاب کوہ و درشت کی اور تری، نشیب و فراز، عالم و جاہل، فقیر و غنی، سیاہ و سپید، غلام و آقا سب پر یکساں طریقہ پر چمکتا ہے، اور سب کو یکساں طریقہ پر فیض پہنچاتا ہے، اسی طرح ذات نبوی جو حسن و احسان کا سب سے بڑا نمونہ ہے، سب سے محبت کا خراج، اور جمال و کمال کا باج وصول کرتا ہے، اور اس میں

کسی طرح کی زبردستی، یا جبر و اکراہ شامل نہیں، یہ حسن و احسان کا حق ہے، جس کو بہ رضا و خوشی ادا کرنے سے کسی کو انکار نہیں، کسی فارسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

پر تو مہربہ و یرانہ و آباد یکسیت
حسن چوں تیغ کشد بندہ و آزاد یکسیت

پھر ان تین لفظوں کی آیت میں جن میں سے ہر لفظ مستقل معجزہ ہے، ذکر کے لفظ کے انتخاب میں بھی ہزاروں حکمتیں اور صد ہا تاریخی حقائق پوشیدہ ہیں، "فعلناک اسمک" بھی کہا جاسکتا تھا، لیکن دنیا میں ہزاروں انسانوں کے نام زندہ ہیں، لاکھوں انسانوں کی زبان پر ہیں، لیکن وہ مجروح نام ہیں، جن کے ساتھ اوصاف و کمالات، سوانح و حالات، سفا و خصوصیات کا کوئی نشان نہیں، انسانی نسلیں صرف ان ناموں کو یاد کئے اور سینے سے لگائے ہوئے ہیں، ان کو ان کے کارناموں، ایہ پیام میں سے کچھ یاد نہیں رہا، ہو سکتا تھا کہ یہاں بھی یہی معاملہ ہوتا، لیکن صرف نام کے زندہ اور بلند رکھنے کی ضمانت نہیں کی گئی، اس کے تذکرے کے پھیلانے، اور اونچا کرنے کی ضمانت کی گئی ہے، اس میں سیرت و تاریخ، اقوال و افعال، حلیمہ و شامل، اخلاق و عادات، نعت و منقبت، مدح و توصیف سب شامل ہو گئی، اگر ذکر اس سب کو مستلزم ہے، اور اس سب پر جاوی۔

اس کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت سے لے کر جب آپ حیات ظاہری کے ساتھ دنیا میں رونق افروز تھے، اس وقت تک (اور اس وقت سے لے کر قیام قیامت تک) مختلف ملکوں اور زبانوں کے شعراء و ادبا کی زبان و قلم آپ کی مدح و توصیف میں مشغول رہے، اور میں گئے، اور اس کو نہ صرف اپنی سعادت بلکہ ذریعہ مغفرت و نجات سمجھتے رہے، اور سمجھتے رہیں گے، دنیا کا کوئی ملک جو اسلام کی دولت سے مشرف ہوا، کسی دور میں بھی ایسے شعراء سے نہالی نہیں رہا،

جنہوں نے اپنی بہترین شاعرانہ صلاحیتیں اس بہترین موضوع پر اور اس محمود و مدوح ذات کی مدح و توصیف میں صرف نہ کی ہوں۔

مختلف اسباب کی بنا پر جن کا تعلق فطری اور قومی خصوصیات، خمیر و مزاج، اور بعض تاریخی اسباب سے ہے، اور جن کا مختصر تذکرہ ہم نے اپنی کتاب "کاروان مدینہ" کے مضمون "سید العرب العجم" کے حضور میں شعراء عجم کا خراج عقیدت" میں کیا ہے، فارسی زبان کا قدم اس وادیِ ایمین کی رہ نور دی میں سب سے آگے رہا ہے، اردو چونکہ اسی کی ساخت پر داختہ ہے اس لئے اس کے بعد اسی کا درجہ ہے۔

لیکن یہ سمجھنا کہ عربی زبان کا دامن جس میں کلام الہی نازل ہوا، اور جو نبوت کی ترجمان تھی، اور جس کے بولنے والوں کی آنکھیں اس جمالِ جہاں آرا کے دیدار سے مشرف ہوئیں، اور جن کی گھٹی میں شاعری پڑی ہوئی تھی، نعت کے موتیوں سے خالی ہو گا، پھر اس زبان میں جس نے جزیرۃ العرب سے نکل کر سارے مشرق وسطیٰ کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا، اور شام و عراق و مصر میں اس نے ہزاروں شعراء پیدا کئے، اور اس کا درخت نئے برگ و بار لاتا اور شگوفے کھلاتا رہا، نعت گوئی کا موضوع بالکل اچھوتا رہا، یقیناً ان ملکوں کے شعراء کی بڑی تعداد سرکارِ دربار سے تعلق رکھتی تھی، اور بادشاہوں، امیروں، وزیروں اور فیاض لوگوں کی مدح سرائی کو اس نے پیشہ بنالیا تھا، لیکن ان ملکوں میں صد ہا اہل دل، اویسا شوقِ رسول بھی پیدا ہوئے، جو اپنی قادر الکلامی اور زمزمہ سنجی میں کسی پیشہ ور شاعر سے کم نہ تھے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ زبانوں اور ملکوں کا مزاج مختلف ہوتا ہے۔ ان کے اظہار جذبات کے طریقے مضامین کی ترتیب، غزل و تشبیب کے اسالیب، استعارات و تشبیہات، سب ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور یہ اختلاف نتیجہ ہوتا ہے جغرافیائی، طبعی حالات، تاریخی عوامل و مؤثرات اور ذاتی تجربات کے اختلاف کا۔

اس لئے ہر زبان کی شاعری کا پیمانہ بھی یکساں نہیں ہو سکتا، اور ہر زبان کی نعت میں ایک ہی طرح کے مضامین تلاش نہیں کئے جاسکتے، ورنہ درد و سوز، طاقت و نزاکت، ہجر و جدائی کی کسک، اور شمس کو ہر جگہ ڈھونڈھنا جیسے ہو گا، اگر اس حقیقت کو ان پر لیا جائے تو عربی شاعری نعت کے ذریعے سے مالا مال ہے اور وہ بہت سی ایسی خصوصیات رکھتی ہے جن میں وہ منفرد کہی جاسکتی ہے، صرف شرط یہ ہے کہ اس مجموعہ پر کام کرنے والے کی نظر وسیع اور عمیق ہو، وہ عربی زبان کے مزاج و مذاق سے آشنا، اس کا ادب و ادب شناس ہو، وہ صرف ان کتابوں اور مجموعوں پرکتفا نہ کریں جو خاص، سی نام سے کئے اور مرتب کئے گئے ہیں بلکہ پوسے، عرب و شاعری کے ذخیرے پر بہک سچے، ناب علم کی طرح نظر لے دے۔ وہ تجلے و تفسیر کو تلاش کرے، صرف خیر ثناء ہی نہیں، بلکہ تخلیق و تجرؤ کے رنوشوں کا تجربہ کرے، ایک سچے ادیب کا کہیں جگہ سے اپنے کام کی چیزیں ملتی ہیں جن کے متعلق کوئی گمان نہیں ہوتا تھا، اور جو براہ راست اس موضوع سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔

پھر اس کی بھی ضرورت تھی کہ اس موضوع پر کام کرنے والی سائنس شاعری سے واقف، ادب عربی کا باذوق طالب علم، اور تجربہ کار معلم بھی رد پکا ہو، وہ قدیم و جدید دونوں سے استفادہ کر سکتا ہو، فن تنقید اور کلام کے تحلیل و تجزیہ، اور دوسرے کلام سے مقابلہ و محاکمہ کی بھی سعادت رکھتا ہو، پھر اس سب سے مقدم اور اہم شرط یہ ہے کہ اس کو اس دولت بیدار سے بھی کچھ حصہ ملا ہو، اور اس کو اس سے کچھ نظری مناسبت ہو جس کے بغیر اس موضوع پر قلم اٹھانا یک مصنوعی کوشش، یا ایک سٹی لٹن حاصل سے زیادہ نہیں، یعنی ذات نبوتی سے محبت و عقیدت کسی نہ کسی درجہ میں اس کے خمیر میں پیچہ بست، اور اس کے عقیدہ کا جز ہو کہ ہے

نقش میں سب ناتمام خون جگر کے بغیر نغمہ ہے سودا سے خام خون جگر کے بغیر

بڑے مسرت کا مقام ہے کہ عزیز گرامی ڈاکٹر مولوی عبدالرشید عباس ندوی صاحب کو اس محبوب و محترم موصوع پر قلم اٹھانے کی توفیق نصیب ہوئی، راقم مطور جب کاروانِ مدینہ کی ترتیب میں منہمک تھا، تو اس کو شدت اس ضرورت کا احساس ہوا کہ جس طرح اس نے اس کتاب میں فارسی، اردو کے منتخب نعتیہ کلام کو پیش کیا، اور ایک تمثیلی شاعرہ آراستہ کیا، بس یہ فارسی واردہ کے نامی گرامی شعر ارنے اپنے چیدہ اور برگزیدہ کلام کے گلدستے پیش کئے، اسی طرح کا شک وہ غائبی میں نعتیہ کلام کا انتخاب بھی پیش کر سکتا اور عالمِ تخیل میں ایک ایسی مبارک محضرت کا ذکر کرتا ہے جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نذر عقیدت پیش کر رہے ہیں لیکن یہ وقتوں اور اس کتاب کی بنیاد استقامت کے تقاضے نے اس کی تہلک ندی اور یہ کام رہ گیا، اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت زاد عزیز مولوی عبدالرشید صاحب کے لئے مقدر فرمایا تھی جو ہمارے عمر کی حد تک ان صفات سے متصف ہیں جو اس کتاب کی تالیف کے شرط ہیں نیز خاندانی اور تربیتی لحاظ سے بھی وہ اس موصوع سے فطری مناسبت رکھتے ہیں۔

عزیز موصوف تاج العارفین حضرت شاہ مجیب الشرف ندوی فذکرہ سرہ (۱۰۹۸-۱۱۹۰ھ) کی ساتویں پشت میں، پھلواری شریف کے اس خانوادہ کی بنیاد ہی (جس میں بروزور میں عارفین کاملین اور مجاہدین صادقین پیدا ہوتے رہے ہیں) عشق رسول پر پڑی تھی، حضرت تاج العارفین حضرت سید وارث رسول نابھاری کے خلیفہ اجل، اور مرید باختر اس تھے، ان کے فرزند و جانشین حضرت شاہ نعمت اللہ (۱۱۶۰-۱۲۴۷ھ) جو مولوی عبدالرشید صاحب کے جدِ سادس ہیں، اس نعمت کے وارث ہوئے، حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب کی ایک شاخ چرہ شریف ہے، بس میں

باشینی و زلف متقل ہوتی رہی دوسری شاخ وہ ہے جس کے گل سرسیدان کے فرزند مولانا
 محمد امام جنون (۱۲۷۲ھ) تھے، وہ خود عاشق رسولؐ، اور خوش گوشا عرتھے، مولانا محمد امام
 کے ایک صاحبزادہ مولانا نور احمد ہوئے، جن کے سلسلہ میں تعنت کتاب ہیں۔ دوسرے
 صاحبزادہ مولانا آل احمد تھے، جو پھلواری ست حجازیہ گئے، اور ن حدیث میں انتظام
 پیدا کیا، ان کے شیوخ حدیث میں شیخ محمد بنی شلقی، شیخ عبد الجلیل برادہ علامہ
 سید احمد زینی دحلان اور علامہ ارتضا گوپامسوی ہیں، ۱۲۸۵ھ میں حضرت شاہ
 محمد علی حبیب نصر نے تفصیل علم حدیث کے لئے آپ کو پھلواری رحمت دی، اور تمام
 کتب صحاح و مسانید، کتب کبار، کتب کواثر، و زنیہ و کتب حدیث کی لوگی رہی
 بالآخر ۱۲۸۸ھ میں مدینہ واپس گئے، اور مدینہ مدینہ میں بسر کر کے ۲۶ رمضان ۱۲۹۵ھ میں
 جنت البقیع میں آسودہ خاک ہوئے، تذکرہ نگاروں کے بقول نورناوار سنہ مزاج، اور
 بادہ عشق نبوی سے سرشار رہتے تھے۔

اس خاندان کی دونوں شاخیں میں رفاقت و شاکر و شکر و شکر و شکر و شکر و شکر
 شاعری اور کلم سے کم سخن نہیں، اور سخن تراسی کا ذوق منور شاہ رہا ہے، اس خاندان کے
 تیسرے شیخ طریقت حضرت شاہ ابوالحسن قادری (۱۱۹۰ - ۱۲۶۵ھ) اور ان کے صاحبزادہ
 شاہ محمد علی حبیب نصر امتونی ۱۲۵۵ھ صاحب دیوان شاعر تھے، ان کا کام ان کے
 درد و محبت کا غماز، اور ان کی باتنی کیفیات کا آئینہ دار ہے، خصوصاً عشق رسولؐ میں ان کی
 زبان سے جو اشعار نکلے ہیں ان سے عداوت معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی کی زبان سے نکل سکتے
 ہیں، اس کو اس بادہ محبت سے کچھ حصہ نہ سوا، مولانا شاہ محمد امام جنون سے بھی بڑے
 آبدار اور جگر در اشعار منقول ہیں، یہاں صرف ایک شعر برکفاایت لکھ جاتی ہے

از گریبان چند تارے نندوست
اسے جنون دے کر کاہے اندوست

مولوی عبد الشرح صاحب کے دو مولانا شاد شہزاد بن مولانا شاد ذرا احمد درسیات سے فرغتے، متون نگارہ زندگی تھی، درس و تدریس میں پوری زندگی گزار کر حضرت نصر کے مرید اور حضرت شاد بدایین صاحب امیر شریعت اول کے مجاز تھے، ۱۳۳۹ھ میں رحلت فرمائی، ان کے صاحبزادہ ۱ اور مولوی عبد الشرح صاحب کے والد (مفتی ابوالفضل محمد عباس) نے مولانا شاہ محی الدین صاحب امیر شریعت ثانی، مولوی منظور احمد صاحب اور مولانا عبد الواحد صاحب مرحوم سے درسیات کی تکمیل کی، ان کو فقہ سے خاص مناسبت تھی، مسائل جزئیہ فقہیہ پر بہت اچھا عبور تھا، اس سے محکمہ دار الافتاء، دارت شہ عبہ بہار نے آپ کو مفتی کی حیثیت سے اپنے یہاں بلا یا، تمام عمر اسی خدمت پر مانور رہے، ۱۴۱۱ھ میں ان کا انتقال کیا۔

۶۔ یزدی مولوی عبد الشرح بن ندوی نے ابتداً بن مدرسہ قدیمیہ فرنگی محل میں تعلیم پائی، پھر دارالعلوم ندوۃ علماء میں داخل ہوئے، اور وہاں سے فراغت و تکمیل کی، ان کو نہوع سے اپنے فائدہ ان اثر و فطری مناسبت سے ۲ بنی، فارسی، اردو کے ادب و شاعری سے خصوصی مناسبت تھی، اور دارالعلوم ندوۃ علماء میں بھی جہاں یہ مذاقی سب پر غالب ہے، ان کو اس میں اپنے امثال و اقربان میں امتیاز حاصل تھا، انہوں نے کئی سال تک دارالعلوم میں ادب ۲ بنی، اور تاریخ ادب کے مذاہن پڑھ سے جس کے سلسلہ میں ان کو قدیم و جدید ذخیرے سے واقفیت کا موقع ملا، سندھ میں وہ تہذیب و دعوت، اور صحیح اسلامی فکر کی اشاعت کے لئے اپنے چند ندوی رفقاء کے ساتھ ہارنگ

اور وہاں مسلسل کئی سال قیام کیا اسی دوران میں انھوں نے بعض عربی ممالک کے سفر بھی کئے
 کئی سال وہ سعودی ریڈیو اسٹیشن جدہ کے شعبہ اردو کے انچارج سب، پھر حب رابطہ العالم
 الاسلامی کا سٹئم میں قیام عمل میں آیا تو اس کے پہلے جنرل سکریٹری عالی مرتبت شیخ
 محمد سرور الصبان (سابق وزیر اہل بیت حکومت سعودیہ) کی مردم شناس نگاہ نے ان کو رابطہ
 کی خدمت کے لئے انتخاب کر لیا، اور منظمات اسلامیہ کا شعبہ ن کے سپرد کیا اس خدمت
 کے دوران انھوں نے اپنے علم کی پیاس بجھانے اور اپنے کو زیادہ علمی خدمت کا اہل
 بنانے کے لئے انگلستان کا سفر کیا اور تقریباً تین سال وہاں رہ کر لیڈز یونیورسٹی
 (LEEDS UNIVERSITY) سے عربی زبان کے ایک اہم لسانی پروفیسر تھامس ہارڈنگ سے
 پی۔ ایچ۔ ڈی (PH.D) کی ڈگری حاصل کی اس وقت سے وہ رابطہ سے متعلق ہیں،
 گزشتہ دو سال سے رابطہ کا نگرانی ماہنامہ ان کی ادارت میں نکل رہا ہے، اسی کے
 ساتھ وہ بعض کلیات میں عربی زبان کے (س) مضمون پریس پر انھوں نے تحقیق کی ہے کہ یہی
 دیتے ہیں۔

شہر و شامی کا ذوق ان بھی اور حسبِ رسولؐ ان کو اپنے فرائض و سببِ امت میں
 ملی خوش قسمتی سے ان کو شیخا و مہم شہداء حضرت مولانا عبد الرحمان درویش پوری قدس سرہ
 سے بیعت کا شرف بھی حاصل ہے اور حضرت کی اس پر نظر عنایہ تھی اس طرح وہ
 دونوں طرف سے اس ذوق سے بہرہ یاب ہوئے جس کے بغیر نہ زندگی میں سوز ہو سکتا
 ہے نہ تحریر میں آب و رنگ۔

وہ عربی، اردو و دونوں میں گفتمہ اور قلم برداشتہ گفتمہ میں رد و ہجرت کے
 جن مضامین، ورغاس و تحریکات کا مختصر گردن چسپ اور ہزار معنویات و نظریات

نہج و ہدیہ میں بتانا ہے کہ اگر وہ تصنیف و تالیف اور اردو تقریر و نثر کے میدان کی طرف پوری توجہ کرتے تو اس میں خاصہ نام اور مقام پیدا کر سکتے تھے۔

انہوں نے یہ کتاب اسی سبق کے تقاضے اور دل کی تحریک سے رمضان کی مبارک راتوں میں ترتیب دی۔ اس کا علم ان کے مخصوص دوستوں اور خود مجھ کو بھی س وقت ہوا جب کتاب مکمل ہو گئی۔

اس کتاب میں عربی نعت کا لغت اور اس کی مختصر تاریخ پیش کی گئی ہے۔ پھر عربی نعت کے عناصر ترکیبی اور مرکزی مضامین کا غارنہ کراہا گیا ہے۔ عربی نعت کی ابتدا سے یہ پیش کیا گیا ہے کہ اس میں کیا تبدیلیاں دینیہ و دنیاویہ جی کرتی ہیں اور کلام پر تبصرہ بھی اشارت و تلخیص کی تشریح بھی کرتے جاتے ہیں اور لطافتوں اور دبی و کجوب و ظریف اشارت بھی متقدمین شراح اور ناقدین کے آراء و مائیدات بھی نقل کرتے ہیں کہیں نہیں ہم مضمون عرب و اردو شعاریں پیش کرتے ہیں قسیدہ، بانٹ، حوالہ، قصیدہ، رباعی، بولہ، سی پر جو نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ زبان و نون فصائد کے سرخی کا استیعاب و استقصاء کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کی تشریح و تفسیر کرنے والوں کے نام اور ان کے نمونے پیش کئے ہیں۔

انہوں نے اپنی اس کتاب میں رتبہ کے سلسلے میں عربی نعت کی قدیم کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے اور جدید و جدید کی تصنیفات سے بھی۔ عربی شعار کا اردو ترجمہ ایک بڑا مشکل کام ہے۔ انہوں نے یہ ہفت نون بھی کیا ہے۔ کتاب کے سہم کی بنیاد و تعلیم کی رہنمائی کی ہے کہ یہ اقدار نثر جی و دبی ہے۔ بچپنی سے عربی کے نثر جی پیش کئے ہیں اس کتاب سے کئی ایسے نعت گو شعرا کا علم ہونا ہے جو اس حیثیت سے مشہور نہ تھے۔

پھر انھوں نے ایک دل چسپ عنوان "حق بقدر رسید" کا قلم لیا ہے۔ اس کے تحت
 انھوں نے وہ اشعار پیش کئے ہیں جو شعرا نے اپنے کسی مدوح کے بارے میں کہا، کوئی تاریخ
 نے درست کی نہ درست سمجھی، اور نہ ان کی ذات نے کوئی نقش چھوڑا، کہے تھے، لیکر ان کی اصل
 مستحق ذات نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، ان کا دائرہ چونکہ عربی تک محدود ہے، اس لئے انھوں نے
 صرف عربی نوؤں پر اکتفا کیا، اور اس میں بھی زیادہ، شیعہ ابیہات کا نام نہیں لیا، یہاں تک کہ فارسی
 وارد ہوئی بھی ایسے متعدد اشعار پیش کئے جاسکتے ہیں، جن کو اگر کوئی ناواقف یا صاحبِ وقت
 سمجھے تو اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کر سکتا کہ اس ذات ستودہ صفات کے متعلق ہیں جس کے
 متعلق حضرت مسیحؑ نے کہا ہے:

وَأَبَدَسَ مِنْكَ لَه تَرْفَعُ عَيْنِي وَأَحْسَنَ مِنْكَ حَزَلُ الْإِنْسَاءِ

خُلِقْتَ مَبْرُوءًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنْكَ فَخْذُ حَقِيقَتِكَ كَأَسْرَاءِ

از سلسلہ، ایک اردو کا درجہ ایک فارسی کا شعر پیش کیا جاسکتا ہے، غالب کا یہ
 مشہور شعر، غالب تجہ حسین خاں کے لئے ہے، جن کو سنوئی نہیں جانتا لیکن اس کی اصل سنوئی
 ذات نبویؐ ہے، اور بہت سے تخریروں و اہل قلم نے اس شعر کو سی موفو پر پڑھا اور لکھا ہے۔

زبان پر بار خدا یا یہ س کان مریا

زمیرے نطق نے بوسے میری زبان کیلئے

اسی طرح فارسی کا مشہور شعر مکن ہے ہی معاشرہ مدوح کے لئے کہا گیا، مگر یہ

اس کی اصل مصدر ذات نبویؐ ہی ہے۔

بزر بار شویم دہن ز مشک و گلاب

ہنوز نام تو گشتن کہاں ہے دلی دست

مصنف نے ہندوستانِ اقصیٰ کو اس کتاب میں نہیں لیا جنہوں نے غریبی میں
 تعقیبہ قصا لکھے اور ان کی مذہب سے طویل ہے ان میں حسان الہند مولانا غلام علی آزاد بلگرامی
 ن ص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے اس و سونوں پر پڑھ کر کتبہ سنجیاں کی ہیں اور داد شاہ غری
 دی ہے شیخ عبدالمقندر کندی شیخ احمد تھانیسری حضرت شاہ ولی اللہ حضرت شاہ
 عبدعزیز اور ان کے بعد کے کئی شعراء اس بزم میں شریک ہونے کا حق رکھتے ہیں مقدمہ
 لکھنے کے وقت تک اس باب کا اضافہ نہیں ہوا ہے امید ہے کہ وہ یا تو اس کتاب میں اس کا
 اضافہ کریں گے یا اس پر مستقل کتاب لکھیں گے کہ یہ کسی طرزِ نشاندہی کرنے کے قابل نہیں
 اور ان پر اس کا وقتی و مادی حق ہے

ہم نے علم میں کم سے کم رد و بیانیہ کتاب ہے جو اس تفصیل اور محنت و لیاقت
 سے لکھی گئی امید ہے کہ قدر و عظمت کے باتھوں سے لی جائے گی اور عقیدت و محبت کی آنکھوں
 سے پڑھی جائے گی۔

ابوالحسن علی ندوی

دارہ شاہ عالم الشریف

کرم پادوی شاہیہ ۳۹

۲۳ جون ۱۹۷۷ء

پیش لفظ

حضرت رسول ﷺ نے عید و ستر کی ذمہ داری سے نہ بہت دور رہی۔ اس میں وہ اپنے پیانہ پر نہ تھے۔ نہ بے وعید و ستر رہے۔ نہ بے ستر و عید نہ رہے۔ اور ستر ہوگا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے ان کو رحمت و شریعت، عید و ستر کی عقیدہ و توحید پر پختگی اور ایمان میں شابت تدویں نصیب کر دی۔ ان کو عید و ستر کا ارشاد ہے:

لَا يَكُونُ أَحَدٌ مِنْكُمْ نَسِيًّا وَلَا نَسِيًّا وَلَا نَسِيًّا
 من پس نہ کوئی نسیان سے نہ وقت تک نہ رہے

أَحَبُّ إِلَيْهِمْ وَالِدٌ رَدَدَ دِينَهُ
 ان میں سے جو والد جب تک نہ کہ وہ نہ رہے

اجمعین۔
 اپنے بیٹے و تمام لوگوں سے زیادہ کچھ کو محبوب نہ رکھے۔

مقامی تفسیر: ان کو عید و ستر پر ایمان نہ رہے۔ وہ عید و ستر میں اس کو نہ شربت و شربت
 سے بڑی و بہتر و کچھ نہ رہے۔ ان کو عید و ستر پر ایمان نہ رہے۔ وہ عید و ستر میں اس کو نہ شربت و شربت
 لے سکیں۔ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ

اسلامی عقیدہ کا سنگ بنیاد ہے، لیکن اس توحید خالص کی یہ فہم و اس عقیدہ کا زندگی کے تمام اعمال پر چرچا ہونا ہی ذلت نہیں ہے جب کہ اس راہ کے سارے ملاحی و ہدویٰ ہر حق سے شرف علیہ وسلم کی اتباع کا عمل نصیب ہو، اس اتباع کے بغیر کوئی تعلق موتیہ نہیں ہے۔

قَالَ لَنْسَرْنَا اَللّٰهُ وَبَعُوْهُنَا
رَبِّ رَسُوْلٍ كَمَا دِيْكَبْ - اے رسول! ارم

اشر سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو

دور گر تم ایسا کرو گے تو اشر تقاضے تم کو

پسند فرمائے گا۔

یہی وہ اتباع مصنوعی و ربی جان ہوتی ہے جس کی بنیاد محبت اور شخصی وابستگی پر نہ ہو و ایسی اطاعت دیر پا نہیں ہوتی، ایک خاص زمانہ تک کسی مجبوری کے تحت یا کسی وقتی امید کی بنیاد پر تو ممکن ہے، مگر وہ اتباع جو زندگی کا شعار بن جائے، دل چاہے یا نہ چاہے، ہر حال میں ہی مل رہے، اس کے لئے محبت اور شخصی وابستگی ضروری ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے جب سنو رندس میں سے اشر علیہ وسلم کے ہاتھوں میں رچا ہاتھ دیا تو اسی بات کا عہد کیا تھا کہ دل چاہے یا نہ چاہے ہم ہر حال میں آپ کی اتباع کریں گے۔

يَا بَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات

کی بیعت کی ہے کہ ہم ان کی اتباع ہر حال میں

کرتے رہیں گے خواہ طبیعت آمادہ ہو یا دل

اچھا ہو۔

قرآن کریم کے اولین مناسب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، ان سے زیادہ

توسید کی حقیقت سمجھنے والا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا، انھوں نے اس عقیدہ کے لئے جان و مال

اولاد عزت گھر بار سب کچھ قرین کیا تھا، ان کا عقیدہ فی موشگ فیوں کا رہین سنت نہیں تھا،
منطقی داوا پیچ وہ نہیں جانتے تھے، الفاظ و اصطلاحات کی پید کردہ الجھنوں سے وہ آزاد
تھے، ان حضرات نے حضور اکرم علیہ السلام کو صرف ایک پیام رسان نہیں سمجھا تھا جس کا
کام صرف اس قدر ہو کہ وہ اپنا پیغام پروردگار کے لئے پہنچا دے، بلکہ وہ حضور اکرم کو اپنی محبتوں کا مرکز
سمجھتے تھے، محبوب و مطاع، آجی و مخدوم سمجھتے تھے، حضور کی ذات سے جو ن کو شفیقتگی تھا وہ اس کی
ایک جھلک عروہ بن مسعود اشقنی کے اس بیان سے ظاہر ہے، ہر ایک یہ بیان ایک رپورٹ کی تھی
ان کو صلہ حدیث سے پہلے قریش نے اپنا سفیر بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
جسوسی کیا، ورنہ ان کی فکر کے سانچوں کی وہ ہر گز سے رنجیدہ اور قوی نہ ہوتے۔ عروہ
نے واپس آکر یہ بیان دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و مسور نے نبی و صف کے بیٹے ہوئے، پڑا بڑا بچوں کے پرستار
گو یا اب بڑے بڑوں کے حضور اکرم کے دربار پاک سے جو شے نکلتی ہے اس کو زمین پر
گرنے نہیں دیتے وہ کسی زخمی کے ہاتھ پر روک دیا جاتا ہے جب وہ سر پہنچتا ہے
حضور اکرم کوئی کمزور نہیں ہوتا، سب سے بڑا پڑا بڑا حضور اکرم کے
پوستہ آیا و حسب یہ پاپ ہو تا ہے، ہر شخص کا ہاتھ ہے کہ حضور اکرم کی
طرف آئے اٹھا کر منہ دیتے۔

عروہ نے مزید کہا۔

”لوگو! میں نے سری کا دربار بھی دیکھا ہے، وزیر کا دربار بھی دیکھا ہے
اور نجاشی کا دربار بھی دیکھا ہے مگر نہایت عیب و علم، جو تعظیم
مٹا کر کرتے ہیں وہ تو کسی بادشاہ کو قورس کے دربار اور ایک پیر بھی و من

نہیں ہے۔

نہایت رنج و غم میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مجھے کوئی
پیارا نہ تھا اگر میرے دل میں حضور اکرم کا جہاں اس قدر تھا کہ میں آنکھ بہہ کر حضور کو دیکھ نہیں سکتا تھا
حضرت کا ارشاد ہے کہ اللہ و پیغمبر سے کسی نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری محبت
کی کیا چیز ہے؟ ”بجدا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ماں، ابا، دو فرزند و مادر سے زیادہ محبوب تھے
اور اس سے زیادہ ان کی طلب ہمارے دلوں میں تھی جتنی ایک پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی طلب ہوتی ہے۔“
ایک دوسری بات کا ذکر ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضور اکرم
کی جانب مشک کی گائے دیکھتے رہتے حضور اکرم نے پوچھا کیا بات ہے؟ وہ بولے میں مجھتا ہوں کہ دنیا ہی
میں اس دولت دیدار کی بہاریں سمیٹ لوں آخرت میں حضور کے مقام بلند تک میری رسائی بھی
نہ ہوگی اس پر یہ آیت اتری۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ
مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان
وہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔

صحابہ کرام کے اس تعلق و وابستگی کو بیان کرنے کے لئے ہم اپنے الفاظ کے حدود و ذریعے
میں صرف عشق کا غنڈہ پاتے ہیں جس سے کسی درجہ اس کیفیت کی ترجمانی ہو سکتی ہے جو ان کے
اندرونی جاتی تھی انھوں نے اس عشق کا اظہار اضافہ سے کم اور اپنے عمل سے زیادہ کیا تھا جہاں
قربان کر کے اس دوست بیداروں کا عمل کیا تھا۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین نے آپ کی احادیث شریفہ کو سینوں سے لگایا اپنی عمریں
اس تجویز میں صرف کر دیں کہ آپ نے کیا فرمایا اور کن الفاظ میں فرمایا، آپ کے شاہل کی تدوین کی

ایک ایک قول کو جمع کیا ایک ایک بات کو پرکھا، جانچا، ایک ایک جملہ کے باریک سے، یکایک کو قلبسہ کی، یہ سب کاوشیں بغیر شخصی تعلق اور اس محبت کے ناممکن تھا جس کو عشق کہا جاتا ہے۔
 حضور اکرم صلی علیہ وسلم کی سیرت، شامل، خلاق و نادات پسند اور ناپسند کو بھی اس جذب و شوق سے یہ حضرات مدون کرتے رہے اور اپنی زندگیاں صرف کرتے رہے مقصود ان سب بزرگوں کا یہی تھا کہ ذات گرمی سے وابستگی ہمیشہ بڑھتی رہے، آتش شوق زندگی کی ہر سانس کے ساتھ ترقی پذیر رہے محبت نبویؐ کا یہ چراغ کبھی مدھم نہ ہوا اور یہ شعلہ کبھی سرد نہ ہونے پائے۔

جن کلمات کی حقیقتیں موزوں تھیں وہ اشعار و نظمیں کی شکل میں اپنی کیفیات قلبی کا اظہار کرتے رہے، پسند و ناپسند، اولیٰ سے، بے شک قائم ہے، اس نوع کی شاعری کو عربی میں مدائح النبویہ اور اردو و فارسی میں اس کو نعت کہا جاتا ہے، نعت کے لفظی معنی صفت کے ہیں، اور یہی ہے کہ صفت تو دراصل نبی کی صفت ہے، جن کے اندر کائنات کا تمام جہاں پورے کرلی کے ساتھ موجود ہے، جیسے حدیث کا ترجمہ باب گفتگو ہے مگر اصطلاح میں نبی کی بات کو حدیث کہتے ہیں، ان کی بات میں کائنات کا تمام سچ بیان جمع ہیں۔

رمضان کی تہائے مبارک میں رات نے اپنے لئے سوادت سمجھی کہ عربی میں جو کچھ سنعت میں کہا گیا ہے اور جہاں تک اس کو تاہم ہو کہ سواد کی رسائی ہو سکے اس کے نونے ترجمہ و تفسیر کے ساتھ جمع کر دے اس سے نہیں کہ ارد میں اس ترس کے متب و مضامین کی کوئی کمی ہے، یہ سب شامل ذوقیہ مضامین، حب نبویؐ پیدا کرنے والی مقالات اور کتابوں میں کوئی نقص زدگاہے جس کی تکمیل چستی میں مسعود بنے، بکہ واقعہ یہ ہے کہ ہر دل بزرگوں نے جو کچھ لکھ دیا ہے، اس کی نوریت سے نہ کہ بے سواری نہ کوئی نسبت نہیں رکھتی، ان کے صدق احساس اور جذبے کی کا

اگر ہکات ہکا اثر پڑی ان مسطور پر بہت تو وہ ممدوح پاک محلے، علیہ وسلم کا فیض ہے جس کا
متوقع بکا طور پر ہر امتی ہے۔

یہی وقت ہے کہ ہر انسان کو یہ قصہ کہ کسی عالمی ضرورت کی تکمیل نہیں ہے
بہت دور پہنچا ہے۔ ہر دور کی ہر قوم کے لیے ایک وسیع مقامی ماحول ہے جس کی گنجشہ دہی
کے پاس اس کی گنجشہ میں رہے۔ ہر دور کی ہر قوم کے لیے ایک وسیع مقامی ماحول ہے جس کی گنجشہ دہی
ہر انسان کی ہوتی رہے۔ ذکر ان کا ہوتا ہے اور کسی دہی میں کسی واسطی اس دور سے
سے رہے۔

گاہ کوئی کوئی سن نہیں جیتے
بکھے سجھے سٹوٹل کے ران رہو۔

عبدالرشید عباس ندوی

مرکز شب ۲، منتقلات مبارک سٹوٹل

اس کتاب سے متعلق چند ضروری توضیحات

- ۱۔ عربی اشعار نمبر دے کر مسلسل نقل کئے گئے ہیں تاکہ عربی داں حضرات ترجمہ کی سطور سے الجھن میں نہ پڑیں اور براہ راست مخطوط ہو سکیں غیر عربی داں حضرات کے لئے ترجمہ شعروں پر دیئے ہوئے نمبر کی ترتیب سے موجود ہیں۔
- ۲۔ ترجمہ مفہوم خیز کیا گیا ہے تاکہ شاعر جو کہنا چاہتا ہے، وہ واضح ہو سکے۔
- ۳۔ قصائد مکمل اور مسلسل نقل نہیں کئے گئے ہیں بلکہ منتخبات پر اکتفا کیا گیا ہے، ایک قصیدہ کے اندر درمیان میں ذیلی لکیر سے یہ اظہار مقصود ہے کہ چند اشعار کے بعد تن کو نقل نہیں کیا گیا ہے، یہ شعر آتا ہے۔
- ۴۔ جس قصیدہ کا کوئی حوالہ موجود نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ علامہ نبہانی کے مجموعہ سے نقل کیا گیا ہے اور جہاں حوالے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ براہ راست ان مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے۔
- ۵۔ عربی شاعری میں چند اصطلاحیں ایسی ہیں جن کا مفہوم اردو میں مختلف ہے مثلاً اردو میں تضمین کے معنی یہ کسی مصرعہ پر گرہ لگانا، اس کو عربی میں تشطیر کہتے ہیں اور تضمین کا مفہوم ہے ہر مصرعہ کے چند الفاظ و رد و بدل کر دینا، اردو میں معارضہ اختلاف کے معنی ہیں مستعمل ہے عربی میں کسی قصیدہ کے وزن اور قافیہ پر دوسرا قصیدہ کہنا مراد لیا جاتا ہے۔

اس کتاب میں یہ اصطلاحات عربی مفہوم کے لحاظ سے استعمال کی گئی ہیں۔

عربی نعت کا تعارف اور اس کی تاریخ

نعت کا عنوان اردو میں ان اشعار کے لئے مخصوص ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے جاتے ہیں عربی میں یہ لفظ نعت کا مراد ہے اور ایک نحوی اصطلاح ہے۔ عربی میں اس مقصد کے لئے مدح کا لفظ مستعمل ہے اور یہ عام ہے نظم و شرد و نون پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور انبیاء و اولیاء عام انسان ہوں ہر ایک کی تعریف و تائیل اس ضمن میں آتی ہے۔

کسی انسان کی خوبیاں اگر اس کی زندگی میں بیان کی جائیں تو اس کو مدح کہا جائے گا اور اگر اس کے مرنے کے بعد اس کے اوصاف و مناقب کا ذکر کیا جائے تو اس کو مرثیہ کہتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے آپ کی وفات کے مستملاً بعد آپ کی شان میں جو قصیدے کہے گئے جیسے حضرت حسان اور حضرت ابن رواحہ کے کہے ہوئے اشعار یا وہ اشعار جن کی نسبت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی طرف کی جاتی ہے ان کے لئے تو علمائے ادب و سیرت نے مرثیہ کا لفظ استعمال کیا ہے کیونکہ ان اشعار میں آپ کی

ہاں سے پیاموت والے ترات کا ذکر ہے، یعنی بنی ہاشم اور بنی مضر کے درمیان
 اپنی آپ کی شان میں کہ آپ کا نسب کا وہ سب سے بڑا نسب ہے اور آپ
 کا سبب یہ ہے کہ نبیائے کرم اور تمام اوصیاء میں آپ سب سے بڑا ہندوستان
 کے تمام لوگوں سے ہمیشہ ہندوستان میں رہتے ہیں اور آپ کا نسب یہ ہے
 کہ آپ کا نسب بہت عظیم اور کامیاب ہے اور ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اور آپ
 حضرت محسن کا گوری سے

تا ابد وہ محمد کا ہے روزِ اول

ہاں کہ یہ شاعر نے کہا ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب
 یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب
 یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب
 یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب
 یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب
 یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب
 یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب
 یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب

جب کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب

جب کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب

جب کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب

جب کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے کہ آپ کا نسب

مولیہ کمزوری کی طرف رجحانی وغیرہ کا عنصر بھی داخل ہے، آخر صدیوں کے شعراء نے ان
 باتوں پر اتنا غور کیا کہ اپنے جذبات، فطرت، افق نیت اور ذات گرائی نے نسبت
 بہت زیادہ کی ہے اس سے اپنا وہ نخلق نکال کر کیا جس کی وجہ سے کلام میں نرمی، اگلاز و رسوز کا
 عنصر بڑھ گیا۔

۱۱۔ بین شاہی کی اس سست، مدح نبوی، پر کوئی مستقل کام نہیں ہو سکا، ڈاکٹر
 درویش اپنی کتاب "مدح النبویہ فی الادب العربی" میں لکھتے ہیں:-

فدا... میں نے، نہ جیسا کہ وہاں غنیہ کلام کی تاریخ پر
 میں دوسرے جہت سے... میں نے بہت آسانی کی تھی ان کا شمار زیادہ
 میں دراصل شعر میں نہیں جوتا ہے نیز یہ کہ تاریخ میں بہت بڑی کچن
 میں ملتا ہے شعر کے دوسرے اصناف جیسے منظوم نگاری ۱۰۰۰ و سبب اور وہ
 صفت جس میں بہادری کے کارناموں کا بیان، حمار، موتا، وہ حیثیت
 یہ قصائد کو نہیں دی گئی جو رسول کریم کی شان میں کہتے تھے، یہ موشحوت صوفیہ
 میں تو تک محدود رہا دوسروں نے بہت کم توجہ دی بلکہ جس قدر مواد بھی
 موجود ہے وہ اس کا مستحق ہے کہ اس میں مدح کیا جائے کیونکہ اس صفت کی کچھ
 موشحات ہیں اور یہاں سب سے پہلے ابن خرداد بہ اس صفت کو اپنا
 کہا، ان کے دینی و اخلاقی، منہمک تھے، کو گوشہ کشی سے نکالنا
 ضروری ہے۔

۱۲۔ پہلی سبب جس نے مدح نبویہ کو ایک نئے رنگ عطا کیا وہ تھا

۱۳۔ نبویہ ادب کا ایک نئے مہر و نور...

کامیاب ہے، جو اپنی تحقیقی نایافت اور ادب غربی میں وسیع انتشار ہونے کی حیثیت سے مشہور اور اپنے غیر مانوس افکار و نظریات کی وجہ سے بدنام ہیں، اسوس کہ یہ کتابچہ بہت ہی غیر مربوط اور غیر متعلق بحثوں پر مشتمل ہے، خاص نعت کی شاعری پر تو کچھ بھی مواد نہیں ملتا البتہ مرثیہ اہل بیت کے کافی نمونے درج ہیں، اور مصنف کو اصرار ہے کہ ان کو بھی نعتوں میں شامل کیا جائے جو مہیار الدیلمی، فرزدق، حبل اور الشریف الرضی نے شہید کر بلا، ورد و سرے اہل بیت کے وصف میں کہے ہیں جو نمونے انھوں نے دیئے ہیں وہ بھی بہت ناقص اور تشنہ ہیں، مصر میں پڑھی جانے والی میاں کی کتابوں کے اقتباسات زیادہ ہیں، اور اس سے زیادہ مصنف کے ذاتی خیارات میں مثلاً عصر موی میں نعت کہنا حکومت و ملت سے بغاوت کے مرادف تھا، اس لئے جن لوگوں نے عصر میں اہل بیت رسول اللہ کی شان میں قصیدے لکھے، وہ بہت باہمت اور بلند کردار تھے، نیز یہ کہ کمزوری اور محکومیت لوگوں کو زہد و ور دیناری، اخلاقی اصول اور شرافت و انسانیت کے تقاضوں کو بیان کرنے پر مائل کرتی ہے صاحب ثروت و حکومت کبھی نہ اخلاقی مواضع کے عاجز نہ نہیں ہوتے، غرض ڈاکٹر کی بریک کی کتاب میں نعت کے علاوہ وہ سب کچھ ہے جیسے وہ کہنا چاہتے تھے۔

✓ البتہ شیخ یوسف بن سعید انبہانی نے (جو بیروت کے ایک معروف منش، صاحب سم سلمان اور محکمہ قضا کے کسی علی ہمدانی پر امور تھے) ۳۳۳ھ میں "المجموعۃ البہانۃ ۳ المداخ نسوبۃ" کے نام سے چار صدوں میں عربی میں کی جانے والی نعتوں کو جمع کیا ہے اور بڑی کاوش سے استنبول، قاہرہ، سکندریہ، دمشق اور حجاز کے کتب خانوں سے تلاش کر کے ذخیرہ کیا ہے جسے قصیدے کے کئی نسخے سے تو ایک کو دوسرے سے متقا بل کر کے انھیں مرتب کیا ہے، کتاب کی ترتیب زمانے، شعراء کے مدارج پر نہیں بلکہ قوافی پر رکھا ہے، جیسے اگر شروء دین شعراء کو مرتب دیا جاتا ہے، سرورق پر مرتب نہ لکھا جاتا ہے۔

”جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کی اس عالم میں نظیر
نہیں پیش کی جاسکتی اسی طرح اس مجموعہ کی بھی کوئی نظیر نہیں ملے گی جس میں ان اوصاف
حمیدہ پر مشتمل قصائد جمع کئے گئے ہیں“

تعجب ہے کہ ڈاکٹر زکی مبارک نے اس مجموعہ سے استفادہ نہیں کیا، اگر ان کو اس
مجموعہ کی اطلاعات ہی نہیں تھی، تو یہ افسوس کی بات ہے، جبکہ دارالکتب المصریہ میں اس کے نسخے
موجود ہیں، اور اگر انھوں نے اس کو قابل ذکر نہیں سمجھا تو زیادہ افسوس کی بات ہے کیونکہ انھوں نے
مصر کے دیہاتوں میں مروجہ میلاد کی کتابوں اور اس کی بے سند روایات اور مبالغہ آمیز حکایات
کو نہ صرف یہ کہ نقل کیا بلکہ ان کی سمیت اور ان کے رائے رکھے چلنے کی وکالت بھی کی ہے۔
اور نہ ہی ان کا مجموعہ تو تلاش و مقابلہ کے بعد مرتب کیا گیا ہے، ہر قصیدہ کا حوالہ موجود
ہے، البتہ غیر متعلق مباحث، فلسفہ آرائی سے پاک ہے، شاید پی۔س کا عیب سمجھا گیا ہو۔
اس زیر ترتیب کتاب کا مقصد یہ ہے کہ غیر عربی دس اصحاب ذوق کو عربی میں نعتیہ
شاعری کے انداز بیان مضامین اور اس کے ارتقاء کا اندازہ ہو سکے۔



عربی میں نبوت کا ابتدائی سرمایہ

ابوطالب کی نعتیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدت میں سب سے پہلے جس سے زبان بھری وہ آیت ہے۔
 کہ ابو ذہب بن عبد مناف ابو طالب ہیں، اس زمانہ میں شمر کی بڑی اہمیت و قیمت تھی اور وہ مذہب
 اس سے کہ جس کتاب کو چھڑا کر ایک بڑی جنگ کی آگ بجھا سکتے تھے، ان کے پاس
 تھے، شعراء سے زبانیں اٹھنا، کاروبار رکھتے تھے اور اکثر ان سے وہ کام لیا کرتے تھے۔
 موجودہ زمانے میں وسائل اطلاعات INFORMATION MEDIA سے یہ کتاب سب سے
 نبوت کے بعد قریش نے ہی کریم علیہ السلام کی دشمنی پر کم کس و تھی ابو سہیل سے کہ وہ نبی
 کے خلاف نبوتِ محمد کی سازش سمجھ کر تھے، ابو طالب نے خواہ مخواہ کھنڈہ کی حمایت کے جوش میں باقر
 تھے، ورنہ ان دنوں مسیح کے بد میں بہ حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حریت یہ کہ
 یہی نہ کہ متحد کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی، ان کوششوں کی ایک کڑی اور کارآمد
 بند ہوش شعاع میں، کریم علیہ وسلم کی مدت کی وہاں سے خاندانِ ربوبہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کا ذکر کیا۔

”سیرۃ النبی“ میں ابن ہشام نے اس قصیدہ کے سات شعر نقل کئے ہیں جن کو ہم سب سے پہلی نعت قرار دے رہے ہیں۔ کیونکہ اس قصیدہ سے پہلے کا کوئی ایسا کلام نہیں ملتا جس میں براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت یا مدح ہو اس قصیدہ کے ابتدائی تین شعر یہ ہیں۔

اذا اجمعہ نبوہ قریب متذکر
فعبد مناف، سرہا وصیہا

وان حصلت اشرف عبد مناف
وفی ہاشم اشرفہا وقدیمہا

وان فخرت یومہ وں محمدًا
ہو المصطفیٰ من سرہا وکرمہا

ان تینوں اشعار کا مفہوم یہ ہے کہ: اگر قلیل قریش کے افراد کبھی یہ طے کرنے کے لئے جمع ہوں کہ ان کا سرمایہ فخر کیا ہے؟ تو ان کو معلوم ہوگا۔ ان کے اندر جو عبد مناف کی شاخ ہے وہی اس پورے قبیلہ کی روح رواں اور اصل ہے اور اگر عبد مناف کے سردار کاٹھ موکر بنو کر یس کاں کی عظمت کا راز کیا ہے تو وہ بنو ہاشم میں اپنی سرملندی اور اصلیت کا سراٹ پائیں گے اور بنو ہاشم کسی بات پر فخر کرنا چاہیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ محمد ان سب میں منتخب ترین، پسندیدہ ترین، باعث عظمت و سرملندی ہیں اس قصیدہ کے بقیہ چار شعروں کا رخ اہل قریش کی طرف ہے۔

تداعت قریش غنہ وسمینہا
علینا، فہم تظفرو طاشت حرمہا

وکنّا قدیمہ لا نفر بظلامہ
اذما اثنوا صعر الخناد قدیمہا

ویمسی حساہ اہل یومہ کرمہ
ونعرب عن اجارہا من یومہا

بنا انتعش العود الدواء واما
باکنا فنانندی تنہی آرومہا

یعنی قبیلہ قریش کے اچھے بڑے سب ہی ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں، لیکن وہ کبھی کامیاب نہیں ہوئے اور ان کے داناؤں کی دانیوں میں آگ لگیں، ہم بگ وہ ہیں جنہوں نے کبھی بھی

”مظلومیت کی حالت اپنے لئے قبول نہیں کی اور دشمنوں نے جب باجم سے منہ پھیرا تو ہم نے انہیں
سیدھا کر دیا۔ ہم اپنے خاندان کے ناموس کے حق فطہیں، جنگ کے موقع پر ہمارے قلعوں چھیننے
نگاہ اٹھائی اس کو ہم نے مار بھگا یا زناات امن و دوستی میں، ہم وہیں جن کے سامنے شک
ٹھنیاں بھی نہاں ہو جاتی ہیں اور اس کی جڑیں نرم اور بار آور ہوتے گتے ہیں اس قصیدہ کے آخری شعر
”بنا انتعش اعود الذواہ۔“ سے اردو کا یہ شعر فقط و زبانی درنوں میں بہت قریب ہے۔

مہر سبز ہو وہ سبزہ جو نہ پاؤں میں ہو

ٹھہرے تو جس شجر کے تھے وہ نہاں ہو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرافعت میں جناب بول لب کے در شمار بھی بنتے ہیں اس شریعت
ایک طویل قصیدہ برکات مسعود ہے۔

ولم یأیئ التیم اود فیہم قد قطعوا کل انحرى والوسائل

(جیکہ میں نے دیکھ لیا کہ لوگوں میں اس و محبت نہیں رہی اور کام وسائل اور ہر کڑی وہ توڑ چکے)
اس قصیدہ کے ۵۵ شعر ہیں اور اس کا موضوع یہ ہے کہ ابوطالب نے اپنی قریش کو
جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی ہے جنگ سے پیدا شدہ منہائ کو جتنا یا ہے آپس کی جو بڑی
کے نقصانات گئے ہیں یہ بیان کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب ذکر کرنے میں وقت نہا
ان کا جوش بڑھ جاتا ہے اور آپ کی مدح میں ایک شعر لیا زور سے لگتا ہے جو ہزاروں قصیدوں
پر بھاری ہے۔

وأسبق بسبی العمام وجہ من بدت عہم الاکرام

(وہ روشن و تابناک چہرے وائے نبی کے صدر قے میں بادلوں سے پائے مانگ جائے وہ تمہارے)

لے ابن ہشام ج ۱ ص ۱۰۰۔

اور ہواؤں کے سر نہاہ ہیں)

اس نثر میں دو لفظ "شمال" اور "عصمتہ" کے آئے ہیں جن کا مفہوم ایک لفظ میں بیان کرنا مشکل ہے، دوسرے اس شعر میں کچھ اور سن بھی ہے ان کی طرف اشارہ ضروری ہے "شمال" اور "عصمتہ" فریادرس، سہارا جس پر سندت و مصیبت کے وقت بھروسہ کیا جائے، گو کہتے ہیں "لسان العرب" میں اس کے شمال یہ دی ہے "فقد نفس فلان توأم" کا ثناء ہے یعنی وہ اس کا ایسا ستون ہے جس پر اس کی عزت قائم ہے۔ ابو غالب کے شعر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثناء الیتامیٰ کہا گیا ہے یعنی یتیموں (بے سہارا افراد) کے صرف آپ ہی سر نہاہ ہیں، سر نہاہ سے زیادہ وضاحت انگریزی کے لفظ (SUSTAINER) سے ہوتی ہے کیونکہ اس کے مفہوم میں خبر گیری، اس کی صلاحیتوں کو ابھار کر بروئے کار لانا بھی شامل ہے۔

اسی طرح "عصمتہ" کا لفظ ہے جس کے عربی میں معنی "روک" یا "بچاؤ" حفاظت کے ہیں، عرب کہتے ہیں "فان عورت اپنے باپ کی عصمت بن ہے" یا "پے شوہر کی عصمت میں ہے" اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اس عورت کے لئے ڈھال اور سپر ہے کوئی بری نگاہ سے اس کو دیکھ نہیں سکتا، اس کی عزت و حیثیت کا وہ کفیل ہے اور اس کے ناموس کا محافظ ہے، بیوہ عورت جو اپنے "عاصم" سے محروم ہو چکی ہے آنحضرت اس کے "عاصم" ہیں قرآن کریم میں آیا ہے۔

لَا تَحْصُرُوا نَفْسَ الْيَتَامَىٰ مِن أَثَرِ آلِهِ ۖ إِنَّمَا حَرَّمَ ذَاتَ الْوُجُوهِ ۖ
اِنَّ اَسْرَبَ حَكْمَ نَبِيٍّ اَنَّهُ دَالِي كَوْنِ شَيْءٍ نَّهْيًا هُوَ
ابتداء وہ شخص بچے کا جس پر اللہ نے رحم کیا ہو۔

لسان العرب میں ابن خلدون نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے "لَا مَعْصُومٌ إِلَّا اَصْرُ حَوْصٍ"

یعنی بچہ ہوا وہی ہے جس پر رحم کیا گیا ہے۔

لسان العرب مادہ شمل لے ایضاً مادہ عصم

اس شعر کا ایک حُسن یہ بھی ہے کہ پہلے مصرعہ میں رسول کریم ﷺ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ کی ذات ایسی بابرکت ہے کہ آپ کے چہرہ نور کے صدقے میں بارش کی طلب کی جاتی ہے، بارش سے سب سیراب ہوتے ہیں، دوست دشمن ہر ایک کی کھیتی نہال ہوتی ہے، گویا آپ کا وجود پاک ہر ایک کے لئے رحمت و برکت ہے، دوسرے مصرعہ میں کمزوروں، بے سہارا لوگوں کا آپ کو والی و سرپرست بتایا گیا ہے، کیونکہ یتیم اور یتیمہ بے چارگی اور کسی سپردگی کے لئے (symbol) کا درجہ رکھتے ہیں، یہاں دونوں مصرعوں میں ایک لطیف ربط ہے۔

ابن نباتہ مصری جو کہ خود ایک صاحب ذوق، بلند پایہ ادیب اور تاجین نبی میں قابل ذکر درجہ رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ "یتسقی النعام" کو بجائے بھول کے معروف سینے سے پڑھتا ہوں، یعنی "یتسقی النعام" جس کا مطلب یہ ہوتا ہے، خود بادل آپ کے چہرہ نور کے صدقے پرسننے کی اجازت چاہتا ہے۔

اس شعر کا ایک اور خصوصیت ہے، جو سب پر بھاری ہے وہ یہ کہ اس کو رسول کریم ﷺ کے طرف سے سند قبولیت مل چکی ہے۔

ابن ہشام لکھتے ہیں "مجھے صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قحط آگیا اہل مدینہ نے حضور اکرم ﷺ کے خدمت میں آکر دعا کی درخواست کی، رسول اللہ ﷺ نے حضور اکرم ﷺ پر تشریف لے گئے، اور دعا فرمائی، آنحضرت ﷺ سے، اللہ علیہ وسلم بھی منبر سے اترے بھی نہ تھے کہ اتھرتیز بارش ہونے لگی کہ کشتیہ انور کے رہنے والے ڈرنے لگے کہ کہیں سحاب نہ آجائے، اور وہ ڈوب نہ جائیں، نبی کریم ﷺ سے، اللہ علیہ وسلم نے جب یہ صورت حال دیکھی تو فرمایا "اللہم حو ایسا ولا عین" پھر بادل چھٹ گئے، درآس پاس کی پہاڑیاں کسی ہمارے کی کلنی

لے عمرانی ایسا ولا عین ابن نباتہ طبع قہرہ مستطیع

کی طرح نظر آنے لگیں، اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر ابو طالب یہ نہ دیکھتے تو بہت خوش ہوتے، ایک صحابی نے عرض کیا، شاید یا رسول اللہ آپ کا اشارہ ان کے اس شعر کی طرف ہے۔

وایضیٰ یتسقی الغمام بوجہ شمال الیتامی عصۃ للارامل

فرمایا بیشک

اس قصیدہ کے مزید چند شعر سنئے جو محبت و دوسوزی کے جذبات سے بھرپور ہیں، یہ اشعار جو نقل کئے جا رہے ہیں، ان سے پہلے یہ مضمون ہے کہ اہل قریش مطالبہ کر رہے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حمایت سے ہم باز آجائیں، یا کہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔

۱۔ کذبم و بیت اللہ نترک مکنہ ونظعن الا امرکم فی بلابل

۲۔ کذبتم و بیت اللہ نبزی محمد ولما نطعن دونہ و نناضل

۳۔ و نسلمہ حتی نصرع حوالہ ونزھل عن ابنائنا و الحلال

۱۔ بیت اللہ کی قسم تم لوگ غلط سمجھتے ہو کہ ہم مکہ چھوڑ دیں گے اور یہاں سے کوچ کر جائیں گے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تم سب خود ہی شکست میں مبتلا ہو۔

۲۔ تم غلط سمجھتے ہو، بیت اللہ کی قسم اگر ہم محمد کو مغلوب ہونے دیں گے، ان لاکھ بتانگ ان کی حمایت میں مدد فغانہ جنگ بھی نہیں کی ہے، اور نہ قوت آزمائی کی ہے، یعنی جیت تک کہ ان کی طرف سے لڑ کر بن نہیں نہ دیدیں ہم یہ نہ ہونے دیں گے۔

۳۔ اور کیا ہم ان کو تمہارے سپرد کر دیں گے، بغیر اس کے کہ ان کے گرد و پیش اپنے بیوی بچوں کو فراموش کر کے جائیں نہ قربان کر لیں۔

ابن ہشام نے اس قصیدہ کے آخر میں چند ایسے شعر بھی نقل کئے ہیں جن سے بونہی لگے اسلام

کی حقانیت پر ایمان ثابت ہوتا ہے، اپنی پچھلے نغموں نے تخریب کی تھی کہ وہ دیکھے کہ بعض عمر چند اشعار کو بعد کا اضافہ سمجھتے ہیں۔

ابوطالب کے نعتیہ اشعار تعداد میں کم ہیں، وہ پیشہ ورت سے نہیں تھے اور نہ شاعری ان کا مشغلہ تھا، لیکن عام سردارانِ عرب کی طرح شعر کے اعنائ سے واقف تھے، جیسے کہ وید بن مغیرہ کے متعلق روایت ہے کہ سب رزمیں شعر خلیۃ السعدیہ و سلم کے خلاف سازش کی جاتی تھی کہ چچ میں آنے والے عرب قبائل کو بالکہ کر روکا جائے تو کسی نے کہا کہ ہم یہ پردہ پگندہ کریں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہیں تو اس پر وید بن مغیرہ نے کہا تھا۔

لقد عرفنا لند حركه
ہم شعر کی سر صند و رہر بکر سے واقف
س جرزہ و هزجا و قریضہ
ہیں، رزم و زمر طویل و مختصر... قسمیں
و مقبوضہ و مبسوطہ...
سب مجھے معلوم ہیں۔

اس طرح ابوطالب بھی اس وقت کے عراقی شاعر تھے، بنی نضر و بنی سعد و بنی تميم کے آئینے، شہر کے شہر کے شہر کی جگہ سے اس وقت کو چلا دی و رہند نصید سے نوزوں دگئے، وزفدہ کی گئی کے باوجود دیکھ کر تو ان کے ساتھ صحابہ یہ ہیں کہ آئے آ رہے ہیں ان میں صدائے بوتر اور سادہ کی گام و نسو میرت، رہند و زفدہ موجود ہیں۔

بنی کریم کے شہر کے شہر کی جگہ سے یہ ہیں کہ آئے آ رہے ہیں ان میں ابوطالب کے بعد انشعاب کو ب میں زمرہ، سب میں رزم و زمر طویل و مختصر... قسمیں...
تمام مسرناہوں میں مشغول ہیں کہ مسرناہوں میں جو کہ گرجہ مسرناہ سب
نماہن میں سب کی طرف سے مسو بیا یہ ہیں کہ گرجہ مسرناہ سب ان کے دیوان میں سب بھی

کر دیا ہے لیکن ان کے متعلق دوسری روایتیں ایسی ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اشعار حضرت
 حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نہیں ہیں جیسے یہ دہش رسہ

وَأَجْمَلَ عَذَابَهُ قَطْعَ عَيْنِي وَ أَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَنْدِ النَّسَاءُ

حَسَنَتِ طَرَفًا وَ شَرَفَتِ قَدْرًا كَانَتْ فَذْ خَدَمْتَ مَا تَنْتَعِزُ^۱

آپ سے زیادہ دلربا شخصیت ہوں۔ نہ کہ مجھ سے زیادہ پری آپ سے زیادہ حسین وجود
 کو کسی عورت نے ہم نہیں دیا۔ زمین نگاہ، بلند مرتبہ کو آپ جیسا چاہتے تھے ویسا ہی پیدا کر کے
 صاحب "بغیۃ الامثال" نے لکھا ہے کہ ایک خاتون نے زہرا بنت حفصہ ارم کی
 خدمت میں آئی تھیں اور انھوں نے عرض کیا: ہر سونے کی بجا زت ہو تو میں اپنے جذبات
 حقیقت شعر کی عورت میں عرض کروں "ابا زت" پر انھوں نے مذکورہ شعر پڑھ لیا
 علامہ بہانی نے ان اشعار کی حضرت حسان سے نسبت کو مشکوک قرار دیا ہے۔
 ممکن ہے غلط فہمی کا سبب یہ ہو کہ حضرت حسن کا ایک بہترین قصیدہ نعت نبوی
 میں اسی بحر و قافیہ میں موجود ہے جس کا مطلع ہے:-

عَفَّتِ الدِّيارُ ذَاتَ الْأَصْنَعِ وَالْجَوْادِ إِلَى عَذْرَاءٍ مِنْ نَسَبِهَا خَلَاءُ

بے محل نہ ہوگا اگر اس شعر سے قریب تر معنی کا ایک شعر جو حاتمہ شہر زمی کا نقل کر دوں

جَوْادَ أَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَنْدِ النَّسَاءُ كَمَا تَرِيهِ نَوْمًا بَوَّاهُ

جس بد اس رو سے گرامی پہ گنم گرنہ دہم نادر دہر نہ دار دہر سے بہتر از میں

ان دونوں اشعار کے الفاظ مختلف روایتوں میں مختلف ہیں۔ مشکوٰۃ نے یہ ایک ہی ہے۔

۱۔ "بغیۃ الامثال" و "بجۃ المفاصل" از عماد الدین ابی بکر بن عمری شائع کردہ مکان مدینہ منورہ ص ۱۷۷

۲۔ "المجموعۃ النہانیۃ فی المداخیل" ص ۱۷۷ "اللبان فی صبح بیوت" ص ۱۷۷

ام معبد کی نعت

عربی میں چونکہ مدح کا اطلاق نظم و نثر دونوں پر ہوتا ہے اس لئے ترتیب زمانی کے لحاظ سے ام معبد کی مدح کا ذکر بھی مناسب ہوگا جس کی نثر بھی کسی نظم سے کم مرصع اور آب دار نہیں ہے، ابن ہشام "سیرۃ النبی" میں لکھتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما رہے تھے تو غار ثور سے نکلنے کے بعد پہلے ہی دن آپ کا گزر قبیلہ خزاعہ کی ایک مہمان نواز خاتون ام معبد کے خیمہ کی طرف ہوا، یہ ایک معمرتانوں تھیں راہ گاہوں کو پانی پلانا اور گر کچھ کھجور یا دودھ موجود ہوتا تو اس سے ضیافت کرنا ان کا معمول تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس خیمے پر پہنچے تو اتفاق یہ کہ ام معبد کے پاس کچھ نہ تھا جو پیش کر سکتیں، ورنہ حضور اکرم سے واقف تھیں، ایک عام راہ گیر سمجھا، اور جواب دیا کہ میرے پاس اگر کچھ ہوتا تو بغیر سوال کے حاضر کر دیتی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اس خیمے کے ایک گوشہ پر پڑی جس میں ایک کمزور اور نڈھال بکری بندھی تھی آپ نے فرمایا ایسی بکری ہے، ام معبد نے عرض کیا کہ یہ کمزور نڈھال بکری ہے، ریوڑ کی دوسری بکریوں کے ساتھ چل نہیں سکتی، اس لئے اس کو باندھ رکھا ہے آپ نے فرمایا

اس کو ادھر لے جا کر بکری حاضر کیا گئی آپ نے اس کے من پر ہم اللہ ہمہ کر ہا تھا رکھا اور ایک
برتن مانگا وہ برتن دودھ سے بہر نری ہوگیا یہاں تک کہ زمین پر پڑے لگا آپ نے خود نوش فرمایا
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے غلام اور اس پاس کے دو آدمی آگئے سنے ان سب نے
سیر ہو کر پیا آپ نے دوبارہ اس بکری کو دو روپیہ میں بیگ کے ساتھ روانہ ہو گئے
کچھ دیر بعد جب ام معبد کا نوہریا تو اس نے دریافت کیا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا
ام معبد نے کہا ایک بابو کے پاس دھریا تھا یہ دودھ اس بابو کے پاس سے آیا تھا جب شہر سے
دریافت کر وہ کوں تھا اس کا پر یہ تھا اس پر ام معبد نے کہا ۔

سرایت بر جلاظ ہر اوصاف ایجا
 حسن الخلق، صنفی ثقل و نہ
 صلف و سیفی فی عیبہ و عجب و نہ
 صفت و فی صوت و عمل و فی تحتہ
 مزاج، اقرون ان سمعت قلبہ الوقار
 رب نکلہ منہ : علاہ الہیہ ذہول
 من و ابہا ہم من بعید و احسنہم
 منہم : فیہ : حسن و منطق
 فیہ لا نور و لا نور، کان عنطہ
 عزرات نظم تجدارن، ربعة لایان
 ن طول و لا تقصیر، عین من قصر
 سن من غصین، فہو انقوالثلاثة

میرا نہ ایک اسن و یکا پاکیزہ رو کثاہ
 پند و پدیدہ نور و شکر، سر میں بھرے
 حوت، لایا، صواب مال، اکھیں سیاہ
 وراثت، ہاں لے اور گئے، و میں مردانگی
 و نہ تپا، گردن موزوں، روشن اور چمکتے ہوئے
 دیدہ، سر گیس، تلمذ، باریک اور پیوستہ ابرو
 سیاہ و حسن، پائے گیسو، جب فاموتی رہتے تو
 پیرہ پروتار معبود ہوا، جب عین نور سے تو
 دل کی طرف کھینچتا، دور نہ دیکھو تو دور کا
 ٹکڑا، قریب سے دیکھو تو حسن و جمال کا آمیزہ
 بات بھی جیسے موتیوں کی بڑی، نورش اس اپست
 کہ کتر نظر سے، نورش در زریب و عین ہوا

نظرًا واحسنہم قد راہہ رفقاء
 یہ فوت بہ ان قال استوفی
 وات امرتہا درواالی امرہ، محفہ
 محشورہ لدعائیس ولا منند۔
 بکہ ایک شاخ گل سے جو دو شاخوں کے
 درمیان ہو، پسند نہ ہو۔ قدر الہ
 رخصت ہے، ہر وقت ان کے گرد و پیر
 رہتے ہیں، جب وہ کچھ کہتے ہیں تو یہ صو
 سننے پر جب حکم دے دیتے ہیں تو تمہیں کے
 مجھے یہ، بخدو و طوع، رنہ تھما
 نہ نصوں اگر



ہے ایک فارسی لغت کا یہ شعر شاید اسی مفہوم کا ترجمان ہے۔

نخل قدش کر از چمن جاں برآمدہ

شاخ گلے بہ صورت انسان برآمدہ

جن کا نام نہیں ایک ایک مصاحب یا
 ایسے بندے نہ کہیں ہوں گے نہ صاحب یا

اعشی کی نعت

اعشی زائد جاہلیت کے ان سات شاعروں میں تھا جن کے قصیدوں کو سوت و کافہ
 میں سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی تھی اور عام روایت کے مطابق ان میں سے
 ہر قصیدہ کو آٹھ سو سے کم کر بیس ہزار کے دروازے پر لٹکا دیا گیا تھا۔ کسی جاہل
 شاعر کی عظمت بیان کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ یہ بنو ہاشم کے وہ سب سے محقق و ایک
 شاعر ہے۔

اعشی نے ایک طویل حمد پائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر اس کو ملی تھی
 تو آپ کی مدح میں ایک قصیدہ کہہ کر حجاز کی طرف روانہ ہوا، ادھر ابوسفیان و اطللس مل گئے کہ
 اعشی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کہی ہے، اور وہ حجاز آ رہا ہے، یہ خبر مل کر قریش
 کے سب سے بڑے بنی کرری کیونکہ اعشی جیسے تڑکا کچھ کہنا کوئی معمولی بات نہ تھی، ابوسفیان
 نے کہا :-

وادی لنت فی محمد واتباعہ بخدا اگر عشی محمد کے پاس پہنچ گیا یا نہیں نہ کی

یہ زنت حلیہ نفعات العایب
اتبات و قوابب تارے سارے
بیتوں۔
کی رتائے سارے سارے۔

چنانچہ تڑپنے جندہ ارکے ایک رت سے گئے اور انہی کو جندہ حجاز کے
درمیان ایک مقام تنہا پر جا کر دیا نہ کوئی مدد میں کہیں ہو نہ رنٹوں کو نہ سلام کی
نہمت سے محروم واپس آگیا اگر اس کی قدرت کہ یہ دن ہے اس کے نام نہ اس کے بڑی اس کی
ہلکت کا ذریعہ نہ ان میں سے ایک ارٹھی نے اس کو اپنی پٹھ سے ارادہ اور سینے سے زمین پر
رگڑ رگڑ کر ہٹا کر دیا۔

وہ قسیدہ جو اس نے دربارہ جوی میں یشی کے لئے تصنیف کیا تھا اس کے تمہید و
اشعار یہ ہیں۔

- ۱۔ الترنہم فی عید الہبۃ ارمدا
- ۲۔ و مددک من عشق اللہ و تم
- ۳۔ و اری الذی صرنا فی حوض
- ۴۔ شاتیب و فتنہ و شوق
- و بیت مہیات الہیہ مسودا
- تداسب الہیہ و خد جودا
- و اہمحت فی عداد و فدا
- فہم ہد و مسوکان و ردا

۱۔ کیا اس سے خواب رہا کو خری گمیں نہیں جیسے اور یا تو نہ یہ مارگر پیدہ کی
ظن سے صین پوری رت نہیں گذری۔

۲۔ یہ تو کچھ جو شور و غور کے عشق میں نہیں ہو، سب سے کہ عشق تو کب کے بول چکے۔

۳۔ بات یہ کہ رہ رہ کر بے وفائی ہے، اب یہی حالت مدد کی گارڈیا

۴۔ جو بے وفائی، گناہ و گنہگار کی جگہ بن رہا ہے۔

عربی و فارسی میں، حبیب و معیار کی پڑت پڑتوں سے گندہ مٹیروں ہوں منزل

قصیدہ بردہ - بانٹ سعاد

”بردہ“ چادر کو کہتے ہیں جس پر شایق ایسے ہرگز ان پر تجوی ہو تا ہے جو جسم کے ناب پر نہ تران کیا ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سمت سب زبیر بن ابی سلمیٰ کو اس قصیدہ سے خوش ہو کر اپنا ہیرا بن بیک رحمت فرمایا تھا اس قصیدہ کا یہی قصیدہ بردہ پڑ گیا اور بانٹ سعاد“ مطلع کا ہندواں غنیمت ہے پورہ بوسیری کے شہرہ پورہ اغیث تو اب یہ ایک چادر مرمت میں تھی اس سے ان دو درویشوں کو بیک تیز کے ساتھ کڑا جبرہ مارا ساز اور دوسرے کو نصیب ہر وہ کہتے ہیں اس قصیدہ کے معنی اسباب رزق میں ان کی سہمی ایک قدر الکلام پڑ گیا، اصناف میں یہ دو اور نادر سوانح بانٹ سعاد اسلام دونوں کا زمانہ خوب سے بہتر ہے، جو اس میں پایا تھا

اس قصیدہ کے ساتھ ساتھ درویشوں کی زندگی کا وہ خوب ہے کہ وہ بردہ و بھائی شہد، درویشوں کی زندگی کے ساتھ ساتھ وہ بھی تھے یہ دو خوراک پر کھاتے اور سب و سرگ خدائے میں خائف و ڈر رہتے رہتے ہیں یا متعارف غزوات میں

تھا وہاں پہنچ کر کعب کی طبیعت کچھ مدگئی اس نے اپنے بھائی بھیر سے کہا پہلے تم جاؤ اور دیکھو
مدینہ والے رحمۃ اللہ علیہ وسلم اکبے سمیرتیا وہاں سے اگر اپنی رائے دو تو پھر ہم بھی چلیں گے،
بھیر نے اپنے خوجااری اکھا اور خدمت اندس میں پہنچتے ہی شہر تہ اسلام ہو گئے، کعب کو
اس کی اہلکشت ڈاؤرہ بہت تریم ہوئے اور ایک نصیدہ دکنہ ڈالا جس میں اپنے بھائی کو سلامت کی اور
سہرا مہر علیہ وسلم کی جوکار کعب کر بیٹھ اور اپنے بھائی کو مخی طلب کرتے ہوئے کہا کہ ایک
بے دیر اور ڈانڈائی روایات کے ذریعہ تعلیم و تہذیب جس کو ہمارے آباؤ اجداد نے کبھی سنا بھی نہ ہو
نہ کو ان نہ خود اور شہر و قبائل کی تہذیب حاصل نہ ہو تم نے اس کا حال کیا؟

اندر اس زمانہ میں آگ کی عورت نہیں جانتے تھے وہ بہت بکڑی زبان زد ہو جایا کرتے
تھے کہ جوکار بڑا بڑا و بنوئی تک پہنچ گئی محسوس کیا گیا کہ یہ اشعار سخت فتنہ پیدا کرنے اور
لوگوں کو دین سے محروم کرنے کا سبب بنیں گے اس سے خوفزدہ پھینک دیا وہ ایک شخص کی ہلاکت سے
کعبہ زیادہ خوفناک ہو گیا کہ آج میں ہے "اَفِئْتَنَةُ اَشْدُّ مِنْ اَمْسِ" لہذا کعب کے
خون کو مباح قرار دیدیا کہ بھیر نے بھی اپنے بھائی کعب کو اسی کی روایت و قافیہ میں چند شعر لکھ کر
بھیجے کہ ہم جہنم پر مامور تہذیب و تمدن کی بنیادیں ڈالتے ہو و عقی ۵۰ میں چھوڑ کر اشر کا
وین اختیار کیا ہے یہی تہذیب اور دنیا میں سلامتی کا یقینی راستہ ہے بھیر نے اس قصیدہ
میں اس کا اثر دیکھ کر دیکھ کر کعب نے جو رسد نصیدہ کعب سے وہ نہایت کاسہ اور عزت و خیریت
اس کی قسمت میں کھجور چکا ہے، دنیا میں بھی اس کی سزا پڑے گا۔

اس دیکھ کر کعب نے کعب گھبرا گیا اور بنو کریم علیہ السلام کی مدد میں ایک قصیدہ لکھ کر
مدینہ نورہ روانہ کر دیا، مسلمان اس کی بد زبان کی خبر سن چکے تھے اور اس کے خون کے مباح ہونے کا
حال بھی ان کو معلوم تھا، وہ سب کی نظروں سے کچھتا بھائی اسجد بنوی میں پہنچ گیا، ایک صحابی سے

تجھے ہماک کر دینا جانے کی دکان دی ہے یہ حوال موت اڑانا ہے تو آکر ہے گی اس سے کون بچا ہے اور کون ہے جس کو کسی عورت سے تنہا دیا ہو پھر وہ نعرش (مرد و اٹھانے کی چارپائی) پر نہ اٹھایا گیا ہو ۲۸ پر شریک یہی مضمون رہتا ہے۔

۲۹ میں شہیت، دین سے نہ رہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عادی ہیں اور اس ذات کی جس نے آپ کو قرآن کا مہمان بنا دیا قرآن جس میں ہدایت و احکام شریعت کی تفصیل ہے میں نے وہ نہیں کیا ہے اب سب لوگوں کا قصد ہے جنہوں نے چغلی کی ہے۔

۱۰۰۱ شاعر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ہے۔

۱۰۰۲ انور لیسے صاحب۔

۱۰۰۳ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بلاشبہ ایک نیر میں بن سے اجلا ہے اور وہ ایک تیز بے نیام تلوار ہیں۔

۱۰۰۴ شاعر نے جب شعر چڑھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیہ اس میں مبارک تار کر دیا۔ ۵۲ وہ شعر سے ۵۸ میں شوق ہو کر ام کی شجاعت، جو انور دی، حق پرستی اور صداقت کی تعریف ہے۔

۱۰۰۵ یہ نوٹشہ کی یہ بات ہے کہ اسے شہیت دیکھتے تو معلوم ہوگا کہ جاہلی ادب کی گلیں تار کی اس قصیدہ میں موجود ہے، ہو بہ کا ذکر، وادی کے اور معامت حسن گریز مقصد، معذرت پیش کرنا، اور مدح پر آمیزہ، غریب زیادہ ہیں مثلاً: عنافہ، اذہا، نبغی، لہو، لغم، متب، عکوم، شمان، نہا میں، برطیل، عافیل، حتا میں، مشطاع وغیرہ، باوجود اس کے قصیدہ میں ایک روانی اور سلاست ہے انما شاعر

سے لغت کا جو شعر ہے، وہ بندش اور سلاست دونوں لحاظ سے متاثر ہے۔

اس قصیدہ کا اصل موضوع تو طلبِ عشق اور معذرت پیش کرنا ہے، مدح کا مضمون
ضمنی ہے، اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ اس ۱۰ اشعار کے قصیدہ میں نعت کا شعر صرف ایک ہے
جس کو شاہ بیت کہہ لیجئے یا حاصلِ قصیدہ سمجھئے، لیکن یہ ایک شعر جو نعت کا ہے اس کے
طالع کی ارجحندی اور محبت کی پاؤں پر بیابان و دیار میں قربان کر اس شعر کے غرض
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اپنا پیر بن کر عطا فرما کر شاعر اور شعر دونوں کو
عمر جاوید عطا فرمادی، آپ کعب کی ترجمانی اردو میں اس طرح کر سکتے ہیں۔

نہ میں اچھا نہ میرے شعرا جیسے بات اتنی ہے

ج:۔ اچھ کسں سزکا رچھا ہو ہی جاتا ہے (سبب ناچوری)

اس قصیدہ کی تقبوسیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اسے ایک سو کئی ہشتار
شہر میں مختلف زبانوں میں لکھی جا چکی ہیں، عربی کی چند مشہور شہروں کے نام یہ ہیں:-

- [illegible]

۹۔ کنہ المراد فی شرح بانت سعاد ابن جہاۃ الدین السیوطی

۱۹۵۳۹
۱۱۱۱۱۱۱۱

غیر عرب شارحین و مترجمین کے کام اس کے علاوہ ہیں اس قصیدہ پر دوسرے
اہل ذوق نے جو طبع آزمائی محسن، مسدس، مہکت کی شکل میں کی ہیں ان کی فہرست بہت طویل
ہے اس روضہ (یعنی اسی ردیف و قافیہ میں قصیدہ لکھنے والوں) کرنے والوں میں سے
چند شعرا کے نام اور ان کے قصیدوں کے مطالع سنئے۔

۱۔ صاحب قصیدہ بردہ شیخ محمد بن سعید الابوصیری م ۶۹۶ھ

الی متی انت بالذات منقول وانت من کل ما قدمت مسئل

۲۔ الشہید یحییٰ بن یوسف القسری العراقی الضریر م ۱۵۶ھ

رکب الحجاز! ومنک الخیر مامل هل عندک اللہ فی اوق تنویل

۳۔ محمد بن العباس الابیوردی م ۶۸۵ھ

خاص الدحی ورواق العسوی برقة ما اهتمت ما فی احصی

۴۔ ابوالقاسم محمود ابن محشری صاحب تہذیب الکشاف م ۵۳۸ھ

أند بلی بالنوی والقد منبول نبی شہ برقی بنار الحب موصون

۵۔ عبدالحسن التتونی علیہ م ۶۳۷ھ

سب علیل وما بالبرج تقیل فیس الا علی الاحوال تعوی

۶۔ اشہاب، احمد بن عبد اللہ المعروف بالفرازی (سن وفات معلوم نہیں ساتویں

صدی ہجری کے بزرگ ہیں)۔

دھی بالطلال ذات تحن مسو وحیش صبری مہر دور و منقول

۷۔ اثیر الدین ابو حیان الاندلسی م ۵۲۲ھ

لا تعدّ لاه، فحاذو الحب معتدل العقل بمثل والقلب مقبول

۸۔ ابن سید الناس البصری الشافعی م ۵۳۳ھ

قلبی بکم یا اخیل الحی ما هو وحیلہ باعانی اوصی موصول

۹۔ نور الدین النعمانی م ۵۳۹ھ

سلمی اسلمت ففیہ الصبی عقول والغدر منک شبیه العذر مقبول

۱۰۔ جمال الدین ابن نباتہ المصری م ۵۴۰ھ

ما انظر بعدکم بانتم منقول هذا وکم سینا من ربکم صبر

۱۱۔ ابن جابر الاندلسی م ۵۴۸ھ

بانئت سودا، فحقدا، به محال واند مع فی صفحات استقامه

۱۲۔ برهان لدیہ القیرطی م ۵۴۸ھ

جرح الجفون بقذو، یزدو واجب شامیہ البحر موصول

۱۳۔ عبد الرحمن بن علی الحنفی ازہدی المعروف بابن لسان م ۵۴۷ھ

دع فبیہ فله مستغوث مندر ودم موصول وطلب ودم

۱۴۔ عز الدین الموصلی م ۵۴۹ھ

هل یبوی الصبیل موزة قنصل ودم موصول ودم

۱۵۔ علاء الدین المصطفیٰ قزوینی م ۵۵۱ھ کے ایک بزرگ ہیں انھوں نے اپنے قصیدہ کا نام

بشمس المطالع فی مدح شہرہ شامیہ رکھنا جو بعد از تیس ہفت ہجری م ۵۵۱ھ شامیہ

م ۵۵۱ھ شامیہ شامیہ شامیہ شامیہ شامیہ شامیہ شامیہ شامیہ

۱۶۔ محی الدین بو طاجر زبیدی یعقوب افیروز آبادی صاحب التماموس (قصیدہ کا نام)۔

۲۰۔ زاد المعاد فی معارفہ بابت معارف

هل حبس عذرة دون ابن رسول
او بارق واصل بين البين واصل

۱۷۔ اسماعیل بن محمد آشتیانی

مبلیت در دی اعداء و حسن
در بی الخط سنون و مصقول

۱۸۔ شمس الدین النواجی

فصل علی الحب و طبع و طبع
هیم و طبع و طبع

۱۹۔ قاضی بنار الدین بدبخت شامی (راوی صدق بیرو)

نوی و قراح انشد و رسول
فکیف یصلی من طبعه

۲۰۔ ملا الدین بن ملک الجلی

رأی العترة فاجزى و رسول
متیمر و رسول

۲۱۔ عبد قنی بن سید مطهر انام فی تاویل انام کلمہ (نقشہ القبول فی مدح الرسول)

هل فی البروة من الحب و تعلیل
لا والذی و من فی الحکم و تعلیل

۲۲۔ یوسف بن اسماعیل النہانی

هوای طیبة لا یضد عطل و رسول
و منیتی عینہ و رسول

کہ کمر کے کتب خانہ حرم میں اس قصیدہ کی مزید تین شرحیں ہیں۔

۱۔ احمد شمس الدین اندلی قلمی نے اسے اشرار کا سن و فائز نہیں معلوم۔

لہ مخفف مثلاً جمع سوال

۱۵۔ مجموعۃ البیان میں یہ تمام قصیدہ مکمل موجود ہیں۔

۲۔ محمد بن خزالہ مکان طبع و تصنیف ۱۳۰۲ھ

۳۔ محمد بن حامد الخلیل طبع و تصنیف ۱۳۰۲ھ

قصیدہ بابت سعاد کی مقبولیت کا راز جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، صرف اس بات میں ہے کہ یہ وہاں مقبول ہو گیا تھا جہاں کی سند قبولیت کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ قاضی محی الدین بن عبد الظاہر نے اپنے معارفہ (طحاوی قصیدہ) کے آریں یہ رد شعر لکھے ہیں، تو یقیناً اس قبیل کے ہر شاعر کے دل کی ترجمانی ہے :-

قد قال کعب فی النبی قصیدۃ وفلنا اعی فی مدحہ مشارع

فان شعلنا بالجو اثنی رحمة کرحمة کعب فھو کعب صبر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کعب نے ایک قصیدہ کہا اور میں نے کہا ہے تاکہ اس کی مدح میں ہم سب شریک ہو جائیں اگر حضور اکرم نے اپنی رافت و رحمت سے ہمیں بھی اپنے انعام سے نوازا دیا جیسا کہ کعب پر رحم فرمایا گیا تھا، تو میرا قدم بڑا مبارک ہوگا۔

شیخ شمس الدین النوجی ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے بابت سعاد کے وزن پر جو قصیدہ کہا ہے اس کے

اخیر میں کہتے ہیں

۱۔ کعب لہ فی مدح المصطفیٰ قدام عیافۃ و بنجیرا غنی نعیم

۲۔ دروضۃ ابن زہیر طاب مغرماً فرھا ہا بند سی کفیہ مطوراً

۳۔ وان سمحت علی مولی بردۃ ط زمدح بہ لار کعب

۴۔ فاذہ کان مفتحاً بابہ فی ذیہ فی دیار المخلد تامل

لے کعب کے لفظی معنی تختہ کے سر، باز آ قدم اور قد اٹھانے کے متعلق ہیں۔ مگر اگر اس کے

مسترد میں کسی دامن کے لئے قدم اٹھانا پڑے ہیں۔

۵۔ ان ہمراہ بقبول فیما یتقی بابت سعاد فقلبی البوم مقبول

۱۔ نعت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کعب کا قدم بہت آگے ہے اور خیر خلق صلی اللہ علیہ وسلم اس کی فضیلت ثابت ہے۔

۲۔ ابن زبیر کے لگائے ہوئے باغ کی زمین بڑی مبارک ہے اس کو اور بھی پُر بہار ان مبارک باتوں کی سخاوت نے کر دیا جس کی شہنہ سے وہ سینی چا گیا۔
۳۔ اگر میں نے ان کی زکعب کی چادر کے انداز پر مدح کی ایک چادر نبی جس کی گوشت موتیوں سے مزین ہیں۔

۴۔ تو اس لئے کہ وہ باب بہ بیت کی گنجی ہے اس سے جنت کی منزل میں رہنے کا دروازہ کھلا گا۔

۵۔ اور اگر (خدا خواستہ) اس پر وی میں قبولیت سے مراد از نہیں کیا گیا تو سعاد جدا ہو گئی اور میرا دل آج زخمی ہے۔
داہڑ کا مبارک لکھتے ہیں۔

”کعب بن زبیر کا قصیدہ وفیہ اور مشرکے مانتوں میں کافی مقبول ہے میں نے سنا ہے کہ اس کے یہ حقوق بزرگ جن کا کہ تقدیرت و بنی عباس کا انتقال ہمیشہ بر تقدیرت سے اس میں ان سے جب اس کا سبب دریافت کیا تو کہا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کعب کے قصیدہ کی کیا تفسیر ہے تو ارشاد ہوا کہ میں اس کو اور اس کے پسند کرنے والوں کو عزیز رکھتا ہوں چنانچہ اس روز سے میرا معمول ہے کہ ایک بار دن رات میں اس کو پڑھ رہتا ہوں۔“

لکھنا طابع الشہد یوان التمس منو بی تلمی کتب خانہ حرم مکہ مدینہ منورہ بنو تہنی فی المادۃ عربیہ ۵۵

حضرت حسان بن ثابتؓ الانصاری اور ان کی نعتیں

حضرت حسان کا نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے ساتھ وابستہ ہے انھوں نے نعت نبوی کے ذریعہ اسلام کو پیش کیا اور دشمنان اسلام کے مقابلہ میں کیم نورچہ کو سنبھالا ہے۔ ان کی اس وقت ضرورت تھی ان کی عظمت کو سمجھنے کے لئے اس سے و تقویت ضروری ہے کہ اس دور میں شعر کی کیا قیمت تھی، عشق و کعب بن زبیر کی عتوں کے سلسلہ میں یہ بات کہو جا چکی ہے کہ شعر اس زمانہ میں ذی بھڑیاں سیدیں کا ذریعہ بن گیا بلکہ وہ اسے عامہ بنو کر، اور اس کے لئے پادشہ بن گئے۔ یہ ہم ترین خدمت انجام دیتا تھا۔

حسان کا سال پیدائش سن ۵۰۰ء ۲۰ سالہ کو عربی

جب اسلام سے مشرف ہوئے اس وقت ان کی عمر ۶۰ سال کی تھی وہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی، طبقات فحول الشعراء فی الجاہلیۃ و صدر الاسلام کے مصنف کہتے ہیں:-

”وزیرہ عرب کے وہ نہ جن میں شعر پیدا کرنے پانچ بیابان مدینہ منورہ کہہ کر رہے
طاعتِ یاسر اور کبر بن ان میں سب سے زیادہ پرگو شعراء مدینہ منورہ کے ہیں مدینہ منورہ
کے سر پروردہ شعراء پانچ ہیں ان میں سیدین کا خلق خراج سے تھے اور وہ تعلق
اوس سے خنزرج کا تاریخ بنی تھی کہ شاعرستان بن ثابت ہیں جو ان پانچوں شعراء
میں زیادہ قاررا کلام ہیں زمانہ جاہلیت میں ان کی یہ ریاست کے حکمران
خاندان ”مناسنہ“ اور اہل کے نحمی خاندان کے حکمرانوں کی مدح کہا کرتے تھے
جن سے ان کا نسب تعلق ہے“

د: خور توطان کے قبیلہ سے تھے جس کا ذکر میں تھا۔

کفار کہنے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منی نعت شروع کی تو یہ وقت ان کے ساتھ
ہو اور بد زبان کے حربے بھی استعمال کیے۔ اگر اس بد بانی کا تعلق صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات گرامی سے ہوتا تو آپ بد شمت فرما لیتے اور صبر کرتے جیسا کہ آپ نے ہمیشہ دشمنوں کی
اندر رسانی سے کیا اور عافیت کے نوابوں کے لئے بھی بد زبانیاں نہیں فرمائی جنہوں نے جسم اطہر
پر نیر بھینکے تھے مگر معصیت حال یہاں مختلف تھی دشمنان اسلام کی ہجو اور بد زبانیاں اسلام کی راہ

میں جن لوگوں نے حضرت حسنینؑ کو سن پڑا تو ان سے تعین کیا کہ وہ اس حساب پر نیر بھینکے تو ان کے وقت
کی عمر ۶۰ سال کی تھی اور ان میں نہ پیش و اموات کا تاریخی عین و رشت یا اسواق سے ہوا کرتا تھا۔

لکھنؤ: کتاب حسان بن ثابت اردو اکادمی ہمدردی و شہادت علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام

رکاوٹ بن رہی تھی اور اٹھ نہ بیٹا اس پر (سلا م کی رہ سے روکنے پر تو جہاد فرض ہے یہی وجہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان زبان و نشان میں کہنے کا بلکہ اس کے رد کی ضرورت محسوس فرمائی اور آپ نے فرمایا :-

من ینتجی امراتہ مسلمہ ین : کون مسلمانوں کے ناموس کی محافظت کے لئے

تیار ہے؟

یہ سن کر چند اصحاب آگے بڑھے جن میں حضرت حسان بن ثابت بھی تھے جنہوں نے اپنی زبان نکال کر دکھائی اور کہا یہ وہ زبان ہے جو اگر پھر پر پڑ جائے تو اس کے ٹکڑے کر دے اور کسی بال پر پڑ جائے تو اس کو موڈ دے۔ مورا کر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

انت لہ اذہب الی ذی کربلا : کون اس کام کے اہل ہو جاؤ ابو بکر سے ملو،

بمثالب القوم : تم احبابم و پیروں کے لئے وہ تم کو ان لوگوں کے کمزور یا پوچھا دیں گے

لہ طبقات نخل الشعراء، محمد بن سلام انجمن مستطوع مصر دار المعارف ص ۱۲۹

تاریخ الادب العربی از ڈاکٹر شوقی میں یہ حدیث اس طرح منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما یمنع الذین نصرہ رسول اللہ : جس لوگوں نے رسول اللہ کی، اپنے ہتھیاروں

بسلامت ان میں ضرورہ بالسنتہم : سے کی ہے ان کو کیا چیز رکھتی ہے کہ رسول اللہ کی

مدد اپنی زبانوں سے نہ کریں۔

حضرت سائے یہ سن کر اپنی زبان نکال رہا یہ زبان وہ ہے جس کا صنعا اور بصرہ کے درمیان

کون زبان مقابلہ نہیں کر سکتی، انحضرت نے فرمایا تم کہتے ہو قریشی یا بھوکرو گے جب کہ میں بھی انہی میں کا

ایک فرد ہوں اس پر عنایت حسان نے ہاں میں آہ کو اس طرح بے لاگ نکال لوں گا جس طرح گندھے

ہوئے آنٹے سے بال نکال دیا جائے۔

پیران کی سجو کروا جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں۔

اس دن سے زندگی کے آخری دن تک حضرت حسان نے اپنے آپ کو اس خدمت پر آمادہ رکھا، دشمنوں کی سرکوب کاری کرتے ہر زبان کی زبان کا جواب اسی کے لہجہ میں دیتے، اسی کے قافیہ و لہجہ میں اس کے پیچھے آتے ہوئے فتنوں کا سد باب کرتے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت، یانی تہذیب اور محبت کے ساتھ لکھتے تھے ان کے اشعار میں حضور اکرم کی طرح سب سے جہان دار اور پرکیرت میں لفظی نکتہ آفرینی ہی نہیں بلکہ معانی کے لحاظ سے بھی ان میں خلوص پایا جاتا ہے مثلاً ان کا یہ شعر ہے

فاد، بی ووالدہ و عوی
لعمریہ، محمد، منکم و قاء

یعنی میرے باپ اور ان کے باپ اور یہ جا عزت، محمد کی عزت پر قربان ہے اور دشمنانِ دین تمہارے مقابلہ میں یہ ڈھال ہے۔

مطلب یہ کہ اپنے آبا و اجداد کے نام اور اپنی خاندانی عزت پر ہمہ وار سہ لوں گا مگر حضور انور کی حرمت کو مجروح نہ ہونے دوں گا۔

آپ دیکھیں گے کہ جب بھی کوئی ایسا موقع آیا جب کسی محتسب زبان کی زبان آوری کی ضرورت پڑی مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقتداس میں ایک عرب قبیلہ کا وفد آیا اور اس وقت کی روایات اور رواج کے مطابق اس وفد کے منظم (ترجمان) کے کما کر سنو ہم کیا سرایا غرض کہنے ہیں، وہ براؤ تم کیا مدد کرتے ہو اور تمہارے نسب کی کیا خلیم ہے اس وقت حضور نور علیہ وسلم اور سلام کے ترجمان کی منیت سے حضرت حسان کو بلا یا وہ آئے اور مقابلہ کی دعوت دینے والوں کو اعتراض پر مجبور کر دیا، اسی غرت میں دین حجاب بن رہا کہ اپنے شاعرانہ خطیب کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اور بدویانہ اکھڑ پی کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سنایا جس کا مطلع یہ ہے۔

نَحْنُ الْكَرِيمُ فَادَّعَا دُلْمَا لِمَا مَلُوكٌ وَفِينَا يَفْتَنُ الرَّابِعُ

ہم باعزت لوگ ہیں کوئی قبیلہ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا، ہم میں سے بادشاہ ہوئے ہیں۔
اور ہمارے درمیان تن غنیمت کا چوتھا تقسیم ہوتا ہے۔

حضرت حسان اس وقت موجود نہ تھے، ان کو اطلاع بھیج کر طلب فرما لیا گیا حاضر ہو کر دریافت کیا کہ زبرقان نے کیا شعر سنائے۔ زبرقان نے جیسے ہی اپنا قصیدہ ان کو سنایا رجبستہ جواب دیا۔

ان الذی واثب من قہر واثقہم قد بینوا سنة للناس تتبع

یعنی قبیلہ نہر کے سردار اور ان کے بھائی بندوں نے لوگوں کے لئے ایک شاہراہ کھولی ہے جس پر لوگ چلتے ہیں۔

قبیلہ نہر کے سردار سے اشارہ سنو راکرم کے خاندان کی طرف تھا، زبرقان کے قصیدہ کے صرف ۸ شعر تھے، حضرت حسان کے قصیدہ میں ۲۲ شعر تھے، جو برجستگی کے باوجود ادبی لحاظ سے بہت شاندار ہیں۔

جب حضرت حسان اپنا قصیدہ سنا چکے تو اس دند کے ایک کن اقرع بن حابس نے کہا رجبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے

وَالْجَانُ هَذَا الرَّجُلُ مَثَوِي لَهُ مِيرے باپ کی قسم یہ شخص توفیق یافتہ ہے۔

لِخَطِيبٍ أَخْطَبَ مِنْ خَطِيبِنَا اُن کا مقرر ہمارے مقرر سے زیادہ کامیاب۔

وَلِشَاعِرٍ اشْعَرَ مِنْ شَاعِرِنَا اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے زیادہ بلند ہے

اس کے بعد یہ پورا وفد ایمان لے آیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دے دلا کر

حضرت حسان غزوہ کے موقع پر فتح کے کارنامے بیان کرتے شہداء کا مرنیہ کہتے، اور سلم کی بڑی جتانیوں کے اشعار کا مآخذ آتے تھے، اور سب سے بڑی سرفرازی کی بات یہ ہے کہ خود رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کو یہ اعزاز بخشا کہ مسجد نبوی میں ان کے لئے منبر رکھوایا جس پر بیٹھ کر وہ شعوہ سناتے تھے۔

اب رہا ان کے کلام پر تنقید کرنا۔ وہ کچھ یہ کہتے کہ ان کے اقتدار جاہلیت میں زیادہ زور دار تھے اسلام میں ان کے اشعار میں وہ آپ نہیں ہیں غسانہ کی مدح میں جو قصائد ہیں ان کے اندر جوش اور روانی زیادہ ہے معنی آفرینی ہے، الفاظ بہت منتخب، ترکیبیں چست اور بکھرے، مگر نعمت میں جو خواہیں ان کے اندر مہول بہت ہے، ایسا وقت ترکیبوں میں اتنا ڈھیلہ پن ہے کہ ان کا کلام نہیں معلوم ہونا اور فنی فرسوس بھی ملتی ہیں۔

تہ قید اصمتی کی طوف منسوب ہے، برہی بیان سطر فرح کے علاوہ سلم ادب نے بھی اس قول کو اصمعی کے زوال سے نقل کیا ہے، اس کو مستند بنائے گئے، اس کی تاویل بھی کی گئی ہے کہ حضرت حسان اس وقت بوڑھے ہو چکے تھے، اس لئے جوش و نشاط دور کے کلام میں نہیں آسکتا تھا، اصمعی کی روایت ہے کہ حضرت حسان نے اسفسار کیا گیا کہ آپ کے اشعار میں وہ پہلا سا جوش و زور نہیں ہے، اس کا وجہ ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اسلام نے کذب بیانی کو حرام کر دیا، اور شعر میں جان تو جھوٹ ہی سے پڑتی ہے۔

۱۔ ملاحظہ ہو تاریخ ادب العربی، العصر الاسلامی، ص ۱۰۱ اور سند اب لابن عبد البر، ص ۴۹

۲۔ ملاحظہ ہو دیوان حسان بن ثابت، تحقیق ائمہ شیعہ، ص ۱۰۱

لیکن یہ تنقید اور اس طرح کی روایات کی کوئی حقیقت اس وقت نہیں رہ جاتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ تنقید صرف سماعی ہے تحقیقی نہیں حضرت حسان کے دیوان میں صرف ایک قصیدہ (امیہ) ہے جس میں اس طرح کی مدح ہے اور یہ کسی فن سوازنہ کے لئے کافی نہیں ہے جس میں فنِ افرشیہ میں یا بندشِ ڈھیلی ہو یا روانی کم ہو بلکہ اس کے عکس اس دور کے دوسرے شعراء کے کلام سے ملا کر دیکھئے تو شعری خصوصیات بدرجہ اتم ان تمام تنقید قضاہ میں موجود ہیں ہر ایک دوسری بات اس سلسلہ میں جو کہی جاتی ہے وہ قابل قبول ہے کہ حضرت حسان کے کلام کو ایک سیاسی حیثیت حاصل ہو گئی تھی دورِ اموی میں اس مجموعہ کو جوں کا توں نہیں قبول کیا جاتا تھا جس میں سلاہین بنی امیہ کے اسلاف کی ہجو ہو اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی ہجو میں متعدد قصائد ملتے ہیں اس کا سبب ڈاکٹر شوقی ضیف کی تحقیق کے مطابق یہ ہے کہ بنی امیہ اس عمار کو مٹانا چاہتے تھے جو حضرت حسان کے شعر سے ہمیشہ کے لئے اسلاف سے وابستہ ہو گیا تھا اس لئے حد باری شعراء نے پند قصائد کہہ کر حضرت حسان کی طرف منسوب کر دیا مذہبی وہ قصائد ہیں جن میں فنی لغزش اور جہوں معام ہو تلمہ ورنہ اس کے علاوہ کوئی قصیدہ یا شعر ایسا نہیں ہے جو معیار سے کسی درجہ کم ہو یہ صرف اجمعی کی زیادتی و تلوں کی نادانی ہے کہ تنقید میں بھی تقلید و وارثت ہے۔

لئے وراعات فی الشعر الاسلافی ۴۰۰ اثر شوقی ضیف طبع دار المکتبۃ بہرہ شمسہ صفحہ ۳۹-۴۰-۵۰
یہ کہا جاتا ہے کہ مدائح بنو ہاشم جو قصائد میں ان کی زبان حصہ جالبیت یا صدر اسلام کی نہیں ہے کیونکہ وہ بہت سادہ سہل الفاظ اور ستموں کی جھونپڑی پر مشتمل ہے، خاص طور سے وہ (ایامیہ) قصیدہ ثوی فی قریش بنو ہاشم پر مشتمل ہے، یہاں جوش نہیں ہے، ورنہ کوئی معنی آفرینی ہے جو شعر کا خاصہ ہے، ایک مردہ تک بند بندہ مدح کا جو اب محض سلام لکھنے کے باقی مشی

حضرت مسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نعتیہ قصائد میں سب سے زیادہ مشہور قصیدہ وہ ہے جو انھوں نے فتح مکہ سے قبل ابو سفیان کی بیوہ کے جواب میں کہا تھا جس کا مطلع ہے۔

عفت ذات الامح فاجو۔ لی عذراء منزلها خلاء

تشبیہ کا مضمون دیہ محبوبہ، محبوبہ شراب پرست ہے، پھر شہسوار، کے مضمون سے گریز شروع ہوتا ہے، اور اپنے گروہ (گروہ رسالت) پر فخر کرتے ہیں کہ ہمارا تعلق اس گروہ سے ہے، جہاں جبریل امین جن کا کوئی شانی نہیں وہ پیغام کے کراتے ہیں اور۔

۱۔ وقال الله: قد ارسلت عبداً بقول الحق، او، نفع البعد

۲۔ شهدت بافقوا صدقوه فقلتم: لانقوم ولا نداء

۱۔ اور اللہ نے کہا کہ ہم نے ایک بندے کو بھیجا ہے جو حق بات کہتا ہے، اگر آزمائش نفع بخش ہو (تو اس کی صداقت کو آزمالو)

۲۔ ہم نے اس کی صداقت پر گواہی دی، تم بھی کھڑے ہو جاؤ اور اس کی صداقت پر گواہی دو، مگر تم نے یہی کہا کہ ہم ایسا نہ کریں گے اور نہ یہ چاہتے ہیں۔
پھر حنظلہ کے بعد ابوسریحہ کو خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۱۔ هجوت محمدًا فاجبت عنه وعند الله في ذال الجزاء

۲۔ آتہجود، واستله كف، فتركم، تحبكم فداء

۳۔ هجوت، مداركاً، بذا حنظلہ امين احلک، شيمته اوفاء

(باقی صفحہ کا)۔ دیا ہے کہ وہ قرآن کریم سے اس درجہ متاثر ہو چکے تھے کہ شاعرانہ بچیدگیاں ان کو

اس دور میں بے نامعلوم ہونے لگیں، عبدالرحمن برقوتی شارح دیوان حسان نے بھی یہی بات دہرائی ہے۔ والشراعلم۔

۴۔ و د الی و والدہ و عرضی لعرض محمد منکم و قاع

۱۔ تم نے بُد کی برائی کی، میں نے ان کی طرف سے جواب دیا، اور عندا شرمیرے اس کام کا صلہ ہے۔

۲۔ کیا تو ان کی برائی کرتا ہے؟ حالانکہ تو ان کا ہمسر نہیں ہے، تم دونوں میں جو برابر ہو وہ اس پر فریاد ہو جائے جو تم دونوں میں سے اچھا ہے۔

۳۔ تو نے ایسے شخص کی برائی کی ہے جو بابرکت ہے نیک ہے، اللہ والا ہے، خدا کے یہاں معتبر ہے جس کی نصیحت میں وفا شکاری ہے۔

۴۔ میرا باپ، اور میرے باپ کا باپ، اور میری عزت محمد کی عزت کے لئے تمہارے مقابلہ میں ڈھال ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک دوسرا قصیدہ جو ”سہل متنع“ کا اعلیٰ نمونہ ہے یہ ہے:-

- | | |
|--|--|
| ۱۔ اَعَزَّ عَلَيَّ لِلنَّبِیَةِ خَاتَم | من اللہ مشہود، یلوح و یشہد |
| ۲۔ وَضَمَّ لَالَهُ اسْمَ النَّبِیِّ اِلَى اسْمِی | اذ قال فی الخمس المونث اشہد |
| ۳۔ وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِی لِیُجِلَّ | فَذِی الْعَرْشِ مُحَمَّدٌ وَهَذَا مُحَمَّد |
| ۴۔ بَنِیْ اَنَا بَعْدَ یَاسٍ وَفَرَّةٍ | مِنَ الرَّسْلِ وَالْاَوْثَانِ فِی الْاَرْضِ تُعْبَدُ |
| ۵۔ وَاعْنِیْ سَرَاجًا، مُتِیْرًا وَهَایَا | یُلَوحُ کَمَا لَاحَ الصِّقْلِ اَمْهِنْدُ |
| ۶۔ وَانْذِرْنَا نَارًا وَبَشْرَجِنَةً | وَعَدْنَا الْاِسْلَامَ فَاللَّهُ مُحَمَّد |
| ۷۔ وَاَنْتَ اِلَہُ الْخَلْقِ رَبِّیْ وَخَالِقِی | بِذَلِكَ مَا عَصَرْتَ فِی النَّاسِ اَشْهَدُ |
| ۸۔ تَعَالَيْتَ رَبُّ النَّاسِ مِنْ قَوْلِی مَا عَا | سَوَاكَ اِلَہًا اَنْتَ اَعْلٰی وَ اَعْبَدُ |

۱۔ لك الخلق والنعمة ولا مركه فایا ك نستهدی وایا ك نعبد

۱۔ آپ پر مہر نبوت درخشاں ہے، الشکر کی طرف سے وہ دلیل ہے، چمکتی ہے اور گواہی دیتی ہے۔

۲۔ الشکر نے اپنے نبی کا نام اپنے نام سے مربوط کر دیا، اس لئے مؤذن پانچواں وقت اذان میں اُشہد.... کہتا ہے۔

۳۔ الشکر نے اپنے نام سے اپنے پیغمبر کا نام نکالا، عرش والا (خدا) محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔

۴۔ وہ ایسے نبی ہیں جو ناامیدی اور انبیاء کے سلسلہ بعثت کے طویل مدت کے بعد ہم تک آئے اور اس وقت آئے جب زمین پر بتوں کی پرستش ہو رہی تھی۔

۵۔ وہ ایک روشن چراغ، روشنی دینے والے اور بادی بن کر آئے جن کی چمک ایسی ہے جیسے ہندی تلوار چمکتی ہے۔

۶۔ ہمیں جہنم سے ڈرایا، جنت کی بشارت دی، اسلام سکھایا پس اس پر ہی ہے جس کی ہم حمد کرتے ہیں۔

۷۔ اور ساری مخلوق کا مجبور میرا رب، اور خالق ہے، ہم زندگی بھر اسی کی شہادت دیتے رہیں گے۔

۸۔ سارے جہاں کے رب تیری شان بڑی ہے، اور تو بلند ہے اس شخص کے دلوں سے جو تیرے سوا کسی الشکر کو پکارتا ہے، تو بہت بلند اور بڑائیوں والا ہے۔

۹۔ جیات بخشی اور نفع رسانی اور ساری کمرانی سہرتیر، ہے، ہم تجھ ہی سے ہدایت خواہ ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

اس قصیدہ میں شاعرانہ نازک خیالی یا فنی پرکاری نہیں ہے۔ لیکن اس کی تعلیمات کا،
توسید کا اور مقام رسالت کا پاس پوری طرح نمایاں ہے۔

اسی انداز کا ایک اور قصیدہ ہے جس کے چھ شعر آپ کے دیوان مرتب کرنے والوں کو
مل سکے۔ زدامی میں قصیدہ، اشعار کا ہے، بہر حال یہ چھ شعر حسب ذیل ہیں:-

- ۱۔ واللہ، لی لا یدارق ماجدا عت الخلیقة ماجدا لاجداد
- ۲۔ مستر ما یدعو الی رب العلی بدال النصیحة رافع الأعصاد
- ۳۔ یقنا، اللہلال مبارک اذ ارحمة سمع الخلیقة طیب الاعواد
- ۴۔ ان تترکوا فان ربی قادر امسئ یعود بفضلہ العواد
- ۵۔ واللہ ربی لا انفارق امرہ ما کان عیش یرتمی المعاد
- ۶۔ لا یتغی، یا سواہ ناصرا حتی نوافی صحوة المیعاد

۱۔ بخدا ہم اس ذات گرامی سے روگردانی نہیں کریں گے جو تمام مخلوقات میں سب سے
زیادہ پاک و آزا سلات کے لئے قابل فخر ہے۔

۲۔ احسان فرمانے والے خدا کے بزرگ و برتر کی طرف بلانے والے خیر خواہ، بڑے سرشتیمار

بامروت۔

۳۔ مہربان کی طرح بابرکت، سراپا رحمت، نرم و خوار، عافی نسب۔

۴۔ اگر تم لوگ ان کو چھوڑ بھی دو گے تو میرا رب قادر ہے، وہ اپنے فضل و احسان سے

پھر آپ کی طرف مائل ہے، اور اس کا فضل تو بار بار آنے والا ہے۔

۵۔ بخدا ہم ان کے دین کو نہیں چھوڑیں گے، ورنہ آخرت میں کسی طرح کی سلامتی کی امید

نہ رہے گی۔

۶۔ ہم اللہ کے سوا کسی کو رب بنانا نہیں چاہتے اور نہ کسی کو مددگار سمجھتے ہیں اور شرک ہم اس عقیدے پر رہیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت حسانؓ نے جو آپ کی مدح میں کہا ہے جس کو مرثیہ کہا گیا ہے اس میں رقت انگیزی بہت ہے اس کا مطلع اور اس کے بعد کا شعر یہ ہے۔

۱۔ بطیبة رسم للرسول ومعهده منیر وقد تعقوا الرسول وبعده

۲۔ ولا تنحی الا یات من دار حرقہ بہا منبر الہادی الذی کاہن یصفہ

۱۔ طیبہ میں رسول اللہ کے نشانات ہیں اور آپ کا بصیرت افروز مرکز ہے، نشانات ٹٹے رہتے اور پرانے ہوتے رہتے ہیں۔

۲۔ لیکن یہ نشانیاں حرم پاک کی نہیں مٹ سکتیں جہاں ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر ہے جس پر آپ چڑھا کرتے تھے۔

دوسرے اشعار جن کو طوالت کے خوف سے نقل نہیں کیا ہے ان کے مضامین کا خلاصہ

یہ ہے۔

حرم نبوی میں ہمیشہ باقی رہنے والے نشانات ہیں، وہ حصہ جہاں مسجد اور آپ کی مسجد گاہ ہے جس کے پہلو میں وہ حجرے ہیں جہاں انوار کی بارش ہوتی تھی، یہ وہ نشانات ہیں جن کو مرد و زمانہ کبھی مٹا نہیں سکتا، بندہ ہر لمحہ تازہ اور نابزد زندہ رہنے واسے آثار میں مسجد میں جائے تو رسول اللہ کی ایک ایک چیز یاد آئے گی، اور وہ قبر شریف جو (اعد) آڑی بنائی گئی ہے۔

رسول اللہ کے فراق پر میں رویا، آنکھوں کی پلکیں بھگیں، رسول اللہ کے احسانات

کہاں تک گناؤں اور کیسے ان کو شمار کروں عقل حیران ہے۔

چند شعر کے بعد کہتے ہیں:-

فیورکت یا قبر الرسول و بרכת بلاد ثوی فیہا الرشید المسدد

اے قبر رسول! تجھ پر برکتیں شب و روز نازل ہوں اور وہ حصہ زمین یا بרכת

رہے جس میں ستودہ صفات، توفیق بخش و توفیق یافتہ ذات کا جسم اظہر رکھا گیا ہے۔

اس ۳۸ شعروں کے مرثیہ کے بعد ایک دوسرا مرثیہ ۱۹ شعروں کا ہے آپ کا

مطلع ہے۔

ما بار عینہ منہم کا ندما کجنت ما فیہا الجمل الارمد

یہ نہ آنکھ کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ سوتی نہیں گویا اس کی تپلیوں کو آشوبہ شہرہ لگا دیا

گیلے۔

اسد انساب کے حوالہ سے دیوان حسان بن ثابت میں مندرجہ ذیل دو شعر بھی ہیں،

جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب دریافت

کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تھے تو انھوں نے فرمایا کہ جیسا کہ حسان نے کہا ہے:-

متی سبنا فی الداجی البہیم جیتہ یلج من مصباح الدجی المتوقد

فمن کان اومن بکون کا محمد نظام یحق اذ نکال بالمعد

سیاہ رات میں جب آپ کی جبین مبارک نظر آتی تو ایک چمک ہوتی جیسے تاریک رات

میں کوئی روشن شمع ہو۔

کون احمد اعلیٰ اللہ علیہ وسلم رہا ہو یا ابو کا احق یا زبان محمد کے عبرت ان تمام کلام

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یوں تو سارا کلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے منسوب

اگر کسی کی جو نہ تو وہ جی آپ ہی کی مدافعت میں ہے اور محتاج بہ کرامت ہے نہ غزوات کا ذکر ہے یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مرنے اور ان کے قاتلوں کی مذمت ہے سب کا محور ذات فراموش ہے۔

ہرچہ پید در نظر غیرے نوحیت یہ وہی ہے جو نے تو یا غوسے تو
 یہاں رد و ثبات کے حالات خاص عقبہ قیدیوں کی تعداد صرف تین ہے جن کو
 اوپر ذکر کیا گیا اور اگر وہ دو شعر بھی شامل کر لیں تو چار ہوں جنہوں نے عاشرہ رضی اللہ عنہا کے دہرائے
 تھے جن کو اوپر نقل کیا گیا تو چار قصیدے ہو جائیں گے ایک یا نیر قصیدہ وہ جس شمار کر لیجئے جو
 ایک طرح مضمون سیرت آسان انسانیت کا پس بچوں کو زبانی یاد کرنے والی نظموں کے انداز کا ہے
 جس کا مطلع ہے:-

نویں ہوا اپنی بضع عشرہ ہجرت مدائیر یوسفی خدایا مواتیا

ان انہوں نے ساتھ یقیناً ان مرثیوں کو بھی شمار کرنا چاہیے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی وفات سے تشریف لے کر ہجرت سنانے کے تھے ان مرثیوں کی تعداد چار ہے ان کے علاوہ
 دو شعر اور جن نقل کے لئے ہیں جو قبسی اشارات کے لحاظ سے تمام مرثیوں کا پتہ پڑتا ہے فرماتے ہیں:

۱۔ کنت السواد لب نظری فسمی عابدہ الذاحل

۲۔ صول شہداء بعد لک فدیعت فعلیہ است احدا م

۱۔ آپ میری راہ کی جزائی تھے اب یہ میری نگاہ آپ کو دیکھنے کے لئے گور ہو گئی۔

۲۔ آپ کے بعد جو چاہتے ہیں آپ کی بہائی کا مجھے کھٹکا لگا تھا۔

میں نے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو رکے ذی نہیں تھے، بوڑھے تھے اور دل

نرور تھا غزوہ خندق کے موقع پر وہ اس تلوع میں تھے جہاں بوڑھے، بچے اور نوائیں تھیں،

صفیہ بنت عبد المطلب نے ایک یہودی جاسوس کو پتھر پھینک کر ہلاک کر دیا اور حضرت حسان اس مردہ کی زمر میں اور کپڑے بھی چھیننے سے محذور رہے اس واقعہ کو بہت رنگ آمیزی اور ابانت کے پیرائے میں مشر و شام کے نصرانی تاریخ نویسوں نے لکھا ہے مستشرقین کو بھی اس قصہ میں حضرت حسان سے انتقام لینے کے لئے موضوع ہاتھ آگیا ہے، مگر یہ لوگ بھولا رہے ہیں کہ حضرت حسان نے معرکہ حق و باطل میں جو مورچہ تنہا سنبھالا تھا، اس طرح میدان پر رہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کی ہے اس کام کو کوئی دوسرا اس خوبی سے انجام نہیں دے سکتا تھا، ابن قدامہ نے نقد الشعر میں بڑے پتے کی بات لکھی ہے کہ ہر شاعر کو ہفت اس کے فن کے گز سے ناپنا چاہئے، دوسرے پیمانوں سے ناپنا تو ایسا ہی ہے جیسے زمین کی پیمائش کرنے والے گز سے غلہ اور اناج کو تولد جائے۔

جس طرح ہر مشہور فردوں صاحب فن کے ساتھ ہوتا آیا ہے، اس کے کلام میں بعد کے نوٹ اضافہ کر دیتے ہیں، کچھ لوگ اپنے کھوٹے سکوں کو اعلیٰ سکوں کے ساتھ خلط ملط کر دیتے ہیں تاکہ دونوں بازار میں یکساں طور پر قبول کر لئے جائیں، اسی طرح سیاستی وجوہ کی بنا پر اگر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے کلام میں اس طرح کے اضافہ ہو گئے ہیں اور ان کا غلط نسب ہو گیا ہے تو تعجب کی بات نہیں ہے، خاص طور سے اس دست کا کلام جبکہ تدوین و کتابت کا عام مذاق نہیں تھا، صرف تافظوں پر سارا دار و مدار تھا، اس لئے باقاعدہ ہی چند اشعار کا غلط انتساب ہو گیا ہو تو اس کو اتنی جہت نہیں دی جاسکتی کہ سارے جموعہ کو مشتبہ قرار دیا جائے جبکہ بعض تجدید پسند مصنفین کا بیان ہے، قرار دینے میں نہ ورکنا ہے کہ ان کے کلام میں سے اس رجحان کی ابتداء حضرت عیسیٰ مورت برقی زیدان سے ہوتی ہے جو میں نے ”نئے علی المصنف“ مطبوعہ بیروت ۱۹۵۵ء میں اس کو اپنا کر کے پیش کیا ہے۔

اضافے کئے گئے ہیں جیسے طبقات فحول الشعراء کے معنی لکھے ہیں۔

وہو بنیوایہ عرجیدہ و قد حمل

علیہ ما لم یحمل علی احد ما تعاضت

قریش و اتسب وضعوا علیہ

اشعار اکثرۃ لا تنقی۔

حسان قادر اللہ و پاکیزہ شعر کہنے والے تھے

ان حبیب قد اہل قریش نے اتہام گھائے اور ان کی

دشمنی کی اس قدر کسی کی نہ کی، ان کے کلام میں

غیر منتخب اشعار غلط طور پر منسوب کر کے بڑھا دیئے

گئے ہیں۔

لیکن اس کا یہ مطلب کہاں نکالتا ہے کہ پورا مجموعہ ہی مشکوک قرار دیا جائے؟

— — — — —

حضرت عبداللہ بن رواحہ اور ان کی نقیص

عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ اشجری ان براء بن عتبہ سے ایک تابع تھے جنہوں نے مدینہ منورہ سے اکرم کرمہ کے بعد دین رسول کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی پھر دوسرے سال جن ۳۰ سالہ وفات تھی اور اس نے عقبہ ثانیہ کی بیعت کی تھی ان میں بھی عبداللہ بن رواحہ موجود تھے۔

ہجرت کے بعد حضور اکرم ﷺ اشتر علیہ وسلم کی ہر طرح سے اُسریت میں عبداللہ بن رواحہ پیش پیش رہے، خاص طور سے منافقوں کی سازش ناکام بنانے میں ان کا کارنامہ بہت روشن ہے۔

وہ نادرا کام تھا، واپسی ثناء و اعلا تھی، انہوں نے اسلام کے لئے وقف کردی تھیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ اشتر علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم جب شکر مہنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو عرض کیا کہ اس مومنوع پر تیرے سونے پچتر زبان پانے لگتا ہے اس کے بعد

لے کھڑا۔ حال حول اس سے بحوالہ کلامیہ اب لاہور ۱۹۶۵ء طبع مصر ۱۹۶۵ء

انہوں نے جیسے چند شعر پڑھتے، جس کا آخری شعر یہ تھا:۔

قُتِبَ اللَّهُ مَا أَتَى مِنْ حَسَنٍ تَشْيِيتِ مِوَسَى وَنَدَا كَلْبًا نَدَا

انہوں نے آپ کو جو خوبیاں عطا کی ہیں، ان کی بنا پر آپ کو ثابت قدم رکھئے۔ جیسے موسیٰ کو
ثابت قدم رکھا اور وہ مردِ عطا فرمائیے جس سے حضرت موسیٰ دراثہ کے مانتھوں کی مدد فرمائی تھی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعر کو پسند فرمایا اور یہ دعا دی ہے۔

وَايَاكَ فَتَبَّ دَاوُدُ اَوْ كَوْجَلِ اسْتَنْبَاتِ قَدَمُ رَجُلٍ

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے بدر احد خندق، حدیبیہ اور خیبر جنگ میں شرکت
کی غزوہ موتہ کے موقع پر زید بن عمارہ اور جعفر بن ابی طالب کی یکے با دیگر سے شہادت کے بعد
علم اپنے ہاتھ میں لیا اور پوری شجاعت و جوانمردی کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے راہِ حق میں
شہید ہوئے

وہ ہر جنگ کے موقع پر یہ دہرایا کرتے تھے۔

يَا نَصْرُ الْاِلهِ تَقْتُلِي مَوْتِي اِنْ خَسَّ تَوَارَقُلْ نَهْ كَيْفَا تَوَايَا بَنِي مَوْتِ كَيْفَا

مطلب یہ کہ موت آتی ہی ہے، اگر شہادت کے ذریعہ نہ آئی تو طبعی طور پر آئے گی
پھر اس سے خوف کیا معنی!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ عتف کا طواف فرما رہے تھے تو عبد اللہ بن
رواحہ آپ کے آگے آگے رجز کے یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

۱۔ یَا رُودُ، لَوْلَا اَنْدَ عَا هَدِيْمَا وَ اَنْتَ نَصْرُ دَوْلَا صَدِيْمَا

۲۔ فَا مَوْتُكَ كَيْفَا كَيْفَا عَيْفَا وَ تَبَّ لَوْلَا اَنْدَ عَا هَدِيْمَا

۳۔ اِنْ رَجَا نَافَا لَمْ يَكُنْ اَعْيَا اِنْ رَجَا نَافَا لَمْ يَكُنْ اَعْيَا

- ۱۔ اے رب اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ تصدیق کرتے نہ جہادت کرتے۔
 - ۲۔ ہمارے دلوں پر سکینت کا نزول فرما، دشمنوں سے اگر مذبح پر تو ہیں شامت قدم کھو
 - ۳۔ ہم پر پورش کرنے والے، اگر فتنہ پرآبادہ میں تو لوگ تو بائیں
 - عذر پر ہرگز۔ قتالی سے اس کے دلوں میں ہرگز نہ ہو۔ : ہرگز نقل کیا ہے
- وہ یہ۔

- ۱۔ یختر انی الکفار عن سببہ الیوم عن ربک علی تاویلہ
 - ۲۔ دنہ تاویلہ، اہام عروہ
- ۱۔ اے کافر کی! رسول اللہ کا راستہ خانی کر دو آج ہم تمہیں اسلام کے احکام پر عمل کرتے ہوئے تم کو ماریں گے۔
 - ۲۔ ایسی مار جو سر کو کھوپڑیوں سے جدا کر دے گی اور جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے بے نیاز کر دے گی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی نعت کا یہ شعر بہت شہور و مقبول ہے۔

لو لم یکن فی آیات صدقہ کانت ید یہذہ تبلیک بالخبر

اگر ذات گرامی میں دوسری روشن دلیلیں نہ بھی ہوتیں تو خود آپ کا چہرہ نور تم کو حقیقت بتا دیتا۔

اس سے پہلے کے دو شعر یہ ہیں۔

- ۱۔ روحی الفداء علی بھالاقہ بنہ خیر و یومہ میں البشر
 - ۲۔ عفت فضائلہ کل العباد کما عہ البریۃ ضوع الشمس طالع
- ۱۔ میری روح قربان ہو اس ذات پر جن کے اخلاق اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ نبی نفع

انسان پر سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

۲۔ ان کے حقائق سے انہیں اپنے لیے عام میں جیسے پھر وہ سورج کی روشنی ساری دنیا کے لیے عام ہے۔

”اُنک اداۃ“ میں یہی ثبوت نقل کئے گئے ہیں۔

۱۔ اُنک اداۃ میں یہی ثبوت نقل کئے گئے ہیں۔

۲۔ اُنک اداۃ میں یہی ثبوت نقل کئے گئے ہیں۔

۳۔ اُنک اداۃ میں یہی ثبوت نقل کئے گئے ہیں۔

یہی ثبوت ہے کہ ان کے لیے یہی ثبوت ہے کہ وہ دین میں بس کا یہ علم ہے اور اس لیے ان کے لیے یہی ثبوت ہے کہ وہ دین میں بس کا یہ علم ہے

۲۔ آج کے دور میں یہی ثبوت ہے کہ وہ دین میں بس کا یہ علم ہے
نے اس کو نبیہ زور دیا۔ یہی ایک قوم اور بدقسمت ہی جس آپ کی تفتت سے محروم رہے گا
۳۔ اُنک اداۃ میں یہی ثبوت ہے کہ وہ دین میں بس کا یہ علم ہے
جیسے حضرت مومن کو ثناء ہے کہ وہ دین میں بس کا یہ علم ہے
مرد کی اس نیت کی مدد سے۔

۴۔ اُنک اداۃ میں یہی ثبوت ہے کہ وہ دین میں بس کا یہ علم ہے
روایت رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

۱۔ اُنک اداۃ میں یہی ثبوت نقل کئے گئے ہیں۔

۲۔ اُنک اداۃ میں یہی ثبوت نقل کئے گئے ہیں۔

۳۔ اُنک اداۃ میں یہی ثبوت نقل کئے گئے ہیں۔

✓

۱۔ یہ بیان ہے کہ رسالہ میں جو اس قدر کتاب اس وقت تراویح کرتے ہیں، جب

صبح کی روشنی نمودار ہوتی ہے۔

۲۔ انہوں نے ہمیں بدایت کی رہ دکھائی جس کو پائے کے لئے ہمارے پاس اکھیں تھیں

جیسا نچر ہمارے دلوں کو پورا بخشن ہے کہ آپ نے جو بھی فرمایا ہے وہ موکر ہے گا۔

۳۔ یہاں سے مراد ہے کہ ہم پاک بستر سے پیچھے رہتا ہے جبکہ مشرکین کے

بوجھ سے بستر بھی بنا داتا گتے ہیں۔

۴۔ یہاں سے مراد ہے کہ یہ بات سن کر حضرت

عبداللہ بن رواحہ کے اشارت میں زیادہ میں، لیکن انہیں سخت کے اشعار کم ہیں زیادہ تر

اسلام کی غنیمت کا مستعملوں سے یا پھر وہ قصیدے ہیں جو کفار و مشرکین اور یہود کی تہجو

میں کہے گئے ہیں، حضرت حسان و حضرت عبداللہ بن رواحہ کی تہجو میں فرق یہ ہے کہ حضرت

حسان مشرکین کم کے انساب پر حملہ کرتے تھے، ورنہ ان کی تاریخ کے کمزور پہلوؤں کو اجاگر

کرتے تھے، جنہیں سن کر وہ تلمذات لکھا کر رہ جاتے اور سمجھتے تھے کہ یہ باتیں حسان کو حضرت

ابوبکر کے ذریعہ معلوم ہوئی ہیں، مگر یہاں عبداللہ بن رواحہ نے ان کفار کی تہجو دوسرے انداز

سے فرماتے تھے، وہ کفر و شرک کمر اسی اور بدعتی کا طعنہ دیا کرتے تھے اور فتح مکہ کے بعد بدعتی

مشرکین ختم کرنے پر مجبور ہوئے، لیکن ابوسفیان بنہ اور وحشی وغیرہ ان کو عبداللہ بن رواحہ کی

کہی ہوئی تہجو زیادہ بری مانتی تھیں، کیونکہ وقت گزرنے کے بعد سب باتیں بھولی بسری

ہو جاتی ہیں، مگر جن باتوں کو کسی کامیاب شاعر نے اپنی نظموں میں کہہ دیا ہے وہ ختم نہیں

ہوتیں اور لوگ اس کو دہرایا کرتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد پاک میں جن صحابہ کرام سے نعتیہ کلام منقول ہے ان میں تو چند ایسے ہیں جنہوں نے کسی دوسرے شاعر کا کوئی شعر یا دو تین شعر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کبھی سنایا جیسے ابو بکر صدیق، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود کہا، اس گروہ کے سرخیل حضرت حسان اور عبداللہ بن رواحہ ہیں، چند شعر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہیں، اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں اور نہائی نے اپنے مجموعہ میں "انہ ذوالغبارہ" کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عباس نے حضور اکرم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی مدح میں کچھ عرض کروں، حضور اکرم نے اجازت مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

لَا يَفْضُضُ اللَّهُ ذَاكَ۔ الشراپ کی زبان کبھی بند نہ کرے۔

"شراپ کی مخالفت گنہگار میں کمی کرے، حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی اللہ تعالیٰ سے شاعرہ خدمت گرامی میں پیش آئے،

۱۔ صبح قیام و طہارۃ و تلاوت و دعا و غیرہ

۲۔ صبح و شام و نماز و اشرفیت الہی

۳۔ غنیمت فی ذالک الضیاء و التو

و سبیل الرشاد لمحقرون

۱۔ آپ اپنی پیرائے سے قبل زائیک پاکیزہ کلی کے اسد، بڑے آب و تاب کے ساتھ

۲۔ اس قصہ میں چند شاعر کے معانی بھی لکھے گئے ہیں جن کی صحت سبب ہے، ملاحظہ ہو: ۱۰۵

الذی علی الامالی ج ۲ ص ۵۵۔ مطبوعہ مصر ۱۹۳۲ء

(جنت کے) سایوں میں ایک خزانے کے اندر تھے یہاں درخت کی پتیاں ایک دوسرے سے جُٹی رہتی ہیں۔

۲۔ اور جب آپ پیدا ہوئے تو روئے زمین جگمگا اٹھی، اور آپ کی روشنی سے دنیا کے چاروں کونوں میں اجالا ہو گیا۔

۳۔ آج ہم آپ کی بخشی ہوئی روشنی میں زندگی گزار رہے ہیں اور وہی نور ہے اور ہدایت کے کھلے ہوئے تمام راستے ہیں جن کو ہم طے کر رہے ہیں۔



حضرت عبداللہ بن زبیریؓ کی نعت

آپ مکہ بزرگ شہر میں شمار ہوتے ہیں، حالانکہ انہیں سلامتِ غارت و گوں کو
 ابھنا کرتے تھے۔ ذاتِ گرامی کے بارے میں سرزمینِ سرمدی کتاب کرتے ہیں اور حضرت حسان
 بن ثابتؓ کا مقابلہ غارِ بئر کی نعت سے کیا کرتے تھے جب اسامہؓ آئے تو اپنی ادبی
 صلاحیت سے دین کی نصرت شروع کر دی، ذیل کے چند اشعار میں انھوں نے اپنی پھلپلی زندگی
 پر ندامت کا اظہار کیا ہے، گویا یہ اشعار ان کے مشنومِ زبانی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۔ یا رسول الملک ان لسانی رائق ما شغقت، إذا أنا بوجہ

۲۔ إذا جاری الشیطان فی سنی لغی دمن مال میلہ مشبور

۳۔ ساطع نوری معنی منیر

۴۔ جئتنا بالیقین والبر والصدق فی الصدوق والیقین دور

۵۔ اذهب اللہ ضمتنا لجدل عنا

۱۔ سے لڑنے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے جو کچھ چاہا ہے وہ سب عطا فرمایا ہے، لیکن میں اس سے انکار کرتا ہوں۔

میں نے اس وقت چاک کیا تھا جبکہ میں ہلاکت کے راستہ پر تھا۔

۲۔ اور جبکہ میں گمراہی کے راستے پر شیطان کے ساتھ دوڑ رہا تھا اور بوجھی شیطان کے راستہ پر گامزن ہو گا، ہلاک ہو کر رہے گا۔

۳۔ بلاشبہ آپ جو دین لائے ہیں وہ صداقت و حقانیت کا دین ہے جس کی روشنی پھیل رہی ہے اور وہ، حالاً بھیل رہی ہے۔

۴۔ آپ جو دین لائے ہیں وہ یقین، بھیلانی اور سچائی کا دین ہے اور سچائی، رستہ میں مستقیم پنہاں ہیں۔

۵۔ سترنے آپ کے ذریعہ جاہلیت کی گمراہی ہم سے دور کر دی اور فراغت و خوشحالی عطا فرمائی۔

”جمہرۃ شعراء العرب فی الجاہلیۃ والاسلام“ میں عبد الستار ابن العیرنی کے مزید چند اشعار نقل کئے گئے ہیں۔

۱۔ اے اے معتمد! ایندھن من الہی

۲۔ ایا تم تاملنی باغوی حفظہ

۳۔ فاغفر فادی لای والدی کلہما

۴۔ وعلیک من اثر المذت عاقۃ

۵۔ مضت العبادۃ بقضایا

۱۔ میں معذرت خواہ ہوں ان لغزشوں سے جو مجھ سے گمراہی کی حالت میں سرزد

ہوئی تھیں۔

۲۔ اس وقت جبکہ قبیلہ سہم والے گمراہ ترین چال چلنے پر مجبور کر رہے تھے، اوقیلہ مخزوم

والے بھی یہی سازش کر رہے تھے۔

۳۔ لہذا معاف فرمادیجئے میرا گناہ میرے ماں باپ دونوں آپ پر قربان ہو رہا

کیونکہ آپ رحم کرنے والے ہیں، اور آپ خود مورد رحمت ہیں۔

۴۔ خدائے بزرگ و بزرگے حکم کی علامت آپ کے وجود سے ظاہر ہے، آپ کا وجود

ایک روشنی ہے، جس نے ابھلا پھیلایا اور مہر نبوت ہے، جو ثبت کر دی گئی ہے۔

۵۔ دشمنی ختم ہوئی، اور دشمنی کے اسباب ختم ہوئے، ہمارے آپ کے درمیان کا وہ

ختم ہوا جبکہ تعلقات منقطع تھے۔



حضرت کعب بن مالکؓ کی نعتیں

صاحب الجہرہ نے مدینہ منورہ کے جن پانچ شعرا کا نام لیا ہے، ان میں حضرت کعب بن مالک بھی ہیں۔ غزوہ تبوک میں جو تین صحابہ پیچھے رہ گئے تھے جن کی توبہ کی قبولیت کا ذکر قرآن کریم میں ہے، ان میں ایک حضرت کعبؓ بھی تھے، اسی طرح بیعت عقبہ ثانیہ میں جن انصار مدینہ نے شرکت فرمائی تھی ان میں ایک حضرت کعبؓ بھی تھے، نعت نبوی میں ان کا کوئی معتد بہ کلام نظر سے نہیں گذر چند متفرق اشعار سیرۃ ابن ہشامؒ میں نقل کئے گئے ہیں جن میں ایک قصیدہ وہ ہے جس کو انھوں نے اس وقت حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں پڑھا تھا جبکہ غزوہ حنین کے بعد طائف کی طرف رخ فرمایا تھا، حضور اکرم ﷺ نے اس قصیدہ کو سن کر فرمایا تھا:-

لقد شكرك الله على قولك هذا یعنی اے کعب! اللہ نے تمہارے اس قول کی
یا کعب! قدر دانی فرمائی۔

اس قصیدہ کے چند اشعار یہ ہیں۔

- ۱۔ قفد من سومة کل ربيب وخیر نہ اجسمنا الیوفا
- ۲۔ فخرها و لو نطق، بقالت فواطعن دوسا، نقبنا
- ۳۔ وانا قد اتیتهم بنحیف یحیط بسورۃ منہم سموا
- ۴۔ رئیسہم النبی وکان منبا نقی القامی صطبرا عزوفا
- ۵۔ رشید الامر ذو حکم و علم وحدهم کین نرقا خفیفنا
- ۶۔ نطیع نبینا و نطیع ربنا هو الرحمن کان بنا رؤوفا

۱۔ جب تمامہ کی طرف سے ہم فارغ ہو چکے، اب دشمنوں کا وہاں کھٹکا نہیں رہا اور خیر سے بھی فارغ ہو چکے، پھر ہم نے اپنی تلواروں کو اکٹھا کیا۔

۲۔ ہم اپنی تلواروں کو اختیار دیئے ہوئے ہیں، اگر یہ تلواریں بول سکتیں تو کہتیں، کہ اب ان کا نشانہ دوس ہوں گے یا ثقیف۔

۳۔ ہم ایک فوج لے کر آئے۔ کہ پہنچے ہیں، ان کے قلعوں کے حصار کو صف بستہ فوج گھیرے ہوئے ہے۔

۴۔ ان ہوانہ روں کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو یک پہنہ کارسان ہیں اور کھپکھپاتے ہوئے، پست باتوں سے بہت بلند۔

۵۔ جن کا معاملہ بہت سلجھا ہوا ہے، تدبیر، علم اور بردباری والے، اچھی باتوں اور اچھے پن سے بہت دور۔

۶۔ ہم اپنے نبی کی اطاعت کرتے ہیں، اور اپنے رب کی اطاعت کرتے ہیں، جو بہت رحم کرنے والا ہے، اور ہم پر انتہائی شفقت فرمانے والا ہے۔

غزوہ احد کے موقع پر حبیب ابن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک قصیدہ کہا تھا جس کے

چند شعر یہ ہیں۔

- ۱۔ فیما الرسول نصاب ثم یذبحہ نور مضمیٰ له فضل علی الشہب
- ۲۔ الحق منطقہ والعدل سیرۃ فمن یحبہ المہ ینج من شیب
- ۳۔ تعد المقدم ففی الہم معتقنا حبیب القلوب علی رحمت من الوعب
- ۴۔ یعی ویذمرنا عن غیر معصیۃ کأنہ البدل لم یطبع علی الذنب
- ۵۔ بد الناف اتبعنا لا تصدقہ وکذبوہ فلکنا سعد العرب

۱۔ ہمارے درمیان اللہ کے رسول ایک درخشندہ ستارہ کے مانند ہیں، جن سے روشنی کی ایک نوکلتی ہے جو سب کو روشن کر دیتی ہے اور دوسرے تمام ستاروں کو روشنی بخشی ہے۔
۲۔ ان کی بات حق ہے، ان کی سیرت عدل ہے جس نے ان کی پیروی کی ہلاکت سے نجات پاگیا۔

۳۔ جبکہ (جنگ کی ہونا کیوں سے) رعب سے لوگوں کے دل دھڑکنے لگتے ہوں، اس وقت آپ بے باکی سے آگے بڑھنے والے عزم و ہمت کے دھنی اور ارادہ کے منقبوط نظر آتے ہیں۔

۴۔ خود آگے بڑھتے ہیں اور ہمیں لٹکارتے ہیں اور یہ لٹکانا معصیت کا نہیں ہوتا، گویا کہ وہ ماہ تمام ہیں جھوٹ سے تو ان کی سرشت ہی پاک ہے۔
۵۔ وہ ہم میں ظاہر ہوئے، ہم نے ان کی تصدیق کرتے ہوئے اجماع کی دوسروں نے ان کو جھٹلایا، لہذا عربوں میں سب سے زیادہ خوش بخت ہم ہی تھے۔

حضرت عباس بن مرداس کی نقیصہ

قبیلہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ ہے اس کی ایک شاخ میں عرب کی ایک مشہور شاعر و خنسا گزری ہیں جنہوں نے اپنے بھائیوں کے قتل ہونے پر ایسے دلد و زاور پر سوز مرثیے کہے ہیں جس کا جواب عربی شاعری میں نہیں ملتا، انہی خاتون کے صا تیزادہ عباس بن مرداسؓ تھے، فتح مکہ سے تھوڑا پہلے ایمان لائے، اور ان سے مسلمانوں میں کاشمار تھا جن کی دلاری کی بارگاہی ابواب القلوب میں سے تھے، ان کے ایک گھوڑے کا نام عبید (عبد کی تصخیر) تھا، اس لئے ان کو فارس العبید کہنا جاتا تھا۔ یہ حضرت خالص بدویانہ معاشرت کے عادی تھے، شہروں میں رہنا پسند نہیں کرتے تھے، اسی لئے کبھی زیادہ و نور تک مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں بھی نہیں رہتے انہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں عہد پائے۔

ان کے اشعار میں شراب کی مذمت ملتی ہے زمانہ جاہلیت ہی سے، اس سے وہ

۱۔ تمذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۳۱ ۲۔ ایضاً نیز حسن العالیہ ص ۱۳۱

۳۔ الاصابہ ت ۳۵۰ ابن سعدی ص ۱۵۱

تفہر تھے بہادری اور شجاعت کا مضمون تو عربی شاعری کا امتیاز ہے یہ مضمون ابن مرداس کے یہاں بھی بڑے آب و تاب سے موجود ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ان کے چند قصائد ملتے ہیں جن میں زیادہ معتبر کلام یہ ہے:-

۱۔ رائیذہ بانصر ابیرۃ کلہا نشرت کتابہا بآء بالحق معلما

۲۔ وفودہ بالبرہان اور امدتہ اظہات بالبرہان جہرا مضما

۳۔ فمن صلیغ عنی النبی محمدا وکل امرئ یجزی بما قد تکما

۴۔ تعالیٰ علواً فی عرش الہنا وکان مکان اللہ اعلیٰ واعظما

۱۔ اے کائنات! رضی کی سب سے بہتر متاع! میں نے دیکھ لیا کہ آپ نے وہ احکام الہی پھیلائے جس نے حق بالکل آشکارا کر دیا۔

۲۔ اور وہ شے جو آج تک تاریکیوں میں دبی پڑی تھی تو اس کو برہان حق سے روشن کر دیا اور کمزوری ہوئی چنگاریوں کو اسی برہان سے بجھا دیا۔

۳۔ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک میرا یہ پیغام کوئی پہنچا دے اور ہر شخص اپنے قول کی جزا پاتا ہے۔

۴۔ عرش بریں پر خدا کے بزرگ برتر کی ذات بلند و بالا ہے، اور خدا کا مقام (ہمارے تصورات و ادراکات سے) بلند تر ہے۔

ان اشعار میں توحید کی وہ روح جھلکتی ہے جس کی دعوت دینے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تھے، کس پیغمبر کا سب سے بڑی مدح یہی ہے کہ اس کی تعلیمات کو سراہا جائے، اور اس کی حقیقت کو بیان کیا جائے۔

یوں تو ان حضرات کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ کرام ہیں جن سے متفرق اشعار کی روایت کی جاتی ہے، مگر اولاً ان کی سمیت کا یقین نہیں ہے، دوسرے اگر انھوں نے کسی دوسرے شاعر کا کوئی شعر بھی دہرایا تو تاریخ نویسوں نے انشداً کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی دونوں ہو سکتے ہیں کسی کا شعر پڑھایا خود کہا۔

بہر حال یہ وہ شعرا تھے جنھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی خدمت میں خراج عقیدت اشعار کی شکل میں پیش کیا، ان کے فارغ کی مشترک خصوصیت یہ ہے کہ ان میں مبالغہ بالکل نہیں ہے، حدود کا مکمل لحاظ ہے، جوش ہے، لیکن ہوش کے ساتھ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مائی ہوئی حیات سے سروا نحراف نہیں ہے۔

ان شعرا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بواوصات بیان کئے ہیں میں آپ کے پاکیزہ اخلاق مثلاً عدل گستری، بندہ پذیری، نرم دلی، غریبوں اور یتیموں کے ساتھ شفقت، حکمت، تدبیر، حلم و بردباری کا بیان ہے، یا آپ کے اعلیٰ حسب و نسب کا تذکرہ ہے اس کے علاوہ آپ کے ظاہری جمال کی طرف اشارہ ہے، جو صحابہ کرام کا اپنا مشاہدہ تھا، اور وہ قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ہم نے اپنے چشم سر سے حضور انور کو چودھویں کے چاند سے زیادہ حسین و جمیل پایا۔

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جو دھویں رات کی چاندنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (بھئی، یادوں کا) سرخ جوڑہ زیب تن فرماتے ہوئے دیکھ، میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا، اور کبھی آپ کے روئے درو، اور دیکھتا تھا کہ ان دونوں میں کون زیادہ جلیل تھا، یا فریضہ بھی ٹھہرا کہ فدی کی قسم آپ کا چہرہ انور چودھویں کے چاند سے زیادہ جمیل تھا، یا اللہ ہوتا کہ ترمذی، اربعۃ الدفۃ ترمذی۔ باب النسا، ج ۳، ص ۸۹۔

خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام کی نعتیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی . . . مدت کرنے والے صحابہ کرام میں مشہور و معروف
 یہی حضرات ہیں جن کے کلام کا ان صفحات میں تعارف کرایا گیا ہے ان کے علاوہ چند قطعات اور
 متفرق اشعار ملتے ہیں جن کی روایتیں تاریخی اور ادبی دونوں حیثیتوں سے مشتبہ ہیں اور یہ اشعار
 بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے تاثر میں کہے گئے ہیں، اور ان کو ”جمہرۃ اشعار العرب“
 میں مراثنیٰ کے ضمن میں نقل کیا گیا ہے۔

الوزید القرشی نے جمہرہ میں المفضل الضبی کا توں نقل کیا ہے کہ:-

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس نے حضور کی

شان میں شعر کہا ہو اور اس شعر کا موقع پر پڑھ کر تائید ہو“

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا ہے

أُجِدُّكَ مَا الْعَيْنُ لَا تَسَامُ كَأَنَّ جَفْوَنَهَا فِيهَا كَلَامُ

اے تیری قسمت تیری آنکھ کو نیند کیوں نہیں آتا گویا اس کی پلکوں میں زخم بھر رہی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

مازلت مذ و صنعوا فواتی محمد کما یحرم من مخاضہ توجع

جب سے لوگوں نے محمد علیہ السلام کو بستر عدت پر لٹایا کہ آپ کی تیارداری کی جائے میں اسی وقت سے نوت زہ اور دیگر عجز۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا۔

فی سبی ابی وہ نسائی و بحق البکاء علی السید

اے میری آنکھ رو اور رونے سے نہ اکتا، آقا پر رونا روا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی یہ شعر کہا۔

الاطرق الناعی بس فرائی واری فی لہما مستقر من دبا

نوت کی خبر دینے والے نے رات مجھے چونکایا تو میں گھبرایا اور صبح کی اذان تک میری نیند اچاٹ رہی۔

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی طرف یہ دو شعر منسوب کئے گئے ہیں اور ان کی بڑی شہرت ہے۔

۱۔ اماذا علی من شتم تریۃ احمد ان کلا بضم وادی ارمہا غوالیا

۲۔ صبت علی مصائب ہوانہا صبت علی الایام صردہ لیلایا

۱۔ جس نے اہل بیت علیہم السلام کے ترکہ کی شتم کی تو اے احمد! اگر وہ عمر بھر کوئی عطر نہ سونگھے تو اس کا کیا نقصان ہوگا؟ (یعنی عمر میں کو کسی عطر کے سونگھنے کی ضرورت نہیں نہ ہوگی)

۲۔ مجھ پر وہ مصائب پڑے ہیں کہ اگر دریا پر سب ڈالے جائے تو وہ رات میں

مدیل ہو جانے۔

ان اشعار میں جو شعر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی موت پر لکھے گئے ہیں وہ بہت
 بدھماکے میں لکھے گئے ہیں۔ ہر ایک شعر میں ایک شعر ہے جس میں "وہ" لکھا ہے۔
 من ہشام ذکر و نال بدھماکے میں "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔
 میں نے نیز زماں اشعار میں "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔
 ہے بت اس کے علاوہ عربی میں یاں یا ادا کی شے کے ڈالنے سے "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔
 نے جیسے مصیبت وغیرہ اس کے "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔
 صمد مشقی نے سلوة الکلیب بونہ کیجیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت صدیق اکبر علیہ السلام کے
 کے "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔
 "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔
 "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔ "وہ" لکھا ہے۔

- | | |
|-------------------------------|-----------------------|
| ۱۔ ایلادہ۔ انت، انت، انت، انت | ۱۔ انت، انت، انت، انت |
| ۲۔ انت، انت، انت، انت | ۲۔ انت، انت، انت، انت |
| ۳۔ انت، انت، انت، انت | ۳۔ انت، انت، انت، انت |
| ۴۔ انت، انت، انت، انت | ۴۔ انت، انت، انت، انت |
| ۵۔ انت، انت، انت، انت | ۵۔ انت، انت، انت، انت |
| ۶۔ انت، انت، انت، انت | ۶۔ انت، انت، انت، انت |
| ۷۔ انت، انت، انت، انت | ۷۔ انت، انت، انت، انت |
| ۸۔ انت، انت، انت، انت | ۸۔ انت، انت، انت، انت |

۱۔ انت، انت، انت، انت

۱۔ یا رسول اللہ! ستر پہن رہی تھی، ہمارے امیدوار تھے کہ آپ سخت گیر نہ تھے۔

۲۔ آپ ہم پر شفقت فرمانے والے تھے، رجم فرمانے والے تھے، ہمارے بھائی تھے جس کو رونا ہوا، آج آپ کے لئے روئے۔

۳۔ ناظم، محمد کا رب، اپنی رحمت سے تیرے پر نازل فرمائے جو عرب میں بنائی گئی ہے۔
۴۔ میں دیکھتی ہوں کہ سنو! آپ نے تیرے دو بھائیوں کو روتا چھوڑ کر چلے گئے وہ آج اپنے نانا کو رو رو کر پکار رہے ہیں۔

۵۔ رسول اللہ پر میرے ماں باپ ماموں خالہ اور خود میری جان فدا ہو۔

۶۔ آپ نے صبر کیا، پیغام حق پوری سچائی اور امانت کے ساتھ پہنچا دیا اور اصل دین کو روز روشن کی طرح تابناک بنا کر پیش کیا۔

۷۔ اگر دشمنیں ہیں کاؤں آپ کو ہمارے درمیان باقی رکھتا دہماری خوش نصیبی تھی اور جب اٹھایا تو اس کا حکم اٹل ہے۔

۸۔ اللہ کا سلام و درود آپ پر اور آپ خوشی و خرمی کے ساتھ اس کی جنتوں میں داخل ہوں۔



ابوسفیان کی مدح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ابوسفیان بن اسحارت بن عبد المطلب نے آپ کی وفات پر ایک مرثیہ کہا تھا جس کے چند اشعار یہ ہیں:-

- ۱۔ اِزْجَتْ وِیَاتِ لَیْلِ لَابِزُوں وَلَمَّا اَتَتْهُ الْمَصِیْبَةُ فِیْهِ طَلُ
- ۲۔ وَأَسْعَدَنِی الْبُكَاءُ وَرَاكَ فِیْمَا اصْطَبَّ السَّعْدُ وَنَبْزُ فُلَیْلِ
- ۳۔ اصْبَابًا لِنَبِیِّ وَقَدْ رَزَانَا مَصِیْبَتٍ فَمَحْمَلُهَا ثَقِیْلُ
- ۴۔ فَنَمُتُ مِثْلَ فِی الْاِنْسَانِ حِیَا وَلَبَسَ لَمِنْ الْمَوْتِی عَدِیْلُ
- ۵۔ اَوْاطَمَانِی نَجَّتْ قَدْ اَدْعَا وَابْ تَجْدِی فِیْهِ السَّیْلُ
- ۶۔ فَقَبْرَ اَبِیْكَ سِیْدِ الْكَلْبِ قَبْرِ وَفِیْهِ سِیْدُ الْاِنْسَانِ الرَّسُولُ
- ۷۔ صَلَاةُ اَدَلَّتْ مِنْ رَبِّ رَحِیْمِ عَلَیْهِ لَا تَحُولُ وَلَا نَزُولُ

۱۔ میری نیند اچٹ گئی میری رات ختم ہونے پر نہیں آتی مصیبت زدہ کی رات دراز

ہوتی ہی ہے۔

۲۔ گریہ سے مجھے سکون ملا، مگر مسلمانوں پر جو مصیبت پڑی ہے اس کے لحاظ سے یہ گریہ بہت معمولی ہے۔

۳۔ نبی کی جدائی کا غم بڑا ہے، اس مصیبت نے ہمیں گھیرا ہے جس کا تحمل مشکل ہے۔

۴۔ ہم نے کسی زعمہ کو ان کے جیسا نہیں پایا، اور نہ وفات پانے والوں میں ان کا کوئی ہمسر ہے۔

۵۔ قاطعہ: آپ نام کرتی ہیں تو آپ معذور ہیں، اور اگر ماتم نہ کریں تو یہ اولیٰ ہے۔

۶۔ آپ کے والد کے قبر تمام نبیوں کی سردار ہے، جس کے اند تمام انسانوں کے سردار

رسول اللہ آرام فرما ہیں۔

۷۔ اللہ جو مالک اندھیم ہے اس کی لکھوں رحمتیں رسول اللہ پر نازل ہوں اور

مسلحہ گاتازا قیامت نازل ہوں رہیں۔



ایک معمر خاتون کی نعت

”نواب اللہ دینہ“ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل ہے کہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسب معمول ایک رات مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت نکلتے تھے تو ان کو
ایک جھونٹے سے مدد شنی نظر آئی، قریب گئے تو دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت روٹی دھو رہی ہے، اسے
یہ گاتی جاتی ہے۔

۱۔ علی محمد، صلاۃ الامام

۲۔ قد لکن قوام آگنی بالاسجار

۳۔ علی تجمعی وحیسی الہ دار

۱۔ محمد پر پاکیزہ نفوس کا دار و دیوار ہے، منتخب نعتوں کا ان پر سلام ہو۔

۲۔ میں راتوں کو جتنی کثرت سے سوچتا ہوں کہ کاش اموات کی بھی خوشحالی ہو۔

۳۔ کیا ہمارے جلیبست ہم کو دار آخرت ملانے لگے؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہیں بیٹھ کر گئے پیرائے اور صلی اللہ علیہ وسلم

اور کہا پھر اپنا غم سنائیے۔ اس تعقیف نے درد بھری آواز میں پھر انھیں دیرایا حضرت فاروق اعظم
پر پھر گریہ طاری ہوا جب ذرا سمجھت سنھلی تو فرمایا کہ عمر کو بھی ذرا اپنی دعا میں یاد رکھئے گا تو اس
خاتون نے جیت ایک مصرعہ کا اضافہ کیا۔

وہم ذل غفرلہ یا غفرار

یعنی تم کو اسے غفار بخش دے۔

اسد القابہ کی روایت کے مطابق حسب ذیل اشعار بھی حضرت ابومسیان بن
الحارث کے ہیں جو انھوں نے اسلام لانے کے بعد کہے تھے۔

۱۔ بعد ازاں ہم اہل ابا لتغلب خیل الذاب خیل محمد

۲۔ انا لم نطعم الا بران اطلدینہ وہم الاولیٰ حرم اھدی وھدنا

۳۔ ھلوق ھاہ غیر لاف و دلانی علی اعدائے من طردتہ کل مطرد

۴۔ اعد و انکما جاھلناں محمد وادھلی و اب لم انتہی من محمد

۱۔ تماری قسم جب میں وہ جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا کہ لات کی فوج محمد (صلی اللہ علیہ
وسلم) کی فوج پر غالب آجائے۔

۲۔ تو میں تاریکی میں بڑا ہوا میرا نفس تھا جس کی رات تاریک ہو، مگر اب میرا وقت آگیا
بے کہ میں بدانت چکا۔ اس کی ہدایت دے رہا ہوں۔

۳۔ اے اعدائے محمد! تم نے مجھے بدانت دیکھا ہے، وہ ہادہ جو میرے نفس کے
علو سے اور غموں سے بڑھ کر دیکھ رہا ہے، راستہ میں سے میں ہر طرح سے گریز کر رہا تھا۔

۴۔ اب میں بدی رشتہ بن گیا ہوں، برا فخر کرتا ہوں، اگرچہ اپنی نسبت
محمد سے نہیں کرتا ہوں مگر انہی نے کروا دیا ہے جیسا کہ ان کا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ میں خود فخریہ طور پر نہیں کہتا پھر تاکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ قریب ہوں اور میرا یہ رشتہ ہے، مگر لوگ انہی کے زمرہ میں مجھے سمجھنے لگے ہیں۔ صحابہ کرام میں سے اصید بن سلمۃ اسلمی، مانک بن عوف النصری، قیس بن بحرہ شحبی، عمرو بن سلیم الرہادی، فضالہ اللیشی، اور مازن بن اصفیہ الطامی کے، شاعرانہ خیال اور سیرۃ ابن ہشام میں مذکور ہیں جنہیں طوالن کے خوف سے نقل نہیں کر رہا ہوں کیونکہ جو نمونے اوپر گزر چکے وہی عام رنگ ان تمام قصائد و قطعات کا بھی ہے جو ان صحابہ کرام نے کہے ہیں یا جو ان کی طرف منسوب ہیں۔

”طلع البدر علینا“

اس دور کے مذاکح کا اختتام اس مشہور نظم پر کرنا نہ سبب ہوگا جو ہجرت مدینہ کے موقع پر مدینہ منورہ کی لوگیاں گائی تھیں، یہ غنی ہے حضرت عائشہ سے جو روایت کی ہے اس میں یہ تینوں شعر ہیں۔

صاحب البدایہ والنہایہ نے دو شعر، اور ابن عساکر نے صرف پہلا شعر نقل کیا ہے البدایہ والنہایہ نے ہجرت مدینہ کے علاوہ غزوہ تبوک سے واپسی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ روایت کی ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے، لیکن روایت یک ہی ہے۔

۱۔ طلع البدر علینا من ثنیت الوداع

۲۔ وجب الشر علینا ما دعا لک داع

۳۔ ایہا المبعوث فینا جئت بالاموال المطاع

۱۔ پہاڑی کے اس موڑ سے جہاں سے قافلے رخصت کئے جاتے ہیں، آج چودھویں کا چاند نکل آیا ہے۔

۲۔ جب تک دنیا میں شرک کا نام یو رہے گا، ہم پر شکر ادا کرنا واجب رہے گا۔

۳۔ اے وہ ذات پاک جس کو ہمارے درمیان بھیجا گیا ہے، آپ واجب الطاعت حکم لے کر آئے ہیں۔

بنی نجار کی بچیاں دفن بجا کر یہ شعر گاتی تھیں۔

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد ص، جاد

ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں، اے شاہنخت کہ محمد آج ہمارے پڑوسی ہیں۔

فنی لحاظ سے یہ شعر بہ طرح سے کمں ہے۔ پہلے مصرعہ میں جوار جاریہ کی جمع باندیوں

لڑکیوں کے معنوں میں دوسرے مصرعہ میں بار پڑوسی کے معنی میں ہے۔



صحابہ کرامؓ کے بعد بزرگان امت کی نعتیں اور ان دونوں کا فرق

صحابہ کرام کے بعد جن شعراء نے حضور اکرم ﷺ اشر علیہ وسلم کی نعت لکھی جن کے نمونے اب آپ کے سامنے آئیں گے، ان کے اندر حضور اکرم ﷺ اشر علیہ وسلم سے جانشاری اور فدویت کا تعلق اور محبت و فتائیت کا بے انتہا اظہار حضور اکرم ﷺ اشر علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے دلی تعلق اور وابستگی کا مضمون زیادہ ملے گا، جذبات کے اندر دل سوزی رقت اور فدائیت کا عنصر نمایاں ہے، بظاہر یہ معلوم ہو گا کہ صحابہ کرام کے کلام میں اتنا جوش و خروش نہیں ہے، جو بعد کے لوگوں میں دیکھا جاتا ہے، لیکن یہ بات اس وقت بے حقیقت نظر آئے گی جب آپ سیرت اور تاریخ میں زیادوں میں یہ دیکھیں گے کہ صحابہ کرام نے اپنی دل سوزی اور فدائیت کا اظہار عمل سے کیا، بعد کے لوگوں نے اپنے قول سے کیا، حضرت ابو دجانہ کا واقعہ جو حضور اکرم ﷺ اشر علیہ وسلم کو غزوہ احد کے موقع پر اپنے جسم کے گھیرے میں لئے ہوئے تھے اور سارے تیرہ دشمنوں کی طرف سے آ رہے تھے، اپنی پشت پر برداشت کرتے رہے، تاکہ حضور اکرم ﷺ کو ایک تیر بھی نہ لگنے پائے، کیا اس کے سامنے

کسی شاعر کے نازک سے نازک خیال اور قدائیت و فنائیت کے باریک سے باریک تر مضمون کی کوئی حیثیت رہ جاتی ہے، اسی طرح غزوہ احد ہی کے موقع پر ایک خاتون کا حضور اکرم کو تلاش کرتے ہوئے میدان جنگ پہنچ جانا اور لوگوں سے سننا یہ ان کے بیٹے کی لاش ہے، یہ شوہر کی لاش ہے اور یہ باپ اور بھائی کی لاشیں ہیں، مگر ان کا باریک بینی پر چھنا کہ بتاؤ حضور کیسے ہیں، اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ان کو لا کر کھڑا کیا تو انھوں نے بلاتامل کہا۔

کل مصیبة بعدد جن۔
 ہر مصیبت آپ کے (سلامت رہنے کے) بعد مورتی ہے
 معاذ اللہ کسی مداح رسول کے جذبات کی توہین مقصود نہیں ہے، اور ان کی صداقت پر شبہ کرنا گناہ سمجھنا ہوں، لیکن دیکھا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام کی محبت رسول ان کی فرائیت اور سوز و دروں کا اظہار ان کے عمل سے ہوتا تھا، اب اس واقعہ کو دیکھیں جو ابھی ذکر کیا گیا، کیا اپنی جگہ پر کسی پرسوز دل گداز نازک ترین جذبات کی ترجمانی کرنے والے قصیدہ سے کم ہے، اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غرور میں اس سوراخ کے دہانے پر پناہ لگوٹھا ڈال دینا جس میں سانپ تھا، تاکہ وہ بگاڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندانہ پہنچا سکے، اور ذات نبوی سے صیابہ کر مہ عسیر کی تصویر مورخ اس عمر کی حیثیت ہے کہ آپ وضو کرتے تو یہ مانی زمین میں نہیں گرنے دیتے، اور ایک دوسرے سے سافقت کرتے کہ اس خصال کو نے کراپنے سر اور منہ میں مل لیں۔

آپ کے دہن مبارک سے جو فضیلت نکلتا اس کو اپنے ہاتھ پر لے لینے آپ کی مجلس میں
 لے ان خاتون کا نام سیرۃ ابن ہشام میں مذکور نہیں ہے، صرف یہ لکھا ہے کہ قبیلہ بنی دینار کی ایک عورت
 تھیں رمدہ سیرۃ ابن ہشام ج ۳ صفحہ ۵۸

اس طرح بیٹھے کہ گویا ان کے سروں پر پرند بیٹھے ہیں جو ذرا سی حرکت سے اڑ جائیں گے اسی طرح کے بیسوں واقعات ایسے ہیں جن کو پڑھئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے ایک ایک عمل ادب و احترام، محبت بلکہ عشق میں ڈوبا ہوا ہے اور شعرا کے غنیم دیوان اور بیاضوں پر جاری ہے۔

پہلی صدی ہجری کے بعد کئی صدیوں تک نعت کے ذخیرہ کا پتہ نہیں چلتا ڈاکٹر زکی مبارک نے الدائغ النبویۃ فی الادب العربیہ میں یہ مصرعوں کے تین شعرا راغشی، کعب بن زہیر اور حضرت حسان کے بعد شعرا کا کلام نقل کیا ہے جو اہل بیت رسول اللہ کی مدح کرتے تھے، اور شہداء کے گریہ کا مرثیہ کہتے تھے جیسے فرزدق، الکمیت بن زید، اسدی، اوس اور متیار الدلی، لیکن انھوں نے ہر ان قصائد کے لئے "نبولت" کے بجائے ہاشمیات کا عنوان تجویز کیا ہے، بعد کی صدیوں میں یہیں ایک وسیع ذخیرہ نکلتا ہے جس کے متعدد سیاسی و اجتماعی اسباب ہیں۔

عصرِ اول میں جو نعتیں کہی گئیں وہ ایک اہم ضرورت اور دین کی نصرت کے لئے لے کر وہ بن سحر و تخیلی کو قرین نے مسیح حدیث سے پیسے پر سفیر بن کر حضورؐ کی خدمت میں روانہ کیا تھا ابھی دیکھا تھا کہ مسلمانوں کے حالات کو ذرا غور سے دیکھے اور تو مولاؐ کو ترناں دے دیکھ اسی سے اللہ علیہ السلام کو کرتے ہیں تو بقیہ ربہ منور صحابہ یوں گرتے پڑتے ہیں گویا بھی بڑا ہی گھمبیر کہ بڑے بڑوں میں پرند گرنے کی سی کسی ہاتھ پر روک دیا جاتا ہے جسے وہ منہ پر لیتے ہیں منور کوئی مکہ دیتے ہیں وہیں کے لئے سب درپڑتے ہیں حضورؐ کو کہہ بولتے ہیں تو سب چپ چاپ ہو جاتے ہیں غنیمت کا یہ حال ہے کہ حضورؐ کی جانب سے کھانا کھانے نہیں دیکھتے، عروہؓ پر کھ دیکھا اور قوم سے آکر بیان کیا تو لوگوں میں نے سنا کہ وہ بھی دیکھا، فیصلہ کیا کہ یہی دیکھا اور نبیؐ کی ہر بات کو حاکم اصحاب محمدؐ تو غنیمت سمجھ کر کرتے ہیں وہ تو سب بادشاہ کو کھانا پیش کرتے ہیں اور کھاتے ہیں۔

رحمۃ اللہ علیہم "فی صلیحہ منہ" تصویر پر ج ۱ ص ۱۰۰ طبع ہوا، حضرت بکر بن

وقت اور اہول کے پیش نظر ایک فرض دینی سمجھ کر کہی گئی تھیں، ان کا مقصد بھی قصیدہ ثورانی بڑے اظہار تعلق نہ تھا، آخری صدیوں میں جب مسلمانوں کا، نخطاط اس درجہ پہونچ گیا کہ اہل تعلق کے سامنے نہ جہاد کی مصروفیت رہی اور نہ کتاب و سنت کی قابل ذکر خدمت کا کام رہ گیا تو ان کے جذبہ حب نبوی کے اظہار کا ذریعہ صرف شعر رہ گیا، تنہی نے خوب کہا ہے

لا خیال عندك تفہد بہاؤ کامل فببعد النطق ان لم انسعد الحال

نہ تمہارے پاس گھوڑے ہیں کہ ان کا ہر پیش کرو نہ توڑے ہیں کہ ان کی نذر زار تو پھر قوت گویائی ہی مدد کرے اگر حالات مساعدت نہیں کرتے ہیں۔

انذابی کے مداحین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اپنی زبان حال سے یہی ماکاب جہاد کا کام رہا نہیں، اب بے دے کے اظہار تعلق، انداز و دوست جذبہ فنائیت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت و محبت کے اظہار کا ذریعہ صرف زبان رہ گیا ہے لہذا اس کو کام میں لایا جائے۔

متاخرین نے جو نعتیں کہی ہیں، وہ ان کے اسی جذبہ محبت و عقیدت کی زبان میں ان کے اسلوب میں اور قرن اول کے مداحین نبوت کے اسلوب میں بہت فرق ہے، مقصد وہاں کفار و مشرکین کی زبان بندی تھا، اور شعر کی قوت و مقبولیت سے دین کی نصرت کا کام بنا، ورنہ آخری صدیوں میں ان کا مقصد صرف اپنے جذبہ عقیدت کی تسکین تھا، اس لئے دور نعت کی ابتدا ہم سرخیل مداحین رسول شیخ بو میری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے کرتے ہیں۔

قصیدہ بردہ

علامہ ابو صیری جن کا پورا نام محمد بن سعید ہے، ساتویں صدی ہجری کے ایک مصری شاعر اور طریقہ شاذلیہ کے صاحب نسبت و اجازت صوفی بزرگ تھے، مصر کے علاقہ بنی لہج میں ابو صیران کا دار ہیال اور دلاس تانیہال تھا، ابو صیری اسی گاؤں کی طرف نسبت ہے جو مخفف ہو کر ابو صیری سے ابو صیری رہ گیا۔

ان کی ولادت دلاس میں ۶۸۷ء اور وفات اسکندریہ میں ۶۹۷ء میں ہوئی، نعت نبوی ان کی شاعری کا موضوع تھا۔ قصیدہ بردہ کے علاوہ بھی ان کی متعدد نعتیں ہیں، خاص طور سے ان کا قصیدہ ہمزہ بہت مقبول عام قصیدہ ہے، اس کے علاوہ قصیدہ بابت سعاد کی زمین میں ایک طویل قصیدہ علامہ نہہانی نے نقل کیا ہے جس کا مطلع ہے۔

الہمتی است باللذات مشغول دانت عن کل عاقد مت مشغول

یعنی تم تک لذت اندوزی میں مشغول ہو گے حالانکہ جو کچھ اس دنیا میں کرو گے

اس کے تنہا ذمہ دار تم ہی ہو گے۔

اس کے شعا کا بڑا شہر اور قلمی دونوں موجود ہے، پورا دیر ان نعتیہ کلام پر مشتمل ہے، ہر قصیدہ روایت شعیب سے شریعت ہوتا ہے، اور ہر حرف تہجی میں ان کا قصیدہ نعتیہ موجود ہے صاحب غزلیہ و نایات ان کا ایک اور قصیدہ نقل کیا ہے جس میں عمار ابو صیری نے خسوف کا ذکر کیا ہے، شہر کا نام ہے شہر کربلا، اس حالت پر اس قصیدہ سے روشنی پڑتی ہے، عمار کی یہ جی کہ ان کی خدمت سے خوشی و جرات، ان کاروں کی رشوت خوری، مخرات کا مہینہ، عمار کی خدمت سے جان چرنا، اس قصیدہ کے مضامین ہیں، جو بہت لطیف انداز میں طنز کے پیرایہ میں غم کے گئے ہیں اور ان میں شہر سے فریاد کی ہے کہ وہی اصلہ فرماے اس قصیدہ کا مطلع یہ ہے۔

نقدت ملوائف استعد منا فلم أدر فیہم حراً أمینا

لیکن ان کی شہرت و مقبولیت کا سبب قصیدہ بردہ ہے، جس کے متعلق یہ روایت ہے کہ ان کے جسم کے نصف حصہ پر فایز گر گیا تھا، اس حال میں انہوں نے یہ قصیدہ لکھا تھا، خواب میں حضور اور علیہ السلام کی زیارت سے شرف ہوئے اور آپ نے اس پر اپنی جادوئی دعا پڑھ کر ان کے زنا، اور سب بچھے، جب بیدار ہوئے تو اپنے فایز شرف کے جسم میں شام محسوس کیا اور فایز کا اثر ختم ہو گیا، صبح کو کہیں جا رہے تھے کہ کوئی فقیر ملا اس نے کہا کہ لوصیری! وہ قصیدہ لاؤ جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہا ہے، تو میری زبان پر یہ قصیدہ کا عاں کسی کو نہیں بتایا تھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر پر یقین کیا، اس سے انہوں نے اس فقیر سے یہ بات سن کر تعجب کا اظہار نہیں کیا کہ تو کیسے معلوم ہو مگر غور میں فقیر نے کہا کہ میں نے رات دیکھا کہ تم آنحضرت کی مجلس میں بیٹھے ہو، پتا قصیدہ سنا ہے، پتا اور خسوف پر وہی کہ بیت طاری ہے، چنانچہ

اس قصیدہ کی شہرت اس فقرے ذریعہ ہوئی اس قصیدہ کا عنوان علامہ بوسیری نے اسکا کتب
الدررۃ فی شرح خواصہ رکھا تھا لیکن پنجاغبولیت کی دوسرے سے قصیدہ بردہ کے
نام سے مشہور ہو گیا، بعض ناگس نے باب بن زبیر کے قصیدہ بردہ اور اس قصیدہ کے
درمیان تفرق کر کے بوسیری کو قصیدہ بردہ سے تعلق دیا ہے، اس کا یہ کہ بوسیری کو
عالم رویا میں ردہ عزت دیا گیا تھا، وہ بہ شہرہ کہ شیخ بوسیری جب خواب سے
بیدار ہوئے تو انھوں نے ردہ ہوا کر مہر پاپا جو خواب میں ان کو رحمت فرمایا تھا، لیکن
یہ بات صحیح نہیں ہے اور نہ کسی تالیف میں کیا گڑبہ ہے لیکن بہت صحیح ہے وہ کہ قصیدہ
جس در یہ مقبول ہوا اس در حقیقت بابت عاؤنہ میں مقبولیت حاصل نہیں ہوئی، لاکھوں
ہاں نقد میں شائع ہو چکا ہے، ردہ ہوا کوئی نہ کوئی تالیف شرح لکھتا رہتا ہے سیکڑوں (بلا مبالغہ)
قصیدہ اس زمین پر کہے جائے چاہیں، قصیدیں در شطر خمس میں مساجد اور معشر
کہے گئے۔

اس قصیدہ کے عرب تاجرین کی فہرست میں حسب ذیل باباں نام ہیں۔

- ۱۔ ابن الصالح م ۱۱۷۷ھ
- ۲۔ علی بن محمد قلصانی م ۱۱۹۷ھ
- ۳۔ شہاب الدین بن عیاض م ۱۲۷۷ھ
- ۴۔ علاء الدین بسطامی م ۱۲۷۷ھ
- ۵۔ یوسف بن بنی ہاشم م ۱۲۷۷ھ
- ۶۔ یوسف البسطامی م ۱۲۷۷ھ
- ۷۔ علاء الدین قاری م ۱۲۷۷ھ

۸۔ شیخ زادہ محی الدین۔ تاریخ وفات لا معلوم لیکن ان کی شرح کے قدیم نسخہ پر تاریخ تصنیف ۹۴۹ھ مذکور ہے۔

۹۔ جلال الدین اعلیٰ م ۸۶۳ھ (تفسیر حلوانی کے ایک حصہ کے مصنف)

۱۰۔ محمد بن احمد لزوقی م ۸۸۵ھ (شارح حاسب)

۱۱۔ عبدالحق بن عبد الفتاح (بارہویں صدی ہجری)

۱۲۔ محمد مصری (گیارہویں صدی ہجری)

۱۳۔ زکریا الانصاری م ۹۳۶ھ

۱۴۔ عمر الخزرجی (تیرہویں صدی ہجری)

۱۵۔ علامہ قسطلانی (شارح بخاری) م ۹۲۳ھ

۱۶۔ محمد بن مصطفیٰ المودنی (تیرہویں صدی ہجری)

۱۷۔ محمد عثمان المرغنی (تیرہویں صدی ہجری)

۱۸۔ شیخ حسن الحدادی الخزازی ۱۲۰۳ھ

۱۹۔ ابابخوری ۱۲۴۶ھ

اس کے علاوہ دارالکتب مصر میں سعد سرمدی ہیں جن کے مصنفین کا نام درج نہیں ہے اس کی تضمین کرنے والوں میں سے ایک شیخ قاسم ہیں (جن کا ترجمہ حیات معلوم نہیں)

تضمین کا مطلب عربی میں یہ ہے کہ برصغیر کے جزا ادا یا آخری ہر اکو تبدیل کر دیا جائے۔

مزجت دمعاجری کالقطر منہرا بحری علی وجہ من مقلہ بدم
اس کی تشطیر (ہر مصرع پر ایک گرہ لگانا) کرنے والوں میں ایک احمد بن شرقاویؒ
م ۳۵۶ھ میں فرماتے ہیں :-

امو زکوجیوان بذی سلم قصیب الدمع یجری حلو الیم
امو لغت قد فی اسلمفا مزجت دمعاجری من مقلہ بدم
اور یہ ہیں عبد الوہاب بن یزید م ۲۵۴ھ نے بھی گرہ لگائی ہے۔

امو زکوجیوان بذی سلم قصیب ذاخلد بانوحہ معطل
احمد بن عثمان العوامی کی گریہوں کے دو شعر یہ ہیں :-

امو زکوجیوان بذی سلم حزمہ انک مفصور علی الام
و عجم حاجت الذکر ی و او قفا مزجت دمعاجری من مقلہ بدم
رمضان صلاوہ مہدیؑ و شہادت احمد کہتے ہیں :-

امو زکوجیوان بذی سلم لست تو بان الاشواق والام
امو حیدر طباء بالعقین بدت مزجت دمعاجری من مقلہ بدم

اس کے علاوہ ابوالاعدی الہیادیؒ، احمد الخفطر، عبدالرزیم، بک جباری، محمد فرغی الطربطائی
کی تفسیروں کے مونسے بھی ڈاکٹر زکی مراد نے اپنے مجموعہ میں نقل کئے ہیں۔

مصر کے شامی دور کے ایک وزیر عبدالعزیز بک محمد کی تفسیر کا مطلع ہے :-

امو زکوجیوان بذی سلم فاضت شئونک ملتا عالمینم

یہ مصرع بہت بڑے صوفی بزرگ تھے فادری نسبت بھی رکھتے تھے ان کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

یہ سلطان عبدالحمید غار کے شیخ و مرشد، صلب کے رہنے والے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ام من فوارك مكلوما الوخشم مزيجت دمه جبري من عقلة بدنا

جن لوگوں نے اس قصیدہ کی تحفیس کی ہے، اوپر دارالکتب المصریہ میں محفوظ ہیں؛ اور

بقول زکی مبارک ۶۹ ہیں۔

اس کی تہنیت کرنے والوں میں شہاب الدین احمد بن عبد الشرائفی اور محمد المصریٰ ہیں۔

اس میں عبد اللہ کی شہادت پر اہل تشیع نے نہ جرح نہ جواب دیا۔ محمد مصطفیٰ کے

سینکدالہ فرسٹ ہسپتال، ممبئی، ۱۰ جون ۱۹۴۷ء

الله فيكم. سبحان الله
و الحمد لله

سورة الاحقاف: الحشر

[Faint handwritten notes at the bottom of the page]

مرحمتہ (مواخبری فی حقہ) رحمہ

نیز وہ ایک تیسویں جن کے بر مطلق کا ابتدا محمدیہ ہے تو ہے اس کا بہ ہا شعر یہ ہے :

محمد صالح آلایق و احکم
من : اوڈی غلام محمد کاکر صاحب

[illegible]

مستحقان و نیازمندان

مصر کے مشہور شاعر عارفی نے کہا اس کا حار خد کیا شہ ہے کانم نہ ابدا

رکھنا ہے اور اس کی مشیت :-

مستور عن الناس
نعم، "لقد دعوتني زهير بن

۱۰. میں نے اپنے والد بزرگوار کو کہہ دیا کہ میں نے انھوں نے نہایت اچھے

کرکڑوں سے معارضہ کرنا جس وقت شروع ہوا

اغفر لذنوب من جوہر من کرم وقیل استودع من جان و محترم

و صیل الستور احسانا و مرحمتا شہداء الصفاۃ، بغنیض الکرام و الکرم

اقبل منالی واعقرمنا صلت یدی وامت بعبودی و ناءدلی عن التهم

کچھ لوگوں نے قاشبہ یا گراسیہ میں پانچ سو سال پہلے کا دوسرا زمانہ بیان کیا ہے
جس میں بنو ہارلڈ نے ورہ بفریہ کی بستی بنائی کے نام مشہور ہیں پھر ان کے قصیدوں
کی شراکت والوں اور ان کی نظمیں ہندوستان کے ان کے نام سے تویں ہے
راغ بہ وقت کے پاں پا جوہر کی تشریح ہے۔ یہ زمانہ کے نو بدوئیوں سے اس قصیدہ
کے پہلے میں شعر کو کاغذ پر لکھ کر یہ ہاتھ رکھا جائے تو بن دو بدو ہما سے اور ان شعر کے
ورد سے رو رہے گی اور قدس شعر کو لکھ کر گھوڑوں پر یا جانے والے سے ہاویں اور ہونگی
گو یا اس قصیدہ کا ہر شعر تویذ کے طور پر بھی بسلوں یا جانے والے کے ہاویں اس قصیدہ کے
نزیحہ مختلف زبان میں ہوئے ہیں نہ کہ بہار سنہ جس فرنگی اجرتا ترجموں کا حوالہ دیا ہے۔

قصیدہ بردہ کا فنی تجزیہ

اس قصیدہ کے ایک سو پچاسی شعر ہیں علامہ ابو نعیم ی نے غالباً اپنی نعت کہتے
مشہور صوفی شاعر ابن القاری کی زمین پسند کی ہے جن کے قصیدہ، لہیات کا مطلع یہ ہے۔

۱۔ اهل نار یلی بدت یللا بذا سلم ام بارق لاح فی الزوراء والغمر

۲۔ ارواح نهران هلا نمة سحر وواء وجرة هلا نهلة بقم

۱۔ کیا یلی (کے گھر جلائی جانے والی) آگ رات کو ذوالسلم میں ظاہر ہوئی یا کوئی بجلی ہے جو

نقدار اور غلم میں چکی۔

۲۔ کیا نعمان (نامی پھول) کی لپٹیں نسیم سحر بن کر پھیل گئیں یا وجرہ کا پانی آب حیات

بن کر لبوں تک آگیا؟

بوصیہ کی نعت کا مطلع ہے۔

مزجج، دماغری، صوفیہ، صوفیہ

۱۔ آمین، روحیہ، روحیہ، روحیہ

۲۔ آمین، روحیہ، روحیہ، روحیہ

۲۔ آمین، روحیہ، روحیہ، روحیہ

۱۔ تیری آنکھوں سے بہ خون، ہوا آسوں کیوں رواں ہیں ایک ذی سلم کے پڑوس یاد آئیں؟

۲۔ یہ کاظم سے کوئی ہوا چلی ہے یا تیر کی میں رنم کی پڑوسی سے کڈی جلی چلتی دیکھ لی ہے۔

ان دونوں طلوعوں میں ذوالسلم کی وادی کا اشارہ، محبوب (الرحم) (کسی خاص جہت کی ہوا

کا چانا) اور ایمحاض البرق (ایجنی ڈیکٹ) لفظی لحاظ سے مشترک ہے۔

ابن الفارض کا شعر ہے۔

يَا لَآ اَمْنِي فِي حَبِيْبِي سَفَرًا كَفْتُ اَمْلًا مَفْلُوْا حَبِيْبَتِ لَحْرَتْلَمْ

ان کی محبت میں مجھ پر ملامت کرنے والے نادان اپنی ملامت بند کر اگر تجھے بھی محبت

میں واسطہ پڑتا تو ملامت نہ کرتا۔

ابو صیری نے اپنی نعت میں کہا۔

يَا لَآ اَمْنِي فِي الْمَهْوِي الْعَذْرَى مَعْدًا مَنِي الْيَدِ، وَلَوْ اَنْصَحْتَ لَحْرَتْلَمْ

اے پاک محبت پر تجھے ملامت کرنے والے میری سعادت قبول کر اگر تو انصاف

کرتا تو ملامت نہ کرتا۔

ابن الفارض کا شعر ہے۔

طَوْعًا نَقَضَ اَلِيَّ فِي حَسْبِهِ عَجَبًا اَفَنِي سَفَرًا مَنِي فِي الْحَلِّ وَالْمَوَا

اُحْمَر لَمْ يَمِيعَ السَّوْدُ وَالْبَلْمُ يَمْرُجُوْا بِاَوْعَى حَالِ الشَّوْقِ عَمِي

۱۔ اس قافمنی کا فیض سر آنکھوں پر جس نے عجیب فیض دیا ہے میرے خون کے بہانے

کا حکم دیدیا حل اور حرم میں۔

۲۔ یہ اپنے شکایت نہیں سنتا گونگا ہے جواب نہیں دے سکتا، شائق کے حال زار کو

دیکھ نہیں سکتا۔

یو صیرقی نے، مکی مفہوم کو اس طرح بیان کیا ہے۔

۱۔ عورت کا حالی لائری ہستی

۲۔ محضتی التصحیح لکیر ستہ اُمید

۱۔ اگر شہ شعری سے اس شعر کو معنی، بوجہ ہیں، اے طو قات کرتے تھے پر میراں ظاہر ہے اور چغل خوروں سے، میرا کوئی راز بھی چھپا ہوا نہیں ہے اور نہ میری بیماری ایسی ہے کہ ختم ہو جائے۔

۲۔ بد شہ تو نے بہت اخلاص کے ساتھ محض بہرہ دہی میں میری خیر خواہی کی کہ مجھے ترک محبت کی نصیحت کی لیکن تجھے معلوم ہے کہ ناشق ماصحوں کی طرف سے بہرہ اہو جاتا ہے۔

علامہ بزمیرؒ نے ابن الفارسی کے قصیدہ سے زمین اور چند اشارے اور استعارے ضرور لئے ہیں، لیکن آگے چل کر وہ اپنی ڈگر پر چلنے لگے ہیں، ابن الفارسی صوفی شاعر تھے اور ان کا کلام سب اپنی اور قصوف کے نازک عنایات پر مبنی ہے، بزمیرؒ کا موضوع ذات بوی اور سب بزمی ہے ان درویش مفذ میں ہیں جو قربت ہے، وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔

اس قبیلہ کے شعراء کی زمین یہ ہے۔

۱۔ تشبیب ایں کے بار سے بڑے چٹاں چٹاں مزید نوں کے کلام کے سلسلہ میں

عرض کیا جائے گا۔

۲۔ نفس کی فریاد کا جوڑ ہے

۳۔ بزمیرؒ کا کلام

۴۔ بزمیرؒ کا کلام

۵۔ بزمیرؒ کا کلام

۶۔ بزمیرؒ کا کلام

اس قصیدہ کی اردو میں متعدد شریں اور ترجمے موجود ہیں اس لئے نمونے کے طور پر صرف ابتدائی ۳۳ شعروں کا ترجمہ پیش خدمت ہے، جو اس قصیدہ کے اسلوب کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

۱۔ اَمِنْ تَذَكُّرِ جَبْرَانَ بِذِي سَمِ

۲۔ اَمِنْ تَذَكُّرِ جَبْرَانَ بِذِي سَمِ

شاعر اپنی ذات کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے۔

۱۔ تیری آنکھوں سے نہ خون آوے نہ سوکھوں رواں میں، باذی سَمِ کے چروں اور آنکھوں میں

۲۔ یا کافورؑ کی جانب سے یوں بچاؤں ہے، بیکار کی میں اشم کی پیڑی سے کوئی بجلی چمکتی

دیکھنی ہے۔

امام بوصیریؒ نے اس قصیدہ کی ابتدا قائم بنی شاعری کے روایتی انداز سے کی ہے

مگر نعت کے مضمون کی نزاکت اور تمام رسالت کا جمال و بلال ان کے پیش نظر تھا، اس لئے

اس مضمون کو طوں نہیں دیا صرف مطلع کے ان دو شعروں میں اس قدیم اسلوب کی پیروی کی

ہے اور وہ بھی سادہ طرح کہ کسی خیالی محبوب اور اس کے کاکل و عارض کا ذکر نہیں کیا بجا کہ

جاہل شعرا کا دستور تھا، یا حبیب کہ آپ قصیدہ "بانت سعاد" میں دیکھتے ہیں، بلکہ سوزمین حجاز

لے بھرہ سے کہ آنے والے راستے سے میں لئے واں ایک وادی ہے، "جزيرة العسب"

از مولانا محمد رابع اکھنسی حصہ اول طبع لکھنؤ ۱۹۶۲ء ص ۲۲۸۔

۲۔ بحرین اور بھرہ کا ایک ساحلی راستہ جس کے اطراف کی وادیاں خوشگوار موسم، شیریں پانی اور خوبصورت

مناظر کی وجہ سے مشہور ہیں، معجم البلدان ج ۲ ص ۱۵۴ طبع بیروت ۱۹۵۶ء۔

۳۔ بصرا اور قطیف کے درمیان کے ایک سلسلہ کوہ جزائیہ جزیرہ، بحار عمر مال طبع قاہرہ ۱۹۶۶ء۔

کے سمت میں واقع چند مقامات کو یاد کیا جہاں سے کسی زمانے میں حج و زیارت کے لئے جانے والے کارواں گزرا کرتے تھے۔

بعض لوگوں کے خیال میں تشبیب کے فغظی معنی ہیں آپ نے تیز کرنا لڑنے کا یہم شباب کا یاد کرنا، ادھ کے لحاظ سے دونوں مفہوم کی گنجائش ہے، قدیم شعرا کا اس سے مطلب یہ تھا کہ اصل مضمون کو بیان کرنے کے لئے محبوب کو یاد دہانے والے اور اس سے نسبت رکھنے والے مقامات کا ذکر کریں تاکہ تشریف آوری ہو، اور جس وقت اصل مضمون پر آئیں اس وقت بیان کرنے والے کا جوش اور شہ کے انوں کا اشتیاق غلط کمال پر پہنچ چکا ہو، تشبیب کا یہ مضمون عام طور سے قصیدہ کے ایک تہائی یا نصف پر پایا وی ہوتا ہے، امام ابو صیری نے ان دو شعروں سے وہ شعر ہی محل کر یا جس کے لئے تشبیب کے مضمون کو طول دیا جاتا تھا، براشتن کی والدانہ کیفیت کا اظہار مطلع کے پہلے ہی غلط سے ہونے لگتا ہے جب کہ اپنے آپ سے پوچھتا ہے کہ یہ آنسو جن میں خون، اگر کی آمیزش ہے، کیوں بہنے لگے، آخر تیرے زخم کو کس نے چھیرا کیا، دیکھ رہا کیا، کیا سبب یہ۔ کیا دیار، محبوب کے سمت کسی پہاڑی پر کھلی چلی یا اس رخ کی کوئی ہوا چلی یا اس قرب و جوار کے باشندے یاد آگئے؟

سوز و رور کے اظہار کا یہ شاعرانہ اسلوب بہت ہی دل نشیں و لطیف ہے کہ محبوب یاد دیا، محبوب کا نام بچن زبان پر نہ آئے صرف انداز بیان سے عشق و وارفتگی کی روح جھانکنے لگے، شاعر یہاں عشق کی ایک خاص کیفیت بیان کر رہا ہے، جبکہ عاشق کو ہر شئی میں محبوب کا جلوہ نظر نے لگتا ہے، ہر بات میں اس کی بات یاد آنے لگتی ہے، اس کے زخم کو زبردستی کے لئے ایک اشارہ چاہئے، اس کے رونے کے لئے ایک بہانہ درکار ہے۔

اردو میں کلیم کا یہ شعر بھی اسی کیفیت کا ترجمان ہے۔

گنتی ہے اب تو قتل دینا ہے دل بٹھیس

وہ دن گئے نکیم کہ پیشیشہ نگ تھا

ایک دوسرے شاعر نے اس مضمون کو اس طرح باندھ لیا ہے :-

محبت میں اک ایسا وقت بھی آتا ہے انسان پر

ساروں کی چمک سے چوٹ گنتی ہے رگ جان پر

امام بصیریؒ اسی مضمون کو اپنے پیرایہ میں بیان کرنے کے بعد ذرا اور گہرے جاتے ہیں :-

۳ فما نعیب ان قلت الکف اھمتا وما نفلک وقتا استغویکم

آخرت کی آنکھوں کی یاروگ نگ گیا ہے ان سے کہو رگ چائیں آنسو نہ بہائیں تو نئے آنکی

بہائیں گے۔ جاتی ہے اور یہ تیرے دل کو کیا ہو گیا ہے، اس سے کہو کہ سنبھل جا تو یہ اور کھٹکے گناہ

دل کا سنبھلنا یا اس کا قرار میں آجانا عشق کی موت ہے اس سے ہر عاشق بیاہ مانگتا

ہے ایک حماسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے :-

باحبہ زدنی جوئی کل لیلة وراسلوۃ الایم موعدا ولعذر

اے عشق محبوب اتنی ہی سوزش ہر رات تیز ہوتی رہے اور اے زندگی کے سکون بخش

لحظات اچھے سے مٹا اب قیامت ہی کے دن ہو۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک منازات میں فرماتے ہیں :-

درد دل سینے میں مددہ کے ٹہر جانا ہے

یونہی ٹھہرے مجھے وہ درد خدا دیدہ ہے

امام بصیریؒ نے اپنے اس شعر میں اسی کیفیت کو دوسرے پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ

عشق محبوب میں نہ ان کی آنکھوں کو آنسو روکنے کا یارا ہے نہ ان کو قرار ہے ۔

۴۔ اُحِبُّ الصَّبَّانَ الْحَبَّانَ مِمَّنْ عَشِقُونَهُ وَمُضْطَرَمِّ

کیا عاشق کا یہ خیال ہے کہ اس کی برتی آنکھ اور دھڑکتے دل سے آنکھ نمونے والی
محبت پوشیدہ ہو سکتی ہے؟

۵۔ لَوْلَا الْهَوَىٰ لَمْ تَقْهَدْ هَذَا طَلَّ وَلَا أَرْقَتْ رَأْسُكَ وَلَا

اگر محبت نہ ہوتی تو نہ سوئیہ دیکھ کر آنسو نہ آتے اور یہ سرو کے درخت اور کسی منزل
کے نشان کا ذکر ہماری نیند نہ بچا لے۔

یہ بھی عربی شاعری کا روایتی انداز ہے کہ شاعر ان مقامات سے جب گزرتا ہے یا وہ مقامات
جب اس کے ذہن میں آتے ہیں جن کو محبوب سے کسی طرح کی نسبت رہی ہو یا وہ وہاں سے گزرا
ہو تو اس کا زخم ہرا ہونے لگتا ہے۔ یہ کیفیت اس وقت بھی ہوتی ہے جب محبوب کو یاد دمانے
والی کوئی چیز سامنے آجائے مثلاً چاندنی دیکھی تو اس کو اپنے محبوب کی سباحت یا دگنی خوشبو
سونگھی تو اس کے دل کی دنیا ہلک ٹھکی کر یہ خوشبو تو اس کے محبوب کی خوشبو سے مشابہ ہے اس شعر
میں "بان" اور "م" کے دو غلط آئے ہیں "بان" سرو کے بلند ٹیل درخت ہے اور "م" اونچی
پھاڑی کو بھی کہتے ہیں، اور نشان منزل کو بھی۔

لیکن ان دونوں شعروں میں ایک نفسیاتی کشمکش کا خوار مقصود ہے، کشمکش ان مخاصمین کو
یشیا آتی ہے جو اپنے عشق میں سچے ہوتے ہیں، مگر عشق کا ہوی تو جان کو ہمیشہ اپنے غمگین ہونے میں
شک رہتا ہے ایسا عاشق نے دل کو برباد کر کے کیا واقعی وہ اس دولت سے محبت رکھتا
ہے جس کا وہ مدد ہے؟ کہیں یہ ریب نفس تو نہیں ہے؟ مگر اس کا تیسرے کو کون دلائے....
اس لئے خود ہی اپنے دل کو تسلی بھی دیتا ہے، اور سمجھاتا ہے کہ وہ یقیناً محبت کی دولت رکھتا ہے
اور اگر یہاں تو بے آنسو نہ بہت اور دینا محبوب کے نہ ناسک رہے گی مگر اس کا دل تیار

نہ ہوتا۔ زید کا اچٹ ہونا، یہ چہرے کی زردی، محبوب سے دور کی بھی نسبت، کھٹنے والی تیز کی طرف وارفتگی میں بڑھنا اور ان پر سو سو بیان سے تران ہونا یہ سبب تو نہیں ہیں!

لہذا وہ اپنے آپ کو یقین دلانا ہے کہ اس کا عشق واقعی عشق اور اس کے اندر محبت کی بے تابی ہے، کہو کہ محبت کی ستائشیں اس کے اندر موجود ہیں، اس کے بعد جو نہ صرف اس میں ہی شاعرانہ غمون پر زور دے رہا ہے۔

۶۔ کیف تنکرباً بعد ما شہدت عیث عدول الدمع والسف

تو کس طرح اس محبت کا کار کرے وہ جیتیرے سے شک و شبہ کے غلاف دو گواہ عادل موجود ہیں، آنسو اور انداز اندر چھپنے کا روگ!

۷۔ داشت الوجد خطی عبرۃ وضی مثل البہار علی خد بک والعنہ

محبت نے تمہارے رخسار پر دو کیریاں ثبت کر دی ہیں، یک تو آنسو کی کیر سے جو غم کے پھول کی طرح سرخ مال ہے دوسری لکیر اندرونی روگ سے جو بہار کے پھول کی طرح زرد ہے۔ اس شعر میں بہار کا لفظ آیا ہے وہ نازکی کا موسم، بہار نہیں ہے بلکہ ایک پھول کا نام ہے جو بارگھٹار سے ملتا جلتا ہوتا ہے اور اس کی رنگت زرد ہوتی ہے، بے خوابی، نقاہت اور سبکدوشی کے مجموعہ میں چہرہ کا زرد پڑ جانا عام بات ہے۔

حضرت بو صیہی اس شعر میں بھی اسی مفہوم پر زور دے رہے ہیں کہ ان کے اپنے، خلاصہ صدق محبت میں سک نہیں کر چاہئے، تب نبوی کی دولت کو فریب نفس نہیں سمجھنا چاہئے اور اپنے آپ کو چین دمانے کے لئے اپنی آہ و زاری، شک و ریزی اور جسم کے گھٹنے کو ثبوت کے لئے پریشان کرتے ہیں۔

۸۔ نعد سدی طیف عن اھوی ذوقی و بعد یختر من الد م بکوالہ

پتہ ہے! محبوب ہمیں خواب میں نظر آیا اور اس خواب نے میری نیند اچاٹ کر دی کیوں نہ ہو
محبت لذتوں میں رخصت ڈال ہی کرتی ہے۔

نیند کا چاٹ ہو جانا ایک نام نہاد لذت کا جناح ہو جاتا ہے، اسی کو رنج یا م
بھی کہا جاتا ہے کہ کوئی محنت چھین کر جائے، نیند کی راحت پھیلنے کی گئی تو اس کو شاء اللہ کا رزق
قریب ہے، لیکن شکوہ کے طور پر نہیں کہ شکر کے انداز میں اس اعتراض کے ساتھ یہ کوئی سی
بات نہیں ہے، وہ محبت ہی کیا جو کسی رزق کو نہ چھینے۔

۹۔ یا لائمی فی دہوی دونہ سعدی سخی ابدی و موٹو صفت نہ تسم

اسے بہتے طامست کرنے والے ایک پاک محبت پر میری تجھ سے محبت ہے، جان کر
اگر وہ انصاف کرتا تو کبھی طامست نہ کرتا۔

”پاک محبت“ جس لفظ کا ترجمہ کیا گیا ہے وہ ”بے لوث“ ہے اس ترکیب کا ایک
خاص پس منظر ہے، ”دینو سعدی“ نامی مین میں ایک قبیلہ تھا جس میں عربی کے متعدد شعراء پیدا ہوئے^۱
جن کا مشترک وصف یہ تھا کہ ان کے اشعار میں سوز و گداز بہت ہوتا تھا، وہ محبوب کے جسمانی قرب
اور وصال کے متمنی نہیں ہوتے تھے، یہاں تک کہ یہ مشہور ہو گیا کہ ”دینو سعدی“ کے قبیلہ میں جو عاشق ہوا
وہ اپنے محبوب پر پروانہ دار نہ ہو گیا، اندھے ہو سنا کی کے قریب نہیں گیا، انہی شعراء کی نسبت سے
ایسی نسبت کو ”حب ندری“ کہا جانے لگا، نہ حم کا خیال ہے کہ اردو میں ”پاک محبت“ سے وہ مفہوم
درا ہو جاتا ہے، جو نثار کا مخصوص ہے، نہ ”بے لوث“ اس طرح کی محبت کا، نہ ”دینو سعدی“ کی محبت کی۔

ایک مزید بات قابلِ مشرت یہ ہے کہ جس طرح اردو کی روایتی شاعری میں ”غیب“ و ”اغظ
درمان“ کے نام سے نغدد کو درمیان میں لیتے ہیں، اسی طرح عربی میں ”محبت“ کے جرم پر ”طامست“

۱۔ ترائی کے طور پر جس میں ”دینو سعدی“ وغیرہ۔

کرنے والے اور محبوب سے عاشق کی پختی کرنے والے عشیقہ شاعری کے دو کردار ہیں، عربی میں رقیب کا کردار نہیں ہوتا، ان "واعظ" اور "ناصح" کا کردار موجود ہے، "للم" ملامت کرنے والے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس قصیدہ کی "نشیب" کے یہ اشعار ہیں اس لئے ان دعائیں کرداروں کو بھی شاعر نے بانڈھا ہے، لیکن بعد از شاعر کے بعد آپ ملاحظہ کریں گے کہ ان کرداروں سے شاعر نے کتنا پاکیزہ کام لیا ہے اور بات کا رٹا کس قدر اداویت سے روحانیت کی طرف پھیر دیا ہے۔

۱۰۔ عروتک حالی لا یستری بمنتر عن الوشاۃ فلا داعی بمنجسم

(گزشتہ شعر سے ہر شعر کے معنی مربوط ہیں، معنوی ملامت کرنے والے) تم پر میرا حال جہاں ہے اور چغل خودوں سے میرا کوئی راز بھی چھپا ہوا نہیں ہے اور نہ بری بیماری ایسی ہے کہ ختم ہو جائے۔

اس شعر کے مصرعہ اول کے پہلے جملہ "عروتک حالی" کو نحوی ترکیبوں کے الٹ پھیر سے عرب شاعرین نے متعدد احتمالی حالی پنا سے ہیں، کسی نے کہا یہ دعا یہ جملہ ہے کہ خدائے کو اس روگ میں گزند نہ کرے کسی نے کہا یہ دعا ہے کہ کاش تم کو بھی یہی روگ لگے تو جانو کہ مجھ پر کیا نذر ہے لیکن اکثر شاعرین نے اس کو جملہ خبریہ بتایا ہے جیسا کہ یہاں ترجمہ کیا گیا۔

۱۱۔ محصتی النعم کما لت اجمعہ ان اجمعہ عجز العذال فی صمم

(سلسل) اسے ملامت کرنے والے، بلاشبہ تو نے بہت انعام کے ساتھ محض بہمدی میں میری خیر خواہی کی کہ مجھے ترک محبت کی نصیحت کی لیکن تجھے معنوی ہے کہ عاشق ناہموں کی طرف سے بہرا ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ انی اتهمت نصیحت النیب فی عذلی والشیب أبعد فی نعيم من التهم

میں نے پیری (بڑھاپے) کی نصیحت کو بھی ملامت کے باب میں ملزم قرار دیا، حالانکہ پیری

کی نصیحت کو کسی طرح دور کا بھی الزام نہیں دیا جاسکتا۔

کہنا یہ چاہتے ہیں کہ عشق و محبت کا تعلق جو رنی سے ہے، جب بڑھاپا آ گیا تو انسان کا ضمیر خود اس کو ملامت کرنے لگتا ہے بڑھاپا اس کے احساس کو چنکا تا ہے کہ اب تو تو شرم کر مرنے کا وقت قریب آیا، گویا بڑھاپا بذات خود ایک طرح کا ناصح ہے اور اس کی ملامت کو دور کا بھی حسد سے واسطہ نہیں ملتا، دوسرے ملامت کرنے والوں کو تو کہا جاسکتا ہے کہ انھیں عشق سے حسد ہو گا یا اس کا اپنا کوئی مطلب ہو گا مگر بڑھاپے کو نصیحت و ملامت کے باب میں لازم نہیں قرار دیا جاسکتا، شاعر کہتا ہے کہ میں نے ایسے معصوم اور ہر شبہ سے بالاتر ناصح یعنی بیری کی نصیحت نہیں سنی تو تم لوگ اسے نصیحت کرنے والو! کس شمار و قطار میں ہو؟

اب دیکھئے کہ یہاں سے شاعر حضرت بو صیری اس تشبیب کے مضمون کو بھی کس خوبصورتی سے مادیت سے روحانیت کی طرف منتقل کر رہے ہیں کہ پڑھنے والے کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا، اصطلاح میں گریز اس کو کہتے ہیں کہ یہاں تشبیب یا غیر متعلق یا تنہیدی مضمون ختم کرنے کے بعد شاعر اپنے اصل مدعا کو بیان کرنے لگتا ہے، جیسے محسن کا گودوی کے قصیدہ۔

سمت کاشی سے چلا جانے تھرا باد

برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنہ جل

کی تشبیب جہاں ختم ہوتی ہے وہاں گریز کا شعر آتا ہے۔

روئے معنی سے پہنچتے ہیں اعلیٰ کی حالت

نکلتا ہے وہ بڑا کی سنہری بوسل

لیکن حضرت بو صیری کا کمال یہ ہے کہ ان کے قصیدے میں تشبیب ہی کے اندر ایک پاکیزہ گریز

موجود ہے وہ گریز ہمارے وہ نعت شروع کریں گے وہ توجہ میں آئے گا۔ یہ دست یہ گریز
ایک مستقل وعظ بنے جو مدح بندگی کے لئے قاری کے احساس اور اس کے افکار کو تیار کر رہا ہے
نعت نبویؐ شہ بھی چیز ایسی کہ اس کے لئے فکر کو پہلے سے ظاہر کر دیا جائے نفس کو جھنجھوڑ کر بیدار
کیا جائے تاکہ انھوں کو آبِ جگر سے غسل صحیح دیا جائے۔

برہ راست نعت کے اشعار سے پہلے ذیل کے تمام اشعار کی قبیل کے ہیں جس میں حضرت
بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے مخاطبہ اپنے نفس کیا ہے مگر وہ حکمت و موعظت کی باتیں فرمائے ہیں
جو ہر ایک کے لئے بہت ہی مؤثر و عظیم ہے۔

۱۳۔ املو بالودع تعظت من جہلہ بندیر النبیؐ ابرا
کیونکہ میرا نفس بارہ زبانیوں پر کھائے ولادوں بڑھاپے ویرانی کی دھمکیوں کے
باوجود اپنی نادانیوں سے باز نہیں آیا۔

۱۴۔ ولا تعد بعد الیوم سیرتہ صفت الیوم و سیرتہ محمد
وہ جس سے نفس نے اعمالِ معاصی سے باز نہ رہا کی خواہش دیکھ کر اپنے سے متفق نہیں کہہ سکا
جو سر کے بالوں پر نہ نواں دہا رہا ہے مطلب یہ ہے کہ ہر دور کی سفید بوسیری کی علامت ویرانی جو فنا کی
پیشانی دل کو نواں پس قدم چھپی ہوئی لگے مگر وہ بے گناہ نہ ہو سکتا کہ شریعت سے جدا نہ ہو سکتا
سب انسان کی سیرت و سیرتِ محمدؐ کے عین معانی کے گرا چلتے ہیں جس سے بے وقار نہ ہو
ہے اور گنہگار وہ اعمالِ معاصی کا پورے نہیں بنے ہیں پھر اس بات کا نئے۔

۱۵۔ تلت اعلم انما حقیرہ کتب مستأبدانہ
اے مجاہد حضرت نور اسید ابو الحسن علیؑ میں نے مذہب اپنے گھر سے بیتِ سرگت کے مضمون یہ مذہب منورہ کی
ساتھ ہی کرتے وقت مروتانے نسویا اس کے بچائے اس جس میں یہ میں کو بیان کیا ہے

اگر یہ جو اثر کر سکتا ہے اس سے پہلے کی تو اس صانع اعمال صالح سے ہند کر سکوگا تو پیر
کی آمد کو جو پہلے ایک راز تھی یعنی چند ہی پاں سفید ہوئے تھے مہندی یا خضاب سے چھپا دیتا
وہ حقیقت یہ شعر ایک طنز ہے کہ بڑھاپے کو چھپایا نہیں جاسکتا اور اگر مصنوعی طریقہ پر
چھپا بھی دیا گیا تو زندگی کو موت سے قریب کرنے سے یہ حرکتیں روک نہیں سکتیں چنانچہ اس کے بعد
کے اشعار میں مزید وساحت کرتے ہیں اور بڑی حکمت کی باتیں فرماتے ہیں۔

۱۶۔ من لی یزد جماع من غواتھا کما یزد جماع الحیل بالاجم

کاش کوئی نفس سرکش کو قابو میں لے سکتا کہ وہ بھٹکنے نہ پائے جیسے گام سے گسٹروں
کی سرکشی اور چمک کو قابو میں کر یا جاتا ہے۔

۱۷۔ فلا تم بالمداحی کہ شہود ترا انما یقوم شہد

معصیت کا علاج معصیت سے کرنے کی کوشش نہ کرو ورنہ : : : بھوک بڑھاتا
ہے یہ تو اس شعر کا مفہوم ہے اگر عربی ترکیب کے لحاظ سے اس شعر کا ترجمہ یوں گا۔
نفس کی خواہشات کو دبانے کا قصد معصیت کے ذریعہ نہ کرو کیونکہ کھانا لاپچی کی
بھوک بڑھاتا ہے اس شعر میں دراصل بعض یونانی فلاسفہ کا جواب ہے جن کا خیال تھا کہ نفس کی
بھوک پوری کر دو تو وہ خود سیر ہو کر اس چیز سے متنفر ہو جائے گا جس سے اس کو اکارہ ہے
علامہ بو صیری اس کی تردید کرتے ہوئے ہیں کے طور پر فرماتے ہیں۔

۱۸۔ والنفس کا طفل ان منہا سرمد حبیر مدعاة من تقطع

انسان کا نفس تو ایک شیر خوار بچہ کی طرح ہے اگر اس کو دودھ پیرے پٹوڑے ڈوڑ بڑھاپے
تک رضاعت کا طالب رہے گا اور اگر اس کا دودھ چھڑا دو تو چھوٹ جائے گا۔

۱۹۔ فاصرف حواہ وہ اذرائن تولیہ ن سہوتہ لود بصاویہ

نفس کی خواہشات کو دباؤ، اور اس بات سے ڈرتے رہو کہ کہیں اس کے ہاتھ تمہاری
باگ ڈور نہ آجائے، کیونکہ خواہشات کی جب بھی حکومت ہوگی وہ یا تو ہلاک کر دے گی یا پھر رسوا
کر کے چھوڑے گی۔

ان شعاریں (ہونی) کا لفظ خواہش فحش کے معنوں میں آیا ہے، برخلاف ابتدائی
اشعار کے جن میں یہی لفظ محبت یا عشق کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔

۲۔ وداۃ وادھی فی الا۔ حال۔ ائمة۔ وادھی۔ مستحلت الاغنیاء۔

اور در نفس کی دیکھ بھل اس حال میں بھی کرتے رہو تب ۰ ۰ ۰ اعلان ہوا کہ کے انجا کہ نے
میں نہک ہو اور اگر یہ دیکھو کہ اس میدان میں چرنا اس کو بھانٹے نکا ہے دیکھو اس کو اس
میدان میں نہ چراؤ۔

اسب یہ ہے کہ نفس کے قریب پرچی نہ دے کہو یسا ہی بتانا ہے کہ جہد و جہد سے فرار
کی خاطر یہ یہ دھوکے لئے ہی ۰ ۰ ۰ جس اچھے کام میں مشغول ہو جاتا ہے اور اسی میں اس کو مزہ ملنے
لگتا ہے، اور وہ نفس پیدا ہو جاتا ہے، لہذا کہ اپنے نفس کی یہ حالت دیکھو تو پھر اس کو احوال
صالح میں سے ایسے کام پر مامور کرو جس میں اس کا جی نہ گتا ہو، اور مزہ نہ ملتا ہو، واضح ہے کہ حضرت
بوصیریؒ کا مقصد اعمال سے فرائض و واجبات نہیں ہے، کیونکہ وہ توحی لگے یا نہ لگے، مزہ ملے
یا نہ ملے ہر حال میں انجام دینا ہے، اگر کسی کا فرض لازم ہے تو جی گئے لگے اور حضوری کی لذت حاصل
ہونے لگے تو بعض نفس کی خلاف ورزی کی خاطر اس کو چھڑا نہیں دیتے، بلکہ ابدتہ بعض نفسی عبادتیں اور
تقرب کے دوسرے کام جس کے بجائے دوسرے کام ہو سکتے ہیں، اس میں سے کوئی کام گرایا
جو جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو شادمانی و مدح حاصل ہو، اسل جذبہ لذت اور فحش ہو تو ایسے
کام سے فواہ وہ کتنا ہی اہم اور قابل قدر کیوں نہ ہو، اتنا تر کرنا ہی بہتر ہے، کیونکہ۔

۲۱ کمر حسنہ لذۃ للموعظۃ منہ
میں جیت م بد رائے الحقہ لہم

بسا اوقات کسی مہلک لذت کو نفس حسین بنا کر دکھا دیتا ہے اور اس کو تیز بھی نہیں
چلتا کہ اس میں بلا کثرت کا سامان کہاں پوشیدہ تھا اور یہ کہ اکثر نہ ہر لذت کھانوں ہی میں ملتا ہے

۲۲ و خیر لدنائس و دوح و دوح
وہ مخصوصہ شرین التخم

بھوتے ہوئے انکم سیر ہونے دوں صورتوں میں نفس کی سازشوں سے ڈرتے رہو کیونکہ
کبھی فاتحہ کی کیفیت پر معنی سے بھی زیادہ بری ثابت ہوتی ہے۔

۲۳ واستفرغ الدمع من عین قد لا
میں الجوارح و لوم حصیۃ الندم

اور اس تکھ سے آنسو اچھی طرح باڈال کر خیرات سے بہنا چاہیے۔ در شرمندگی و دامت
کی پریشانی باندھ کر کرتے رہو۔

یہ ان آنکھ جو ناخنوں کو اور حرام اشیاء کو دیکھتے دیکھتے بھرنے ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ
توبہ و ندامت کے آنسو اس در نہ بہاؤ جیسے کنوئیں کا سب پن نکال کر اس کو خالی کر دیا جاتا ہے
استفرغ کے معنی ہیں پٹلی یا کسی تین میں مانوئیں میں جو کہ ہر سب کو نکال کر صاف کر دینا
ان طریقہ آنکھ کو بھی امانت و ضرورت سے آنسو دہستے ہوئے کو اچھی طرح دھو کر پاک کیا جائے
فلان کے ساتھ جیسا کہ علاج بھی ضروری ہے۔ اگر آئندہ میں نہ ہو۔ ہند اندامت کے
احساس کو ہمیشہ تازہ رکھو جی اصداء پر مائل کر کے گا۔

شیعہ امام ربیعہ کی دور رس باریک بین و روح نظر کا منظر ہے اس
مختصرے اور مدہ ترکیب کے عربی انھوں نے گمانہ فلسفہ اور غیر اسلامی طریق تکریم کا بہت
فخ و صورت سے مرکب کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جسم کے مطالبات اس در نہ نظر انداز کیا جائے کہ
اس کے اندر سے مادیت کا منظر ہی قائم ہو جائے کیونکہ جو گمانہ نفسوں کے روئے جسم انسان

روح کا قید نہ ہے لہذا روح کو جلا، پیسے اور کھانے کے۔۔۔ ضروری ہے کہ جسم کو نہ تو قید دے کر
مخیر العقول مبادیات کرا کے غیر ظری شدائد کے ساتھ رہ کر کے اس کو گھلایا جائے یا تاکہ
جسم کا نہ کوئی خاصہ باقی رہے اور نہ خواہشات پیدا ہو سکیں۔

اسلامی تعلیمات سراسر اس نظریہ کے مخالف ہیں انسانیت کے لئے اسوۂ کامل حضور اکرم
نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جس میں روح اور جسم دونوں کے مطالبات کساں
اعتداں اور معجزانہ توازن کے ساتھ پورے کئے گئے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے حجتہ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ انسان جسم کے کچھ مطالبات ہیں جیسے بھوک پیاس اور جس وغیرہ
ان کو ہم مادی طلب کہتے ہیں، دوسرے روح کے مطالبات ہیں مثلاً اپنے حق کے لئے گے سر نیاز خم
کرنے کا جذبہ اللہ کی ذات صفات کا علم حاصل کرنے کا جذبہ اس کی خوشنودی کے لئے اپنے آپ کو
مٹا دینے کا جذبہ جس کو شاہ صاحب روحانی قوت سے تیز فرماتے ہیں یہ دونوں جذبہ انسان
میں پائے جاتے ہیں، لیکن کسی میں ایک قوت غالب ہو جاتی ہے کسی میں دوسری کسی کے در دونوں
طاقتوں میں مصالحت ہوتی ہے کسی میں منافست یعنی یوں دونوں مطالبے توں سبلی سے
پورا کرتا ہے اور کوئی بے ہوتا ہے کبھی ذرشتہ ہے تو کبھی شیطان، دونوں طاقتیں اس کو اپنی اپنی طاقت
کھینچتی ہیں۔

شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام کی روح نیت و مادیات دونوں قوی تر
ہوتی ہے اور ان کے درمیان مصالحت رہتی ہے۔

منشود اس تفصیل سے یہی بیان کرنا تھا کہ جسم کے تقاضے پوری شدت کے ساتھ
ایک تندرست اور صحت مند انسان میں موجود ہونا چاہئے وہ انبیاء کرام میں بدرجہ اتم
موجود تھے۔

علامہ بو صیری فرماتے ہیں کہ انبیاء کے کرام کا طریقہ چھوڑ کر کوئی شخص فاقہ کر کے اپنے آپ کو اس امید میں ہلاک کرے کہ اس کی روحانیت جاگ اٹھے گی دراصل یہی شیطان کی ایک چال اور نفس کا فریب ہے۔ غرض اس بھی کسی انسان کو نفرت تک پہنچا دیتا ہے، بھوکے رہنے کی بہ نسبت سیر شکم ہو کر کھانا زیادہ احتیاط کی بات ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ انسان ایک چوپایہ کی طرح صرف کھاتا ہی رہے اور غیر اختیاری مشقت برداشت کرتا رہے، اسی لئے انھوں نے شریعت ہی میں فرما دیا کہ بھوک اور شکم سیر ہونے کی حالتوں میں نفس کی سازشوں سے ڈرتے رہو، خطرہ دونوں میں ہے، اعتدال اور توازن ہر کام میں مطلوب و مقصود ہے۔

۲۴۔ وخالفت النفس والشیطان ^{تبارک} وانا لله محمدی والنعم فانعم

۲۵۔ ولا تطع مثله صما ولا حکما قامت عروۃ کما اختارہ و حکم

نفس اور شیطان کی مخالفت کرتے رہو اور کھل کر ان کی حکم عروۃ کرو اور اگر یہ دونوں مخلصانہ خیر خواہی کا دعویٰ کریں تو ان کو مجرم ٹھہراؤ۔

نفس اور شیطان میں سے کسی کی بھی فریق بنا کر باقاعدگی بنا کر حاجت نہ کرو کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ایسے فریق اور ایسے قاضی کی پرورش ہوگی، منصب یہ ہے کہ بسا اوقات انسان کوئی برکام کرتا ہے اور اس کا دل باشیطانی وسوسہ اس کو تاویل کے ذریعہ مفید کام یا ضروری کام کی جھٹیت سے سامنے لے آتا ہے، مگر ایک شخص نے چوری کی، اس کے نفس یا شیطان نے اس کو سمجھایا کہ یہ دولت مند و غنیو کا خون چوس کر کے، اس کے گئے ہیں، اور جو غریبوں کا حق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں، ان کی مرضی کے خلاف، ان سے جھگڑ کر پیسہ کچھ ماں لے لیا گیا تو یہ ایک بہادری کا کارنامہ ہوا، اس کو وہ چوری نہیں کہا جاسکتا جس کی مذہب میں مذمت آتی ہے

اسی طرح دوسرے جرائم کی بھی تاویل کی جاتی ہے یا کی جاسکتی ہے جرائم اور حرام کے ارتکاب میں جب نفس دھوکہ دے سکتا ہے تو مختلف فیہ مسائل بدعات و رسوم کا پوچھنا ہی کیا ہے لہذا جب بھی نفس یا شیطان خیر خواہی کے پردہ میں اس طرح کی تاویل سمجھائے تو چاہئے کہ انسان اس مجرمانہ عقلیت کو ملزم قرار دے۔

دوسرے شعر میں یہ فرماتے ہیں کہ نفس تمہارے دینی شعور اور احکام و اطاعت کی راہ میں اگر فریق بن کر آئے تو اس کی حکم دینا کو فرض سمجھو اس طرح فیصلہ کا اختیار کبھی دشمن کو نہ دو اگر برائی پر اکسانے والے نفس کو قاضی بنا دو یعنی دل کے فیصلے کو قبول کر لیا تو یہ ایسا ہی نہیں جیسے کسی چالباز اور زشتی دشمن کے ہاتھوں اپنا فیصلہ کرایا جائے۔

یہاں ممکن ہے بعض لوگوں کو اقبال کا فلسفہ یاد آجائے "اور عقل و دل کے تناظر میں دل کی دنیا" کائنات و عالم عقل کی رسوائی دے شرتی کا دشمن ذہن یا تارہ ہو جائے اور یہ کہ۔

بے خطر کو دہڑا آتش فرود میں عشق

عقل بے ہوشا شائے لب بام ابھی

یہ "عشق" جس کو دوسرے اشعار میں "دل" کا فیصلہ کیا ہے افسوس مندرجہ بالا ہے اور عقل نامزد و کو نامزد میں نظر آتی ہے یہ بات بظاہر علامہ جوہر کی کے وعظ سے متعارض نظر آتی ہے خود دل کی پابست کو ملزم قرار دینا چاہئے ہیں، لیکن درحقیقت ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے عشق جنوں اور دل کے فیصلہ وغیرہ کی جو تعبیریں اقبال کے یہاں ہیں ان کا مطلب جو جس بجا و خالص کی طرف کیوں اور قصصیت میں کیسے وہ نہ کہ جو جاسے عقل نہیں بلکہ کائنات و عالم کے یہاں پروردہ کی اطاعت کی راہ میں جان و مال و دولت اور

اس کے احکام کی بدینت سے سامنے ماویٰ لغات کے بنائے جانے کا خوف دلائے وہاں اس کی بات نہ ماننا اور اجماعت کا جوش جو کہ وہ کرنا نہ دے رہی ہے، لیکن اگر ذرا دل کی غلبہ سے مراد ہونا کی لذت پرستی، غفلت اور کاہلی کی زندگی کو شعاب بن ماہو جیسا کہ حضرت پو صیریؒ کے اشعار اور سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے، وہاں عقل و شعور کی حکمرانی لازمی ہو گی، قرآن کریم نے بار بار ان کلمات (لعقلون) (تتبعون) (اولی النہی) اور دوسرے الفاظ میں انسان کو عقل کے کام میں لانے کی دعوت دی ہے۔

۲۶۔ استغفر اذ من قول برعین لقد نسیت بے سمد مدی عشر

۲۷۔ امرتک اندیر لکو۔ ما استمرت بہ وما استفدت مما قویٰ بہ نعم

قول بلائیل کے (جرم) کی تہ سے نہانی پاستا ہوں، درحقیقت میں نے (خیر خود عمل کئے ہوئے صرف باتیں بنا کر ایسا کام کیا ہے جیسے) میں نے ایک پانچھ کی نسل کا نسب نامہ تیار کر دیا۔
 میں تم کو تو بیکار دیکھ کر غصہ کی گم خود اس پر عمل بہ نہیں ہوا، ورنہ ان باتوں سے فائدہ اٹھایا
 تو پھر میری اس بات کا کیر رورہ جانا ہے جو میں تم سے کتابوں 'اہ راست پر تہ تم رہو'

۲۸۔ ۱۶۔ قبل امتی فہم ولما سوا سوء فوضی ولم اضم

میں نے تمہارا بھی نہیں کیا، کہہ نے سے ملے کہے نوافل کا دستہ جمع کر دیتا، سوائے فرض و نوافل
 کہیں سے تمہارا بڑا پرہیزگار، ورنہ روزگار میں انکسار و منت کے مضمون سے نہ فائدہ چھری
 لے، قبیلہ کے جس حملہ میں نہایت سے ورنہ مٹنے کے خطرہ بے سلام کی طرف گریز کرتے ہیں۔

۲۹۔ ۲۵۔ قلمہ۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳

اس شہر میں حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کی طرف اشارہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ”کہ: قوم منیٰ تنفطروا منہا“ یعنی آپ اتنی دیر قیام کرنے لگے تھے کہ آپ کے دونوں پائے مبارک پھٹ پھٹ جھانٹے تھے۔

حضرت منیرہ سے روایت ہے۔

یعنی پہلے شریعہ علیہ وسلم اتنی دیر قیام فرماتے تھے (یا نماز پڑھتے تھے) روایت میں لفظی اختلاف ہے کہ آپ کے دونوں پائے مبارک درم کر جایا کرتے تھے صحابہ عرض کرتے کہ آپ اتنی مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں تو آپ فرماتے کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

اس شہر میں ایک کتب خانہ ہے جس کا نام ہے کہ حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کا یہی معمول تھا لیکن معادیت و شنائ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور کرم عام طور سے مع وتر گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے زیادہ سے زیادہ پندرہ رکعت کی روایت ملتی ہے لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان نمازوں کی خوبی و طوالت کو بیان نہیں کیا جاسکتا یا یہ بھی راتیں گزری ہیں کہ دو رکعت میں رات تہہ ہو گئی، ویسا بھی ہوا کہ پہلی رکعت دو منزل یا تین منزل کی تلاوت نہائی رکعت قیام کے بعد کبھی بھی طویل ہوتا تھا۔

علامہ ابوبکر حامری نے ”کسب جتہ المذاہل“ میں اودابن کثیر نے سورہ طہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کثرت سے پوری پوری بات نوافل میں گزار دیا کرتے تھے کہ

یہ دونوں روایں صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ باب قیام اللیل صلی اللہ علیہ وسلم الباقی میں مذکور ہیں۔

کفار نے کتنا شروع کیا کہ قرآن مجید (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مشقت میں ڈالنے کے لئے نازل ہوا ہے اس کے رو میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

طه مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ۝

سورہ مزمل کی ابتدائی آیات اور دوسرے رکوع میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ آپ ان لوگوں کا کچھ حصہ آرام میں بھی بسر فرمائیں، نصف یا ایک تہ روز رات عبادت کے لئے کافی ہے حضرت مسیح سے بھی روایت ہے کہ آخر میں حضور اکرم کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ اول نصف شب آرام فرماتے، دوسرے نصف میں اٹھتے، پھر اس کا پچھٹا حصہ آرام فرماتے اس کے بعد پھر اٹھتے تو اشراق تک عبادت فرماتے۔

علامہ بوسیری فرماتے ہیں کہ جس ذات گرامی کی عبادتوں کا یہ حال ہو، اس کی سنت پر ہم نے — ظلم کیا، یعنی اس کی اتباع نہیں کی تو ہم کس طرح؟ اپنے آپ کو جاننا اور عاشق شمار کریں۔

۳۔ وشد من سفيا حشواً وظوى تمنا، الحجارۃ کثما متروا لآدم

(اور میں نے اس ذات گرامی کی سنت پر ظلم کیا ہے جنہوں نے) بھوک کی شدت کو دہانہ کے لئے اپنے پیٹ کو باندھا اور اپنی کمر کے اوپری حصہ پر جس کی جلد انتہائی نازک تھی پتھر رکھا صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ:۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو تو دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ سے پیچھے فرار ہے ہیں اور شکم مبارک کو ایک پتھر کے کڑے کا ٹکڑا سے باندھ رکھا ہے گو وہ بتایا کہ یہ بھوک کا وجہ ہے تھا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً فوجدتہ جالساً مع اصحابہ یمدحون وقد عصب بطنه بعداً یفقدوا من الخوض۔

پیٹ پر نہ پڑا نہ دھنک کی روایت امام بخاری نے اس طرح نقل فرمائی ہے۔

عن جابر قال مكث رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يذق الطعام وهم يحفرون الخندق فقالوا يا رسول الله ان ههنا كدبة من الجبل قد عجزت معاونة عنها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رشوها بالماء فرشوها به ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ياخذ المعول ثم قال بسم الله ف ضرب ثلاثا فصارت كثيبا قال جابر فحانت مني التقاتة به فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد شد على بطنه حجرا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک اس طرح رہے رکھتے کہ دن بھر کھجور تک بند یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ صحابہ خندق کھود رہے تھے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہاں ایک سخت چٹان آگیا ہے، ہمارے پھاؤ ٹرے اس کو توڑنے سے قاصر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر پانی کا چھڑکاؤ کرو صحابہ نے چھڑکاؤ کر دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اپنے دست مبارک میں پھاؤ ڈرایا، بسم اللہ کہا، وہ تین ضربیں لگائیں وہ چٹان ٹٹی کا ڈھیر ہو گیا، حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اچانک میری نگاہ پڑی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھ رکھا تھا۔

۳۱۔ وراودنا الجبال الشجر من ذهب عن نفسه فأداهما إيمانهم

اور سونے کے سر بلند پہاڑوں نے حضور کا دل بھجانا چاہا مگر حضور نے اپنی بے مثال بندگی کا مظاہرہ فرمایا، یہ شعر بھی گزشتہ اشعار سے معنی میں مربوط ہے، شاعر کہتا ہے کہ ہم نے

اس ذات گرامی کی سنت پر ظلم کیا جن کی عبادت ہے مثال بھی اچھا اپنے اختیار و نفوذ میں
میں زندگی گزارتے تھے پیٹ پر پھر اندھ کر رہتے تھے اور اگر وہ چاہتے تو دنیا کی ساری دولت
ان کے قدموں پر ڈھیر ہو سکتی تھی۔

روى انه صلى الله عليه وسلم قال: عرض على ربي بطحاء مكة ذهباً فقنت
لا يارب وكنى احوع يوم واشيع يوماً
فاذا شيعت حمدتك واذا جعت
تضرعت اليك ودعوتك۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میرے رب نے مجھے کرمہ کے رارسے کنکروں
کو سنہ میں تبدیل کر کے محمد بن کا تو میں نے
عرض کیا یا رب! مجھے بد سے اچھے اور دیکھے
کہ ایک دن بد کا دن اور ایک دن شکر کا دن ہو کر
آج کا دن جو شکر کا دن ہو کر اور جو شکر کا دن
کروں اور بد کا دن ہو تو تم سے گرا کر
مانگوں اور دعا کروں۔

شیخ ابراہیم یا جوری نے اپنی شریعت بردہ میں ایک اور روایت من شانہ بریل کی ہے۔
روى ان حبريل عليه السلام روا
عليه صلى الله عليه وسلم قد اورد
الله يقرئك السلام واندول له التحية
ان تكون لك هذه الحيات ذهباً وفضة
تكون معك حيث كنت فصر سعة
ثم قال يا حبريل الدنيا دار من الادارة
وما من مال الا له يحيط به من رستق

روایت ہے کہ حبریل علیہ السلام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور کہہ کر اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہنا
دے گا آپ کو کہ آپ جو جگہ پر کھڑے
ہوں گے وہاں کو صحت و شفا ہوگا اور جو
آپ کے ہاتھ میں رہے وہاں آپ کے مال میں
ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

فقال له جبرئیل تبشیر احذر النفل

النابت -

کے لئے حکم کیا پھر سر اٹھا کر فرمایا، اے جبرئیل!

دنیا اس کا ٹھکانہ ہے جس کا (آخرت میں) کوئی

ٹھکانہ نہیں ہے، یہ اس شخص کی پونجی ہے جس کا

(آخرت میں) کوئی سرمایہ نہیں ہے اس کو وہی

اٹھا کرتا ہے جس کو عقل نہیں ہے حضرت جبرئیل

نے فرمایا اللہ آپ کو کئی بات پر قائم رکھے!! (یعنی

آپ بہت ٹھوس اور کئی بات فرمائیں)

یہ دونوں حدیثیں جو دو نقل کی گئیں تحقیق مناسب ہیں۔ کس درجہ کی ہیں، شیخ ابراہیم باجوہ

شائع تصدیق بردہ نے نہیں بغیر حوالہ کے نقل کر دیا ہے لیکن انھوں نے اپنے شعر میں جو بات کہ ہے کہ

سونے پاندی کے پہاڑوں نے آپ کو نبھانا چاہا مگر حضورؐ نے کردار کی بے مثال بلندی کا مظاہرہ

فرمایا اپنی تباہ حقیقت پر مبنی وربا کمال سچ ہے جب سر داران قریش کا وفد آنحضرت کی خدمت

میں حاضر ہوا لکھا، اور اس نے مشکش کی کہ اگر آپ دولت کے خواہشمند ہیں تو ہم سب مل کر آپ کے

لئے مالی بست کر دیں اگر حکومت دو جاہست چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا حاکم و فرمانروا تسلیم کرنے کو

تیار ہیں اگر آپ نکاح کے طالب ہیں تو قبیلہ کی بس عورت کو آپ منتخب کریں ہم اس سے آپ کی

شادی کر دیں، نبی کریم ﷺ نے اس مشکیش پر جواب دیا وہ ایک ولوا عزیمت بغیر ہی کا

جواب ہو سکتا تھا جس کی بلندی کو عام انسانی حوصلہ نہیں چوسکتا ہے آپ نے فرمایا:-

ما جئکم بما جئکم من اذن ربکم

میں آپ کو پیغام کوئے رب کے پاس آیا

ولا الشیون فیکم وہا منہ علیکم

ہوں میں کے ذریعہ آپ سے ماں نہیں چاہتا

ولکن ائمتہ بغشی الیکم رسوا و لانی

و نہ آپ کے درمیان وہ رسوا کا طالب ہوں

علی کتاباً وأمرنی أن أكون بشيراً و
نذیراً، فبلغتكم رسالة ربی ونصحت
لكم، فان تقبلوا منی ما جئتكم به
فهو حظكم من الدنیا والآخرة وان
تردوه عنی اصبروا لمرأه الله حتی یحكم
الله بینی و بینكم۔

اور حکومت کا خواہاں ہوں، البتہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کی طرف مجھے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اپنی
کتاب مجھ پر نازل فرمائی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ
اللہ کی طرف سے خوش خبری دینے والا اور اس کے
عذاب سے ڈرانے والا ہوں، لہذا میں نے اپنے
رب کا پیغام آپ کو پہنچا دیا، اگر آپ اس پیغام
کو قبول کرتے ہیں جو میں آپ کے لئے لایا ہوں تو
دنیا و آخرت میں آپ کی خوش بختی ہے اور اگر
آپ لوگ اس کو رد کرتے ہیں تو میں اللہ کے حکم پر
اس وقت تک صابر رہوں گا جب تک کہ اللہ
ہمارے آپ کے درمیان کوئی فیصلہ نہ کرے۔

سیرت نبویؐ کے اس مشہور واقعہ کے ساتھ اسی طرح کا دوسرا مشہور واقعہ بھی یاد کر لیجئے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جناب ابوطالب نے جب آپ کو سمجھایا کہ کارِ نبوت کی ادائیگی
سے بانا جائیں تو آپ نے فرمایا: کہ اگر میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج بٹری رکھ دیں
کہ میں اس مہم کی انجام دہی سے رُک جاؤں جب بھی آخری دم تک میں ایسا نہیں کروں گا، لہذا
امام بوسیریؒ کا شعر اپنی جگہ ہر طرح مکمل ہے کہ دنیا کی ہر نعمت کی لاپچ آٹ کو دی گئی، لوگوں نے
مال و دولت، حکومت و جاہت، عیش و عشرت کے ذریعہ آپ کا دل بھانا چاہا، مگر آپ نے
بے مثال بلندی کا مظاہرہ فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جو بلند ترین نمونہ اخلاق پیش کیا گیا وہ آپ کے

ان الفاظ سے بھی ظاہر ہے جس میں کوئی تکبر اور نخوت کا اسلوب نہیں ہے، مثلاً اس طرح کی بات فرماتے کہ۔

بروایں دام بر مرغ دیگر نہ

کہ عنقار بلند است آشیانہ

یہ فرماتے کہ میری بلند فطرت ان دنیاوی رنگ و بو کو قبول نہیں کرتی، آپ نے اس طرف کی کوئی تکبرانہ بات نہیں فرمائی بلکہ فرمایا تو یہی فرمایا کہ میں اس کی طرف سے مامور بندہ ہوں مجھے آپ کے مال، حکومت، عزت کا حصول اس ذریعہ سے مقصود نہیں ہے۔

۳۲۔ واگت زهد لا فیہا ضرورتہ ان الضرورة لا تقدر علی العصم

اس شعر میں نحوی اعتبار سے کچھ کمزوری ہے، لہذا یہ چاہتے ہیں کہ انسان کی بنیادی ضرورت ایسی چیز ہے کہ اس کو طلب کرنا اور اس سے مستفید ہونا پیغمبرانہ شان کے خلاف نہیں ہے اور نہ "معصوم" ہونے کے منافی ہے، مگر آپ نے ان چیزوں میں بھی زہد اور بے رغبتی کا انداز رکھا لہذا ضروریات میں زہد اور بے رغبتی آپ کی اس بلندی کو مزید ثابت کرتی ہے جس کا گزشتہ شعر میں ذکر ہوا۔

واقعاتی لحاظ سے بھی شعر مکمل نہیں ہے کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی جو نعمت میسر ہوئی اس سے آپ نے انکار نہیں فرمایا، آپ کی پیغمبرانہ بلندی کی یہ بھی ایک شان ہے اور سمجھنے والوں کے لئے آپ کی نبوت کی دلیل ہے کہ آپ نے بشری تقاضوں سے منہ نہیں موڑا کسی حاشہ یا جسم کے کسی جائز مطالبہ کو مفلوج نہیں کیا کیونکہ آپ کو اس دنیا میں رہنے بسنے والے

لے لفظی تعقید یہ ہے کہ "اگت" کا فاعل ضرورتہ مؤخر ہے اور ہذا مفعول اور فیہا اخبار قبل الاکم (ضرورتہ) دوسری بات یہ کہ عصم جمع عصم کے بجائے اسم جنس العصم مقصود ہے بہر حال مقصد کی بلندی تمام تقاضوں کو دور کرنے والی ہے

انسانوں کے لئے اسوۂ کامل بننا تھا۔

۳۳۔ وکیف مدعو الی الدنیا منہ وک
لو لا لم یخرج العنید من العظام

اور اس طرح دنیا کی طرف بلدی، اس ذات کی ضرورت جو ذات اگر نہ ہوتی تو دنیا عدم سے
وجود کی طرف نہ لائی جاتی یعنی آپ اس دنیا کی خلقت کا باعث ہیں آپ نہ ہوتے تو یہ کائنات
نہ ہوتی اپنے وجود کے لئے دنیا آپ کی طالب بنی آپ سبب اور علت ہیں اس کائنات کی تخلیق کا
لہذا دنیا آپ کی طالب ہو رہی تو سمجھ میں آنے والی بات ہے، لیکن آپ دنیا کے طالب ہوں یا آپ
کی ضرورت دنیا کی طرف آپ کو مائل کرے یہ کیونکر ممکن ہے۔

۳۴۔ محمد سید اکبرین و الصمدین
و الصریفین من عرب و من عجم

یہ جن کا تذکرہ ہو رہا ہے وہ ذات گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو دونوں جہاں کے
سرور جن و انس کے آقا اور عرب و عجم کے سرور ہیں۔

۳۵۔ نبینا الامام لساہو فدا احد
ابو ذر قول لامت وک اعم

۳۶۔ هو العییب الذی ترہو سفہا
کل ہو من الاھوال عفتعم

وہ ہمارے نبی ہیں، حکم دینے والے، روکنے والے، آپ سے زیادہ سچا حق بات کہنے والا
کوئی انسان نہیں ہے، آپ کے ہاں کہنے اور نہیں کہنے دونوں میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔
آپ وہ محبوب (شخصیت کے) ایک ہیں جس کی شفاعت کا سراہر پیش آنے والی
ہوئی تاکہ حالت میں کیا جاتا ہے۔

ہمزیۃ البوصیری

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ بردہ نے اتنی شہرت حاصل کی کہ خود ان کے دوسرے حقیقی قصائد اس کے آگے ان پر گئے، حالانکہ انہوں نے پستین کا مکمل دیوان ہے اور اکثر قصائد اپنی مثنویوں کے خلاف سے منفرد حیثیت رکھتے ہیں، ان کا "ہمزیا" ۲۵۶ شعر کا پر مشتمل ہے، جس کا مطلع ہے۔

کف نقیاً قبیلک اہلبیاء باسماءہم لا وسمہا سماء

آپ کی باندی کو انبیاء کہاں پر پہنچ سکتے ہیں۔ اے وہ آسمان جس کا بلندی میں کوئی آسمان مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اس قصیدہ میں سیرت کے نام پر ہم واقعات کی طرز و اشارے ملتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے
 رعناست نبوت امیراج ہجرت غایت فتح مکہ، اور اس کے بعد آل و اصحاب
 عشرہ مبشرہ، ہر ایک کا ذکر ہے اور آخر میں صلاۃ و سلام پر مشتمل خدائیں ہیں۔
 اس قصیدہ کے چند منتخب شعر یہ ہیں:-

۱۔ لہوہ حمراء و دہنہ زہراء و وفار و نفاہ و زہراء

۲۔ نسل برکۃ و نسلہم سید الامیر و لا ینفخہ السیر

۳۔ کرمہ و نفاہ و نفاہ و نفاہ و نفاہ و نفاہ و نفاہ

۴۔ و سح الیٰطیب علیہم السلام فرہو یجولہ تعین الاعیاء

آپ سر اپارمت میں قوت فیصلہ قوت ارادہ کے بادشاہ ہیں، وقار پاک و امسی و
 ترم و بیار کے مال و مکمل موزہ ہیں۔

۲۔ مصیبتیں آپ کے صبر کی کسی کر دی کو توڑ نہیں سکتی تھیں مسرتیں آپ کو آپے سے باہر نہیں کر سکتیں تھیں۔

۳۔ آپ کا نفس وہ نفس بلند تھا کہ جس پر ران اور بے حیالی کا کھٹکا بھی نہیں ہوتا تھا۔
۴۔ سارے عالم کو آپ نے اپنے علم و بردباری سے سیراب کر دیا، آپ ایک سمندر تھے جس کو کوئی وزنی سے وزنی شئی زیر نہیں کر سکتی تھی۔



۱۔ جن حضرات کو عربی اور اردو کے طرز بیان کا ذوق معنوم ہے انھیں اندازہ ہوگا کہ عربی کی بہت سی ایسی ترکیبیں ہیں جن کا لفظی ترجمہ بغیر کسی تبدیلی کے کر دیا جائے تو خاص رروداں طبع کے لئے گنجلک ہو جائے گا مثلاً "وَسِعَ الْعَالَمِينَ عَمَّةٌ وَحَمْدٌ" کا ترجمہ یہ کیا جائے کہ "وسیع ہو گئے علم و حلم کے اعتبار سے سارے جہاں پر تو مفہوم واضح نہیں ہوگا اس لئے اس کے قریب تر لفظ کو مجبوراً اختیار کرنا پڑا۔

ابن جابر الاندلسی کی نعتیں

شیخ بوصیریؒ کے بعد ابن جابر الاندلسی کا نام آتا ہے جن کی پیدائش کا سال ۶۹۸ھ ہے، یہ بزرگ پیدائشی نابینا تھے، عرصہ تک مصر و شام میں آکر رہے اور تلب میں مستقل مقام اختیار کر لی تھی، ۷۸۰ھ میں وفات پائی۔

ان کو بوصیریؒ کے قصیدہ بردہ سے زندگی بھر شغف رہا، جو کچھ کہا نعت میں کہا اور اسی انداز میں کہا ان کی ایک نعت کے دو شعر سنئے۔

۱۔ بیباہل طیبۃ فی معنائد و قعر صدی الی کل محسود من الطرق

۲۔ کانغیث فی کرم والنیش فی حرم والبدرفی افق والذہرفی خلق

۱۔ اے طیبہ کے رہنے والو! تمہاری بستی میں ایک چاندھے جو ہر پسندیدہ راہ کی نہنمائی

کرتا ہے۔

۲۔ وہ سخاوت میں تیز بارش، اور حرم میں ایک شیر کے مانند ہے، افق پر چودھویں کا چاند

۱۔ علام از خیر الدین زرکلی حوت میم (پورا نام محمد بن حمد)

ہے اخلاق میں ایک حسین چھون ہے۔

ان کے اشعار میں بلاغت اور سلامت کا عنصر غالب ہے، صنعت تجانس کے تودہ
بادشاہ معلوم ہوتے ہیں، پردہ کے طرز پر ایک قصیدہ میں کہتے ہیں۔

۱۔ اما حانی انعام قد حضرت فی ذاتہ فبدت ناراً علی عالم

۲۔ کالہ اور ذی شہرہ و انجم دیدہ در زہر فی نعم و المدھر فی نعم

۱۔ سوئی روح اور اس کی صلی حقیقت آپ کی ذلت گرمی میں جمع ہو گئی تھی اور وہ

آشکارا ہو کر رہی۔

۲۔ اخلاق میں چودھویں کا چاند سواوت میں دریا، احسان بخشی میں پھول اور حق کی

حمایت میں سخت۔

ابن بابا ماندسی سے ابو قصبہ کی کہ پردہ کا معائنہ بہت شاندار انداز میں کیا، شاندار
ان مثنویوں میں کہ انھوں نے مراثی نبویہ میں ایک طرز نوای کی، ہر شعر میں بلاغت کی کسی نہ کسی
صنعت کو پیش کیا ہے، اس طرح ایک فن ہی ایجاد ہو گیا جس کا نام بدیعہ پڑ گیا، بعد کے
لوگوں نے اس کی تقلید کی جس کو سن نام سے یاد کیا جاتا ہے جیسے بدیعہ ابن عمرو، خیرہ۔

ابن جابر کے بدیعہ کا مطلع ہے

بطینۃ اشد و یتم سید الاثم و نشرہ المدح و المذاطیہ مکمل

یتم (ادہ کرنا) ان تم (امری کی جمع) شر اور نشر پھیلانے کے معنی میں تناسب صوتی اور جانت
لفظی کی کامیاب کاوش ہے، حمد و علالت ادب و بلاغت نے اس کی شرح کی ہے اور اس کا
شعری اور صناعت و ابلاغ کو واضح کر کے بتا رہے ہیں، لوگوں نے کہا کہ اس قصیدہ میں الفاہ
ہی الفاہ ہیں، بعد اس محبت کی کمی ہے معنی آخر میں نہیں ملے، ممکن ہے یہ بات کسی حد تک
لے خزانہ ادب محوری آراء المعاصرین ص ۵۰

صحیح ہو کر ایک شخص کا اپنی پوری زندگی کا مشغلہ ہی نعت گوئی کو بنالینا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں پیش کئے جانے والے قصیدہ کے لئے خوبصورت الفاظ تلاش کرتے رہنا اپنی جگہ خود ایک بڑے اخلاص کی دلیل ہے۔

اس قصیدہ کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس طرز کو دوسرے مداحین نے اپنے پیچھے نہ چھوڑا۔ حضرت کے ایک مہتمم صوفی الدین اعلیٰ ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے اسی طرز پر ایک قصیدہ کہا اور اس کا نام رکھا "الکفایۃ البدیعیۃ فی المداہک النبویۃ" عزالدین الموصلی ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے اپنے قصیدہ کا عنوان "النوصل بالبدایع الی التوسل بالشفیع" رکھا۔ ابن حجر ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے ابیدیۃ فی المداہک تصنیف کیا، ابن المقرئ ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے اپنے قصیدہ کا عنوان "اللامعہ فی نجیس الفرائد الجامعہ للمعالی الرائعۃ" تجویز کیا، امام سیوطی نے بھی اسی طرز پر ایک نعت نظم "البدایع فی مدح خیر الشفیع" کہی تھی، مصر کی شہرہ آفاق ادیبہ عائشہ باحونہ نے دو قصیدے اس طرز پر کہئے ہیں، ان کے علاوہ ابن شعراکے نام ڈاکٹر زکی مبارک نے گنا سے ہیں وہ یہ ہیں۔

ابوالوفاء بن عمر الفرغنی عبدالمادی البیاری شیخ الحدیث، دارالافتاء دارالخطیب
عبدالغنی المناہسی (دو قصیدے) قاسم بن محمد علی بن عبداللہ، مسینی، شعبان الاناری
ان میں سے ہر قصیدہ کے لئے عام لقب "بدیعیۃ" کا ہے۔



ابن حجة الحموی کا "بدیعہ"

ابن حجة حما (موریہ) کے رہنے والے تھے سن ولادت ۷۶۲ھ ورن وفات ۸۳۹ھ
 ہے، پورا نام ابو کبر تقی الدین بن علی بن عبدالشراحموی تھا مصروف شام کے علماء سے دنیاویات اور
 عربی ادب کی تکمیل کی تھی ان کی متعدد تصانیف میں، جن میں زیادہ مشہور خزائنہ بدیع ہے یہ کتاب
 ان کے قصیدہ بدیعہ کی تشریح ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں عربی شاعری کا جو انداز تھا، یہ قصیدہ اس کا بہترین نمونہ ہے
 حموی نے یہ قصیدہ اپنے استاد اور شیخ راجح بن محمد بن بارزی کی فرمائش پر لکھا تھا شیخ
 بارزی نے ان کے ادبی رجحان اور بنا منت سے متوقع کو دیکھ کر بار بار اپنی دلی مصلحت کو برسرِ
 کے قدموں پر رکھ دیا گھر وہ سب برباد ہوا درخت وہ سب جو پھیل گئے "چنانچہ شیخ حموی نے
 شیخ کے ارشاد کی تعمیل کی اور جب بھی چند شعر کہتے تو جا کر ان کو دکھاتے اور شیخ اصلاح فرماتے،
 کبھی دوبارہ لکھنے کو کہتے فرماتے ہیں "گویا ہم جواہرات کا پتھر بن رہے تھے" اور شیخ

پہلے شعر میں یہ فن شروع ہوتا اس کو عنوان یا تعارف سمجھئے لکھتے ہیں کہ اے ذی سلم کے
 عربو! آپ کی مدح خوانی سے ابتدا کرنے میں مجھے فنی کہاں ہے، ہجے نسوؤں کو پہاڑ کی چوٹی پر چھپکا
 لگتا ہے۔

اس شعر میں لفظ "بند" اور لفظ "استہلاک" کے یک ہی معنی ہیں، استہلاک یا لغت
 کی ایک صنعت بھی ہے، اور کام شروع کرنے کے معنی بھی اس میں پائے جاتے ہیں۔

دوسرے شعر میں میری مجھے ہے چوہ دوسرا سہرا، میری دونوں جماعت میری جماعت
 طلقوا وطنی یہ اوطح چھوڑ دیا یا اس کو طلاق دیدیا، طلاق اس قسم از دی کے ساتھ بغیر روک ٹوک
 کے ملک تھانے والی سہاری طلقوا اور مطلق لکھا جاتا ہے۔
 ان دونوں شعروں کا ترجمہ یہ ہوگا:-

اے ذی سلم کے عربو! مجھے آپ کی مدح خوانی سے ابتدا کرنے میں فنی کہاں حاصل ہے
 وہ فنی کہاں جو آنسو کو پہاڑ کی چوٹی پر چھپکا لگتا ہے۔

یعنی جب میں اپنا نغمہ شروع کرتا ہوں تو لوگوں کے آنسو بہنے لگتے ہیں، اور سامے
 کی پہاڑ آنسو کی وجہ سے جھلک رہے ہیں۔

نئے نئے مجھے ملے ہوئے سیرے ذالہ والوں نے سیرے حسن کو چھوڑ دیا اور میری
 لہجہ سب وہ روگ کا دبا ہے تو رہنے والے بنے میں رحمت سے آزاد ہے۔

ان شعر میں ذیل ذکر بات صراحت ہے کہ ثنائیات و بدائع کے نذوب میں سے پہلے
 شعروں پر گریز دوسرے میں صنعت اور دنیسیرے میں صنعت عکسی، چوتھے میں صنعت
 تردید اور پانچویں صنعت لکھ رکھیں۔ موجود ہے یہی وجہ ہے کہ حموی کے بدیع و متون
 میں صنعت کی فہرست میں یہ جملہ دی گئی ہے۔

رقم الحروف کا خیال ہے کہ جموی کی دوسری نعت جو "ان الخائف" کے عنوان

سے ہے وہ اس بدیعیت سے کہیں زیادہ بہتر ہے جس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں:-

۱۔ قدت بکم اعتاف لما ترفدوا فغنوا وقد طاب المقام وزمنم

۲۔ وضع شذاکم میں سلع و حاجر فکان دلیل الطاعین الیکم

۳۔ وجزتتم لوادی المخرج فستفرونی علی تھذہ بالنبت صدغ منمنم

۱۔ عشاق جب گنگنائے تو آپ کی مدح میں گنگنائے اور دھن سے شعر پڑھا تو ملنزم

اور زمرم جھوم اٹھے۔

۲۔ آپ کی خوشبو سلع، درحاجر میں پھیں گئی "ونٹوں پر چلنے والے کو راستہ آپ کی منزل تک

اسی خوشبو نے بتایا۔

۳۔ آپ جب وادی الجزع سے گذرے تو وہ سرسبز ہو گئی، اور اس درجہ سرسبز ہو گئی کہ

اس وادی کی پیشانی کا کنارہ لال ہو گئے سے بھر ابوا اس کے تپہ کی روئیدگی سے پیٹ گئیں

(اس استعارہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ جس وادی سے گذرے وہ اگرچہ خشک صحرا کے مانند

تھی، مگر آپ کے قدم کی بدولت سرسبز و شاداب ہو گئی)۔

سرسبز ہو وہ سرسبز ہو توڑ پال بو ٹھہرے و شجر کے تے وہ نہال ہو

اس قصیدہ کا شاہ بیت یہ ہے:-

دری بد کو البان والرد والقا و سفح الوادی و مخرج والقصدان

یعنی بآن، رند، اور نقانامی درختوں اور سفح الوادی اور جزئی نامی مقامات تو صرف

بات بنانے اور تودیہ کے لئے ہیں مقصد تو صرف آپ ہیں۔

اس قصیدہ کے گریز کے اشعار جہاں سے وہ نعت شروع کرتے ہیں، یہ ہیں۔

تفانعت فی حبی بہم معصیوا علیٰ وہم سادات من قد تقوا

لہم حسب عال صامتہ لادبہم من آتہ فی

(سلسل) میں سے ابن تیار سے سنی محبت چھپانے کے لئے پیچیدہ انقلاب ڈال
لی تو یہ سب میرے قذرت ہو گئے (حاکم اکثر جس وجہ سے نقاب ڈالتا وہ یہی (اور یہی
اس طرح کی محبت کرنے والوں کے آقا ہیں۔

ان ہائی نذاتی وقار بھیائے کر میں بہت باہر ہے، کیونکہ رسول اللہ دراصل انہی میں
سے ہیں۔

آخر میں کہتے ہیں۔

۱۔ علی وقفاً او قعداً لابن حجة علی سید شباب و هو محرم

۲۔ فہم جاء بسکون دونی تداخمت وقد راع فی یوم الشفاعة اعظم

۳۔ وقد نالہ فی عنقوان شبابہم ہموم و سیف الہم للظہر یقیم

۴۔ و عارضہ قد شباب فی زمن الصبا علی یاک من ذا العارض المصیبا

۵۔ فیا وردنا الصافی اظہور قلوبنا عند ما ذہابہا لہم یوم

۶۔ علیک سلام نشرہ کا فہم بیدا بہ یتغالی الطب والمساک یتختم

یہ قصیدہ بھی باغزت کی صنعتوں سے بنائی گئی ہے عربیات و انث حضرتان ترجمہ
اور اصل شعر کی مطابقت کر رہی۔

۱۔ کیا تعجب ہے کہ اس حجب کا آپ کے دریا گ پر ایک قبا یا قعود کام آجائے
جس کے لئے وہ غلام باندھے ہوئے رہتی رہا ہے، کوتاہی ہے۔

۲۔ وہ ان زناہوں کی فریاد سے گریا ہے جو بہت بھاری ٹوپی میں لیکن آپ کی تان

شفاعت کے دن اس سے کبھی بھاری ہے۔

۳۔ ابتدائے جوانی ہی میں اس کو (یعنی ابنِ حجر کو) مصائب نے دبوچ لیا تھا، اور مصائب کی تلوار ریڑھ کی ہڈی کو توڑ دیا کرتی ہے۔

۴۔ اس کے عارضہ بچپن ہی میں بوڑھے ہو چکے تھے، کیا عجب ہے کہ آپ کے صدقے میں وہ اس سخت عارضہ سے نجات پا جائے۔

۵۔ اے شہنشاہِ پاک! میرے دل کے برباد جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے آپ کے گرد منڈلانے لگتے ہیں۔

۶۔ آپ پر سلام ہو، اس سلام کی عطر بیز ہو ایں جب بھی پھیلیں گی تو وہ عطر سے بازی لے جائیں گی درمشک اس پر مہر کرے گا۔



شیخ عبد الرحیم البرعی کی نعتیں

ان بزرگ کا نام بھی نعت نبوی سے اسی درجہ وابستہ ہے جس طرح فارسی راہ حلقہ
میں حضرت جامی کا نام، یہ بزرگ یمن کے ایک صوفی عالم تھے، صاحب درس تھے، شاگردوں اور
مریدوں کا بڑا حلقہ رکھتے تھے، اپنے چوار کے مفتی بھی تھے ان کا وطن یمن میں "نیابتین" تھا جو
جبل برت کے نشیب میں واقع ہے۔

علامہ نبہانی کو غالباً ان کے حالات زندگی اور سن وفات کا پتہ نہ چل سکا اس لئے
انہوں نے ان کو "موت" اہل، "سقرات" احمدی، "لکھدیاہ" ستاذ خیر الدین
زرکلی نے الاعلام میں لکھا ہے۔

عبد الرحیم بن احمد بن علی ابوعویانی ایک	عبد الرحیم بن احمد بن علی ابوعویانی ایک
صوفی شاعر تھے، یمن میں نیابتین کا وطن تھا	البہانی شاعر متصوف، مرآت
فتویٰ اور درس دیا کرتے تھے ان کے دیوان طبع	"انبیاءتین" فی اليمن، قم، و درسیہ
ہو چکا ہے، جس میں زیادہ کلام نعت نبوی پر مشتمل ہے	دیوان شعر مطبوع، اکثرہ فی المدائن

النبویہ نو فی عام ۸۰۳ من الهجرة۔ ششہ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

شیخ اسماعیل الوشلی نے علمائے یمن کی تاریخ "نشر النشاء الحسن علی بعض ارباب الفضل والکمال من اهل اليمن" کے نام سے لکھی ہے جس میں شیخ برحق کے علمی کمالات اور کرامتوں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ شیکانی نے "بد" "اطالع" کے تنمیمہ میں ان کا تذکرہ بڑے احترام کے ساتھ کیا ہے۔

بعض اہل یمن ان کے اشعار کو وحیفہ کی طرح بچھا کرتے ہیں حج و زیارت کو آنے والے خاص طور سے ان کے منتخب قصائد اپنے اور دکے ساتھ لے جاتے ہیں ان کی قبر میں ہی میں ہے اور اس پر گنبد بھی بنا ہوا ہے لوگ سالانہ زیارت کے لئے وہاں جایا کرتے ہیں اور اس مقام سے بھی متعدد کراماتیں منسوب ہیں۔

غالباً ان کے ہم نام کوئی اور یمنی بزرگ ہیں جن کی قبر مدینہ منورہ کے قریب ہے اور یمنی صوفیاء وہاں بھی زیارت کو جاتے ہیں ان کے حالات چند اسی طرح کے مشہور ہیں جس طرح حضرت جانی کے یعنی کسی صاحب نسبت بزرگ کو حواریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہدایت ہوئی تھی کہ حاکم مدینہ سے کہہ کر برحق کو مدینہ آنے سے روکو ورنہ نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ان کے نعتیہ دیوان کا پہلے قصیدہ تمزیہ کا مطلع یہ ہے۔

ادی برق الغویر اذا تراعی باقصی الشام ذورنی بکاء

(غور غور کا مصغر و تشبیبی جگہ، ایک مقام کا نام) یعنی غور کے افق پر بجلی چمکی جس کو دیکھ کر

میرے دل پر چوٹ پڑی اور میں رو پڑا۔

اس مطلع کے بعد چند اشعار اسی انداز میں تشبیب کے ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں۔

- ۱۔ وفی الکاف طیبہ ہاشمی تصرف بالسمیحة فی شہ
- ۲۔ امام المرسلین ومنتقاہم حوی الثیرات نعماً وانشاء
- ۳۔ شاہی فخر کل اخی فخر وہن تلقی فخرۃ انتہاء
- ۴۔ نبی مارأتہ الشمس لا وغضت عن محاسن حیاء
- ۵۔ عظیم ان تواضع عن علو کبیر لیس یرضی الکیہ یراء
- ۶۔ وذلك خیر من محمد ام ومن لیس العداۃ واروہ
- ۷۔ انخ بیجاہ الانضاء وابدل لرائہ السودۃ والصفاء
- ۸۔ نحن لذكرہ طریاً وشوقاً فتحسبنا ساقینا الطلاء
- ۹۔ ومالی لا أحرز، الی حبیب منہ مراح مدحتہ المتشاء
- ۱۰۔ رسول الله اعلی الناس قدراً واکرمہم ورحبہم فہم
- ۱۱۔ ومن لی أد، أذورك بعد بی صبا حایا محمد اوسب
- ۱۲۔ واشترتہ بفتح غیرا وانظر فہ ثلاث صبا
- ۱۳۔ عینک صلاہ ربک ہاترہ اعینک صلاہ ربک ہاترہ

۱۔ طیبہ کے ایک حصے میں ایک ہاشمی ہیں، وہ بن طرز چاہتے ہیں، سہی مت پر طرز نے ہیں، (یعنی سخاوت میں اس درجہ ممتاز ہیں کہ گویا اس صفت پر ان کو پورا قیاس ہوئے اور جیسے چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔)

۲۔ وہ تمام انبیائے مرسلین کے، امام اور ان سب میں منتخب ترین نبی ہیں، نبیوں کی ابتداء و انتہاء دونوں کو انھوں نے گھیر لیا ہے۔

۳۔ ہر صاحب فخر کا سر! یہ فخر ختم ہو گیا، لیکن آپ کے لئے جو فخر کی باتیں ہیں ان کا انتہاء

نہیں ہے۔

۴۔ وہ جسے نبی میں کرافتاب نے حب بھی ان پر نظر ڈالی تو ان کے خاص کو دیکھ کر شرمندہ

ہو کر سرنگوں ہو گیا۔

۵۔ وہ عظیم شخصیت کے مالک ہیں لیکن بلبوں کے باوجود عاجزی فرماتے ہیں وہ بڑے ہیں

لیکن بڑائی نہیں قبول کرتے۔

۶۔ وہ ذات کرامی جن سے بہتر شخص کو کسی ماں نے جنم نہیں دیا، اور عباد عمار میں ان سے

بہتر انسان کو نہیں دیکھا گیا۔

۷۔ ان کی چوکھٹ پر اوٹنیوں کو بٹھاؤ، اور ان کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کی خاطر مدارت کرو

۸۔ ہم ان کی یاد میں جھومتے اور ست ہوتے ہیں اور اشتیاق میں تڑپتے ہیں، تم ہمیں اس

حال میں دیکھ کر یہ سمجھو گے کہ وہ ہم ایک دوسرے کو جام شراب پل رہے ہیں۔

۹۔ اور ہم کیوں نہ اس ذات محبوبی کی یاد میں تڑپیں جن کی مدح کی شراب سے شاد ہوا ہو

ہم مست ہو رہے ہیں۔

۱۰۔ وہ رسول اللہ میں نام نہادوں میں بلند و بالا حیثیت کے مالک اور سب سے زیادہ سخی

جن کا نفع سب سے زیادہ وسیع ہے۔

۱۱۔ کون سا جو مجھے وہاں سے جائے کہ اُس دوری کے بعد آپ کی لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

صبح و شام زیارت کروں۔

۱۲۔ اور اس خاک کو چوموں جس سے مشک کی خوشبو پھیلی ہے، اور اس گنبد کو دیکھوں جو نور سے

جھرا ہوا ہے۔

۱۳۔ آپ پر آپ کے رب کا درود و سلام ہو جب تک کہ نجد سے نسیم نہر اور باد صبا چلتی رہے۔

شیخ عبدالرحیم البرن کا ایک دوسرا ہمزیہ ہے جو اس شعر سے شروع ہوتا ہے۔

اذا عہد ولا فلیس لہم وفاء وان وعدہ واقم وعدہم ہبہ

خالص تشبیب کا مضمون ہے کہ یہ مشتوق اگر عہد کریں تو ان میں وفا نہیں اور اگر وعدہ کریں تو ان کا وعدہ خس و خاشاک ہے۔

تشبیب میں وہ گردش زمانہ، یاروں کی بے وفائی، اہل دنیا کی بے مہری کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے موضوع پر آتے ہیں۔

وان عشرت بند الایام فاندل بکم من تظللہ السماء

بنی ہاشمی البطحی شمئلہ السماء والوفاء

اگر تم زمانہ کے ہاتھوں تم رسیدہ ہو تو اس سخی داتا کے در پر آ جاؤ جن سے زیادہ سخی انسان پر بھی آسمان سایہ نگیں نہیں ہوا۔

وہ بنی ہاشمی البطحی ہیں (مصلیٰ شریعہ وسلم) سخا و وفان کی خواہ ہے۔

اس کے بعد شاعر نے معراج کا ذکر کیا ہے کہ اسے تعالیٰ نے آپ کو اپنے حضور بلایا، قریب کیا، باتیں کیں اور فرمایا کہ:-

فقل واسفح بری لور و محمد و سل علی و سئلہ العطاء

لک الخوض الہدین کرانہ با شہر و اسفاغۃ والنواء

(تو بھی طلب ہو) کہے در شفاعت کہنے بخشش، اور توفیق لیجئے، گئے گئے گا، درختنا

دینا تو آپ کا شیوہ ہے آپ کے لئے بہ نون ہے جو مستحق ہے، اے محمد آپ کے لئے حوض کوثر،

دن شفاعت اور لو اور محمد انہا ہے۔

اب جبکہ مدوح گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر مخاطب کر رہا ہے تو یوں عرض کرتا ہے

اذ انسلوا المکارم و المعالی فانه تنها نمام و ابنداء

ادالافخرانہن منرو و ش وکلما لغزکمرانہ قہاء

جب سیرت و کردار کی بندویں اور خاندانی شرافتوں کا ذکر ہوگا تو اس کی ابتداء و تکمیل دونوں آپ کی ذات سے منسوب ہوں گی۔

اگر دنیا کا سرمایہ فخر ختم ہو جائے پھر بھی آپ کے لئے جو فخر کی باتیں ہیں وہ حاشا و کل کبھی ختم نہیں ہو سکتیں۔

ان کا ایک قصیدہ حسیہ ہے جس کا مطلع ہے:-

متی یستقیم اطل و العود موح وھل ذھب ذوق یب و یبھج

جب بکری ٹیڑھی ہو تو سایہ یک سیدھا ہوگا کیا زرخا ص کی برابری کھوٹا سکہ کر سکتا ہے!

اس قصیدہ کی ابتداء تشبیب کے بجائے پند و نصیحت کے مضمون سے کی ہے خطاب تو

اپنے نفس ہی کو کیا ہے، مگر مقصود و غلط نعت کی طرف بڑی خوبصورتی سے گریز کرتے ہیں۔

قد امتوہم حظی حین یکتشف الغطا اذہ یمنی من ذلوی مخرج

وہی معی زاد و ذلی وسیلۃ لا ہاشمی بالبہاء متعوج

ہائے رے میری شومی قسمت! جب پردہ اٹھے گا، او گناہوں کے بائے بچ نکلنے کا

کوئی راستہ نہ ہوگا، نہ میرے پاس کوئی انیک اعماں کا گوشہ ہے اور کوئی سہارا ہے ہاں ابتر

ایک ہاشمی ہیں جن کے سر پر زینتوں کا تاج ہے۔

اس کے بعد کہتے ہیں:-

۱۔ اد امدح المذاح آرید عینہم مدحت الذی من نورہ اکبرہم

۲۔ وان ذکر ویلی و لیلی ذی تا وجیب لطیب از ذہ السج

۳۔ اُمِّ دُحَى الْهَدَى تَدْمِنُ مَحْوَرَهَا وَمِنْ غَمْرِ الدَّرِّ حَقِيقَةُ الْمَرْجِ

۴۔ نَقْدَتْ قَنَى زَوْرٍ قَبْرِ مُحَمَّدٍ فَشَوَى مَعَ السَّيْفِ وَيْلَاحُ

۵۔ وَارْتَاحَ مِنْ أَرْوَاحِ أَطْيَابِ طَيْبَةٍ إِذَا اسْتَنْتَى رَأْسَهُ رَتَّ

۶۔ بِلَا حَبَّهَا جَبِينٌ يَحِبُّ رَيْشَهُ وَيَنْزِلُ مِنْ جَوْ سَمَاءٍ وَبَعْرَجِ

۷۔ نَبِيٌّ تَغَارَّ الشَّمْسُ مِنْ نُورِ وَجْهِهِ بَنِي تَقَى اسْعَوْا ثَوْرًا عَجِجِ

۸۔ تَزِيدُ بِهِ الْأَيَّامُ حَسْرَةً وَبِزْدِهِ بِالدِّينِ وَالْدُنْيَا تَتَبَرَّجُ

۹۔ مَكَامُ اخْلَاقٍ فِي شِمَالِ وَشَيْءٌ جُودٍ بِحُورٍ مَتَّوِجِ

۱۔ جب ثنا خوانی کرنے والے اپنے اہل زمانہ کی ثنا خوانی کرتے ہیں تو میں اس ذات کی مدح کرتا ہوں جس کے نور سے کائنات روشن ہے۔

۲۔ جب یہ لوگ کسی بیانی یا کسی لفظی کا ذکر کرتے ہوں تو میں اس حبیب پاک کی باد میں نغمہ خواں ہوتا ہوں جن کا ذکر سر سرِ حضرت ہے۔

۳۔ قسم اس مقام کی جہاں قربانی کے جازروں کی گردنوں سے خون بنایا جاتا ہے اور قسم ان کی جس کپا پر۔ دُنیٰ بیتِ شہرِ پناہ میں بیتا ہے۔

۴۔ کہ قبرِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کو جانے والوں نے میرے شوقِ بحر کا داما ہے، ان زائرین کے ساتھ میرا شوق بھی رات دن گامزن ہے۔

۵۔ میرے دل کو راحت نہ ہو اس سے متی ہے جو عیب کے پاکیزہ کاروں سے طہی ہیں، جبکہ مشکِ بزمِ لیشیں اس شہر کے گوشے گوشے میں پھیلتی ہیں۔

۶۔ وہ شہر جہاں جبریل بھی پہ پہنچے ہوئے آسمان سے اترتے پڑتے رہے تھے۔

۷۔ یہ سب اس جی بُرہ بے نیلہ تہذیب و علم کے صدفِ میسے ہیں کہ وہ نور کی

ابانی کو دیکھ کر، قتاب بھی شرمندہ ہوتا ہے، وہ جو بارونق پاکیزہ رو، کشادہ اور سرگیں چشم
میں۔ (رحمۃ اللہ علیہ وسلم)۔

۸۔ زمانہ جوں جوں گزرتا جاتا ہے، آپ کا جہاں بڑھتا جاتا ہے، دین آپ سے سرسبز و
خداداد، دنیا آپ سے مزین اور سیراب۔

۹۔ مخالف کی بلند رویوں، عادات کی قوموں کے آپ مجھوئے پیر، سہی و ت آپ کی مادت
ہے، اور وہ ایک ایسا سمندر ہے جس میں موت ہی موت ہے۔



ابن نباتہ مصری کی نقیص

ابن نباتہ مصری کا پورا نام جمال الدین محمد بن محمد ہے، ۶۶۶ھ ان کا سال پیدائش اور ۷۶۶ھ سال وفات ہے، اپنے وقت کے بڑے عالم، فی اور ادیب تھے، انھوں نے مصر کے میں، بی دہانت، ضلع جنگت رعایت لفظی، تافہ کے لئے مضمون آوری کا رنگ پیدا کیا۔ ابن نباتہ بھی اسی مصر کے ادیب تھے، ان کی نظم و نثر دونوں سی رنگ میں ڈوبی ہوئی تھیں جہاں تک الفاظ پر قدرت اور قوت، فی میں مہارت کا تعلق ہے۔ بن جہاں الحموی اور ابن جابر اندلس سے ان کا پلہ بھاری ہے، یہ بہت پر گوشا عر تھے، کوئی قصیدہ ۶۰۰ شعر سے کم کا نہیں ہے۔

نعت کا مضمون اس کی شاعری کا موضوع تھا، لیکن صرائع و بدائع کی پابندوں نے ان کے، شکر کو بہت حد تک جنگت بنا دیا ہے، وراگر ان کے اہم قصائد میں ایک تو لایہ قصیدہ ہے جو بانٹ ساد کے وزن و قافیہ میں انھوں نے کہا ہے جس کو معارضہ کہا جاتا ہے اور دوسرا تمزیہ جس کا مطلع ہے۔

رنج و اندوہ میں جن کی طرف عاشق لوٹتے ہیں، ایک ایسا عاشق ہے جس کے صبر میں
 "ر" نہیں ہے۔ "فاؤا" فارغینی سے لوٹنے کے معنی ہیں (درق) کے پہلے کا حرف (ف) کو بولنے
 میں فاؤا کہتے ہیں، یعنی اسے درد، اندوہ کا ہیوم ہے کہ عاشق عشق کی قاف سے سمجھ و
 ہو جاتے ہیں۔

دوسرے مصرعہ میں یہ چیتاں بے کعب کے معنی عاشق اور صبر کے معنی روکنے
 اور صبر کرنے کے ہیں، لہذا احسن یہ ہوئے کہ ایسے عاشق میں بن کے صبر میں "ر" نہیں ہے۔
 ذرا طبیعت پر جبر کر کے دو ایک شعر اور سنئے

۱۔ و صعباً غروا بدمام مثلی حروباً صعباً بلاثم دباوا

۲۔ و عین دمعہا فی الحب طہور ذات دمعہ عینی بثر حواء

۳۔ و لا چ مالہ ہاء و میم لہ میں صیونی میم و ہاء

۱۔ میرے ایسے اجنبی کہ اگر میرے ایسے انسان کی ملامت پر کسی کو اکسائیں تو بہت سے
 ساتھیوں کو گناہ لے کر لوٹیں گے، اس شعر میں باؤا لوٹنے کے معنی میں ہے، اور حرف "ب" بھی ہے،
 ۲۔ اور ایسی آنکھ جس کے آنسو محبت میں پاک ہیں، گویا میری آنکھوں کے آنسو بڑھا،
 نامی مدینہ منورہ کا ایک کنواں ہے (اور حرف "ر" کی تہی کشش جو آنسو کی لکیر کے مانند
 ہوتی ہے، وہ بھی مراد لی جاسکتی ہے)

۳۔ ملامت کرنے والے عشق کے اندوہ (آہم) سے ناشتا ہیں، میرا جنون شوق ان سے
 کتنا ہے بس کیجئے (وہ کے معنی کف امر کے ہیں)۔

تمہید و تشبیب کے تمام اشعار مثلاً و بدائع ہی نہیں بلکہ اسی طرح کے دہ معوں
 پر مشتمل ہیں، لیکن جب محل منہمونی یعنی نعت سے و کونین کا غنمون شروع کرنے میں تو درختاً

قلم میں سنجیدگی و قار اور ایک طرح کا توازن آجاتا ہے فرماتے ہیں۔

۱۔ وار محمد احمیب انس وحن هم سعلین ذلدا

۲۔ نبی تحمل الا نباء عند حصا استمر یجوه انص

۳۔ و ابن استمر عند من وولا سندام سبوا جبر . . .

۴۔ و سولا و نذر تحت و تحت

۵۔ اعد فایر و صاعره پرو و سبوا جبر . . .

۶۔ ولثم حصی لرقبہ ذکی کان سذاه فی نفسی کباء

۷۔ صفہ اتک یا ازکی ابرابا بجعت من عقائد ف . . .

۸۔ علیہ . . . و سبوا جبر . . .

۱۔ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن و انس دونوں کے پیارے ہیں اور ایسے پیارے ہیں کہ یہ سب کے سب آپ کی حوٹیوں پر قیلا و قرباں ہیں۔

۲۔ آپ ایسے نبی ہیں کہ آفتاب کا سن جب دن پڑھے نمایاں ہوتا ہے تو آپ کے رشتہ کاروں کی یاد دلاتا ہے۔

۳۔ اور کہاں آفتاب میں وہ رونق ہوگی جو آپ میں تھی، اگر آپ نہ ہوتے حسن و جلال بیت

سے وہ محروم ہی رہتا

۴۔ اگر آپ نہ ہوتے تو نہ کوئی حج کرتا اور نہ بیعت الشریعہ کے یہ مہمان جن سے پوری نفاذ کو بخشتی

رہتی ہے، کبھی اسٹر کا نام پکارتے

۵۔ ۱۔ امید پھر ایک بار آپ کے روضہ پاک کی تاعنری کی آس دلا دے اور صغوری کا

زمانہ قریب کر دے۔

۶۔ وہ زمانہ قریب کر دے جب ہم آپ کی تربیت کے ویر پڑے۔ ہوائے کسریوں کو چو میں
آنکھوں سے گامیں، وہ سکریاں جن میں ہر ایک عطر بن رہا ہے۔ جس کے لئے میرا قلب عود
کی طرح جل رہا ہے۔

۷۔ اے اللہ کے منتخب ترین بندے! اے ساری کائنات میں سب سے زیادہ پاکیزہ تر
وجود گرامی! آپ کی محبت کے صدقے میں ہمارے عقیدہ و ایمان میں پاکیزگی پیدا ہوئی ہے۔
۸۔ مانگ حقیقی ہر لمحہ آپ پر درود و سلام بھیجتا رہے جس کی جزا ہم کو آخرت میں ملنے والی

۶۔

ابن نباتہ کے طویل قصیدے میں ہے، مشکل ہم صرف انہی اشعار کا انتخاب کر سکے، اسی طرح
ہر قصیدے میں آٹھ دس شعر ایسے مل جاتے ہیں جن کے اندر سلاست، جوش، رنگ کے ساتھ گہری
محبت کا مضمون ملتا ہے، ورنہ عام طور سے صنائع و بدائع کی اتنی بھرمار رہتی ہے کہ ہر شعر
ایک طرح کا معر بن گیا ہے، یہاں پر پھر جن بات مجھے مکرر عرض کرنی ہے کہ مجھے شاعر کو احترام
کی نظر سے دیکھنا چاہیے، کیونکہ اس نے اپنا فن اپنی ذہانت اور قابلیت کا جو ہر حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے دربار میں پیش کر دیا، بدیہ میں ہر شخص وہ پیش کرتا ہے، جو اس کے نزدیک اس کا بیش بہا
تحفہ بن سکے۔



شہاب الدین محمود اعلیٰ کی نعتیں

الشہاب محمود ۳۵۰ھ ترکی دور حکومت میں شام کے ایک بڑے عہدہ رئیس وادین
الانشار پر فائز تھے صوفی عالم اور شاعر بھی تھے ان کی شاعری بھی تمام تر نعتوں کی شاعری تھی،
ایک منظوم سفر نامہ حج، اور منظوم سیرت نبوی ان کے علمی آثار میں قابل ذکر ہے ان کے دیوان کا
ایک نسخہ جامع اباصوفیا کے کتب خانہ میں دوسرا مکتبہ عاشر آفندی میں موجود ہے بہمانی نے
ان کے اکثر قصائد اپنے مجموعہ میں جمع کر دیئے ہیں ان کے ہر قصیدہ میں معراج اور غیر مشہور معجزات کا ذکر الہیہ ملتا ہے
ان کے ایک تائیدہ فصیحہ کے چند منتخب اشعار یہ ہیں، مطلع کے اشعار یہ ہیں۔

اعمال حسب الضرر عن محمد ابیہ والحدارث بطاعت قمل فوائد

واجبہ لنفس الخادم سدا عو غیہ والصد عو شہوانہا

نفس کی لغزشوں کا تواضع کرتا رہو، وقت گزرنے سے پہلے اطاعت کے ذریعہ تلافی کرو۔

نفس کی فریب کاریوں سے بچنا کوشش کرو تاکہ اس کی سرکشی سے محفوظ رہو اور اس کے

اکسانے کو روک سکو۔

یہ تمہید یا تشبیب کا انداز ہے اگر زین فی مسکن ہو یا یوں کا بیوں شے اور پھر یہ کہ وہاں جب کہ نفسی نفسی کا عام مودہ شفیقہ مذہب سے شرف علیہ وسلم کی نقادیت ہی بکسوں کا سب سے بڑا سہارا ہوئی۔ سفیع المذہبین کا ذکر آتے تو شاہ کی روح و تہ کوئی گئی ہے اور وہ ایک دوسرے عالم میں ہو چکے ہیں۔ اس کو اس تشبہ وہ غصہ ہے کہ زین سے بگاڑ گیا ہے

- ۱۔ اسفی علی زمن تقفنی امكنت
- ۲۔ راح الرفاق الی الحمی ورسوق
- ۳۔ مع ان ایام الزیارة لم أجد
- ۴۔ لو نشترى بالعم ما غین امرؤ
- ۵۔ حائر یوم نور الہدی من ابنا
- ۶۔ والروضہ یفیعوا یعقی نشرها
- ۷۔ والحجۃ الی الذی یسیر شہرها
- ۸۔ وترى مواقف جبریل بریعا
- ۹۔ هل لی إلہا عودۃ اغندھا
- ۱۰۔ وأملی العین القرینۃ بالذی
- ۱۱۔ واقول یا خیر ابوری نفسی انت
- ۱۲۔ صلی علیک اللہ ما هبت صبا
- ۱۳۔ أو غنت الورداء فی اوارقها
- ۱۴۔ فہی زیارۃ دارک لمراتھا
- ۱۵۔ نفسی الی سکنت الی راحاتھا
- ۱۶۔ شیئا الی الذی من اوقاتھا
- ۱۷۔ بذل السنین طسیرى ساعاتھا
- ۱۸۔ دہدی البصائر من جمیعہ دہا
- ۱۹۔ من جنة الفردوس عن نجاتھا
- ۲۰۔ بسی مودۃ ورفق وادف
- ۲۱۔ و مرابطہ عذارک فی میراتھا
- ۲۲۔ لمکارم الايام خیرہا نجاتھا
- ۲۳۔ أمیتہ الا فی خداع سنانھا
- ۲۴۔ ترجوہ فاقبلھا علی علائھا
- ۲۵۔ فہی زیارۃ اللہ فی سنانھا
- ۲۶۔ تدعو الہدیل بہا الی وکلائھا

۱۔ اپنی حسرت کو کس قدر بہاں کرو کہ وہ زمانہ زریں کی گزشتہ رات کو نہ گزرا

نور مرثیہ

۲۔ سب ساتھی اس بجائے پتہ کی طرف کوچ کر گئے اور میں ہی پیچھے رہ گیا، اور میرا نفس راحت طلبی میں لگ گیا۔

۳۔ حالانکہ زیارت کی گھڑیوں سے زیادہ محبوب شئی اس نفس کو بھی نصیب نہیں ہوتی۔

۴۔ دریاک پر خانہ کی چند ساعتوں کے لئے جس شخص نے سالہا سال صرف کر دیئے، وہ گھاٹے میں نہیں رہا، کیونکہ یہ سوداگر پوری عمر دیکر بھی حاصل کیا جاتا تو مستار ہوتا۔

(متاع وصل جاناں بس گراں است گراں سودا بجاں بودے جہ بودے؟)

۵۔ یہ وہ دریاک ہے جہاں نور ہدایت فروزاں ہے، وجود کی آنکھوں کو سوروشی ملتی ہے

۶۔ اور وہ کشادہ ریاض، جنت جس کی عطریں ہوا جنت الفردوس کے جھونکوں سے شربت ہے

۷۔ اور وہ ادارے جگمگاتا ہوا حجرہ شریفین پر پے پے ہیں اس چاند سے زیادہ

روشن ہے جو اپنے ہال کے اندر رہتا ہے۔

۸۔ یہ وہی حجرہ مبارکہ ہے کہ جس کے کسی گوشے میں جنت جبرئیل کے کمرے مرنے کی جگہ ہے

اور انہی حجروں میں فرشتوں کے نزول کی جگہیں ہیں۔

۹۔ کاش پھر اس دیار پاک میں ایک حاضری ہو جائے اور اس سفر کے سے اپنے عزیز ترین

لمحات زندگی کا بہترین سامان ہدیہ تیار رکھوں۔

۱۰۔ اور منٹاؤں سے میرا اپنی مشاق نظر کو اس دولت و بدار سے سیراب کروں جس سے ایسی

ہونچکی ہے اور صرف خوب ہی میں وہ ملتی ہے۔

۱۱۔ اور عرض کروں یا تیرے اور میں نے نہ ہو گیا ہے اب یہ جیسا بھی ہے اس کو تجھ سے فرالیا ہے۔

۱۲۔ اشد کاپ پر درد و ملال موجب تک کہ نہ سحر لپی رہے اور تائیں جھومتی رہیں۔

۱۳۔ اور اس کی دلیوں پر مٹی قمری گون ہاں و کبوتر کو پنے گاؤں سے پنے گھونسے کی طرف

بلائی رہی۔ (یعنی ہمیشہ ہمیشہ)

شیخ شہاب الدین محمود علیہ الرحمہ کا ایک باریہ قصیدہ بہت مشہور ہے جس کا مطلع ہے۔

هـر ذیـح الدار بعد الی مقرب اوصی یؤب الی الاوطان مغترب

کیا گم سے گم ہوا مسافر فرقت کی گھڑیاں گزارنے کے بعد بھی قریب آئیگا اور کیا دوسریں

چلا جانے والے۔ ہر اپنے وطن واپس آئے گا؟

شہید کے چند اشعار کے بعد کہتے ہیں۔

وہم بقرب یون لی: قف اہذہ الکتاب

کہو ایسے ساجی نخلہ شہید

بیدی و بیانی اہم ملی واسعا المحب

واسطرا الارض دمعا و ذی السحب

انتم التریب یودی بعض ما یجب

و تذہب عنی ہذہ الکرب

وجدت ما کنت أرجو و ارتقب

بہ الی الخلق طرا لہدی شعب

کأنہ العیث لیسری وہ و منسکب

الا و روسا ہا منہ مکسب

و من بہ بلغت اقصى العلا العرب

عنیت بمثلہ فوق الوری الوب

یقینا انبیاء احبہ و الکتاب

۱۔ ذہل نری اسو ح بعد الی مقرب

۲۔ ہا سباحا و ذی قرب فسا

۳۔ و ہل نہا ط و قد جئت الشیخ ما

۴۔ ف انصر الحرم السامی بساکنہ

۵۔ و الشمر التریب اجلالہ لہدی و ہل

۶۔ ہا ک تطفأ أشجالی و تبرأ جفی

۷۔ و لا ابالی لہ فقد الی الحیاة و قد

۸۔ معنی بہ قاض فضل اللہ و انبعثت

۹۔ و طبقت و ہذا اللہ لبلا دی

۱۰۔ و سار منہ ہدی لم یبق شارقة

۱۱۔ معنی بہ خیر خلق اللہ کلہم

۱۲۔ محمد سید السادات آلہ من

۱۳۔ محمد المصطفی الہادی الذی شہد

سب سیراب ہوتے ہیں۔

۱۰۔ ہدایت کی روشنی یہاں سے نکلی اور کون کر لے ایسی نہیں ہے جو اس نور کے فیض سے

فیض یاب نہ ہو۔

۱۱۔ یہ وہ آبادی ہے جس میں الشر کی برگزیدہ ترین ہڈے کی رہائش ہے جن کے حصے میں

عربوں کو بے شاں، و ج حاصل ہوا۔

۱۲۔ وہ ذات کرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو نہ مہر داروں کے مہر اس میں اور جن میں

بشر کے امت جوئے دین سے دنیا میں روشنی پھیلی ان سب کے نام ان میں یحییٰ علیہ السلام۔

۱۳۔ بنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بڑی برحق جن کی نبوت کی شہادت امام ابیہاب

سابقین اور ہر آسمانی صحیفہ نے دی۔

۱۴۔ جن کی بدولت بیت استراکرام پاک ہوا جہاں نبیوں و رُسولوں کو پناہ کے رکھا

گیا تھا۔



سہ شارق، منتاب کو کہتے ہیں، شارق کو کون لفظ نہیں ہے شہاب الدین کے دوا کے سارج نے

بھی معذرت کا اظہار کیا ہے سب نے قیاس سے اس کا ترجمہ کیا وہ یہ ہے لغت کی کتاب سے

کوئی مدد نہیں مل سکی۔ ع

ابن الفارض کی نعتیں

عمر بن الفارض متوفی ۶۳۶ھ مشہور صوفی شاعر ہیں ان کے شاعرانہ تصوف کے دقیق معانی پر مشتمل ہیں ان کا شمار ان صوفیہ میں ہوتا ہے جو عشق الہی میں زندگی بھر مست رہے اور ایک ہی دھن میں گاتے رہے، محض نمونے کے طور پر ان کے صوفیانہ کلام کے چند شعر نقل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ شربنا علی ذلک الحبیب مذاہمہ سکرنا بہا من قبل ان یخلق الکرم

۲۔ وقلوا شربنا کلام کلا وانما شربنا التی فی ترکھا عندک لاثم

۳۔ فلا عیش فی الدنیا للناش صاحبنا ومن لم یجت سکر ابھافاته المحرم

۴۔ علی نفسہ ولیبک من ضاع عمرو ولیس لہ فیہا نصیب ولا سهم

۱۔ میں نے محبوب کی یاد میں شراب پی اور اس مئے سے مدھوش ہوا اس وقت جبکہ انگور کی پل بھی پیدا نہیں کی گئی تھی۔

۲۔ لوگ کہتے ہیں کہ تم نے حرام شے پی، ہرگز نہیں! واقعہ یہ ہے کہ میں نے وہ شے پی ہے جس کا

چھوڑنا حرام ہے۔

۳۔ جو دنیا میں باموش رہا اس کی زندگی کوئی زندگی نہیں، جو اس نشہ سے محروم مرادہ عقل سے بے بہرہ رہا۔

۴۔ اپنے آپ پر وہ روئے جس نے اپنی عمر گنوا دی اور اس شراب سے کوئی حصہ نہ پاسکا۔ ابن الفارض نے نعت میں صرف دو شعر کہے ہیں جو ان کے دیوان میں موجود ہیں آپ محسوس کریں گے کہ ان نعتیہ شعروں میں کوئی صوفیانہ رمزیت نہیں ہے، بلکہ سادہ مفہوم سادہ زبان میں ادا کیا ہے، غالباً "با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار" کا اصول پیش نظر ہوگا، بہر حال وہ دونوں شعر یہ ہیں:۔

اَرَى كُلَّ مَدْحٍ فِي النَّبِيِّ مَقْصُورًا	وَأَنْ بَلَغَ الْمَتْنِي عَلَيْهِ، وَكَثْرًا
إِذَا لَدَّ أَنْتَنِي بِالذِّیْ هُوَ أَهْلُهُ	عَلَيْهِ فَمَا مَقْدَارُ مَا قَدَحَ الْوَرَى

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بھی مدح کی جائے وہ تشنہ رہے گی، خواہ نعت گو جس قدر بھی مبالغہ سے کام لے، جب اللہ ہی نے آپ کی وہ مدح کی جس کے آپ اہل تھے تو پھر دنیا کے مدحوں کی کیا قیمت رہ جاتی ہے؟!



شیخ جمال الدین الصری کی نقیص

آپ کا پورا نام جس میں بزرگ کریم بن یوسف شہیدی ہے، عراق کے ایک مقام مصر کے رہنے والے تھے۔ ان کا تعلق شہرہ میں تارویں کے محلے میں شہید ہوئے آپ کا دیوان ترکیبیں اسٹیو میں جمع ہوا تھا۔ تمام قصائد غنیہ غنائین برکت میں قریب بہ ہجری آپ نے ان کی بنیاد پر مضمون کا سرم بہ قصیدہ میں موجود ہے۔

نمود کلام یہ ہے۔

۱۔ صمد بطرد اسماء	حیں أرخه ستیها الطما
۲۔ صمد او اوردہ سے صمد	درند؟ ارجہ رانت ذکا
۳۔ صمد دبا اور	درور در رانف
۴۔ ابن ارض العراق	درور حوض واسطہ
۵۔ صمد و صمد و	درور فہ صمد
۶۔ صمد و صمد و	درور و صمد و

۷۔ مصلیٰ، اللہ ذی الجلال والاکرام

۸۔ شہادت الرسولہ لصلیٰ اللہ علیہ وسلم

۹۔ خاتم الانبیاء فاتح باب الرشید

۱۰۔ فائزہم من ربہ مکاتیب

۱۔ جب تارکیوں نے اپنے پردے گرا دیئے یعنی رات آگئی تو آسمان نے پھر خواب میں اپنا

جلوہ دکھایا۔

۲۔ میں نے کہا تم کہاں اور کیسے آگئیں، جبکہ ملنے کا وقت بھی نہیں رہا، تم تارکی میں آئی ہو

جاننا کہ خود آفتاب ہو۔

۳۔ گردش شرب میں رہائے تھک درمیان صحرا، بیابان جنگل اور طویل راستے میں (تہوار۔ زمین)

۴۔ کہا عراق اسے پردہ نشین اور کہا سرزمین بطحار و حجاز؟

تشیب کا معنوں گریز کے ان اشعار پر شتم ہوتا ہے۔

۵۔ سرحد کا نہ صرف اس آقا کے دامن رحمت میں ہے جو بیت بلند کردار کے حال میں

اور جہاں کسی کی ابد مضائقہ نہیں جاتی۔

۶۔ وہ ذات گرامی جس نے اگر کوئی قول دیا یا کوئی ذمہ داری تو صداقت و وفا شعار

ہمیشہ بھگتا رہا۔

۷۔ خدائے ذو جلال کے منتخب کردہ ورتنم، انسانوں میں سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ

فطرتیت کے ایک وہ نبی ہیں جن ۵ و ۶ دار ہوتا ہم پر فرشتے۔

۸۔ قدیم آسمانی صحیفوں نے آپ کے ہفت آئینے، بلند نام شمار کر رکھے اور آپ کی

رسالت کی شہادت دی۔

۹۔ خاتم الانبیاء فاتح باب ہدایت ہیں جبکہ سارے لوگ جہل و گمراہی میں مبتلا تھے

۱۰۔ اس وقت آپ اپنے رب کے حضور سے ایسی کتاب لیکر آئے جو تمام انسانوں کے لئے شفا و

رحمت ہے۔

امام صہری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سلام سنئے جو انھوں نے ۵۵۰ھ میں ترمذی شریف کی

حاضری کے موقع پر کہا تھا۔

۱۔ یا نبی الہدی علیک السلام کلما عاقب انبیاء اللہ لام

۲۔ زادک اللہ رفعة وجلالا و بقاء وعزة لا تحرام

۳۔ قد قطعنا الیک فجاعا میقنا بقلوب بہا الیک اوام

۴۔ نطلب الفضل منک یا خیر ہاد فلدیک الاحسان والانعام

۵۔ منک یذ الندی حسن قوی الضیف ومن جودک استغلا کرا

۶۔ انت بالبشر والسماع ملی ولنا بالسر الیک ذمام

۷۔ انت نعم الشفیع فی الموقف کبر ان طال باوند ۳۱۱۱۱۱۱۱

۸۔ فجدیر ان لا نجیب لذینک الیجا رایج شعارہ الاسلام

۹۔ ان یکن عاقب القضاء وطالت بالمطایا عن قصدک الا یام

۱۰۔ فتاجیئة الیک ومنا کل وقت یدعی الیک سلام

۱۔ اے پیغمبرِ ہدایت! آپ پر سلام ہو جب جب تاریکی کا تقاب روٹی کرے (یعنی رات

دن، ہمیشہ ہمیشہ)

۲۔ بڑھاتا ہے شراب کی بلندی عظمت اشکوہ اور اس عزت کو جس کو کوئی جھوٹا سکے۔

۳۔ ہم آپ کے در دولت پر بڑی طول طویل مسافت کاٹ کر انسر ہوئے ہیں اور سب سے

دل نہ کر آئے ہیں جو سرا سر تشنہ ہیں۔

۴۔ اے سب سے بہتر بادی ہم آپ سے صدقہ کے طالب ہیں، احسان بخشی اور انعام دینا آپ کا خاصہ ہے

۵۔ آپ کی عبادت ہے سخاوت فرمانا، مہمانوں کی تواضع کرنا، آپ کی سخاوت سے تو بڑے بڑوں

نے اپنے دامن بھرے ہیں۔

۶۔ بشارت، وسعت قلبی کے تو آپ بادشاہ ہیں، رہے ہم تو ہمارے شب و روز کے سفر کا

ایک حق ہے!

۷۔ آپ بنی بہتر میں شفیع ہوں گے جب خلق خدا کی حضور کی کٹھن وقت ہوگا، اور سب

بے پار و مددگار رکھ دے ہوں گے۔

۸۔ لہذا آج ایک امید دار رحمت اسلام جس کا شعار ہے، اس کا مستحق ہے کہ اس کی امید

آپ کے حضور پر باد نہ ہو۔

۹۔ اگرچہ قسمت نے آپ کے دیکھ حضور سے بہت عرصہ محروم رکھا اور سوار یوں کی

دشواری حضور میں آڑے آئی رہی

۱۰۔ مگر آج ایک حائنہ سی شیب ہوئی ہے، اور میری جانب سے ہر لحظہ آپ پر درود و

سلام ہو۔



عبدالرحمن بن خلدون کی اہمیت

مشہور انداز میں تاریخ کے مصنف عبدالرحمن بن خلدون نے عربی ادب کی تاریخ میں ایک مجدد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کی اُثرات کی وجہ سے عربی نثر میں صنائع و بدائع کو تحریر کا ماز میں جزو سمجھ لیا گیا تھا، اور ایک عرصہ تک شاعری و نثر اور صنائع و بدائع کی حاکمیت کو زبان میں مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ یہاں تک کہ کوئی کسی فن میں کتاب یا مضمون لکھنا بغیر قافیہ اور مہفوفت ترنس کے اس کی تحریر کو ایک تسلیم شدہ شخص کی تحریر نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بن خلدون نے اس ظلم کو توڑا اور پہلی بار دوسری صدی ہجری و زیادہ سے نثر پر راجح اثرات کی سب سے زیادہ اہمیت کو ان کی تاریخ میں لکھا۔ یہ وہی دور عربی نثر کا مجدد و درست خاں نہیں تھا، بلکہ بہت نبوی سے اس کا دل آبدار تھا۔

ان کے ایک بھائی محمد بن خلدون بھی شاعر تھے، نفع، لطیف میں ان کا بھی ایک قصیدہ درج ہے، مورخ بن خلدون کے قصیدہ میں ادبیت زیادہ ہے، الفاظ منتخب و ترکیبیں چست اور قافیہ بہ کلفت و درون میں ہنس کا انداز بھی دل نشیں ہے، قصیدہ کا روایتی انداز یعنی تنسیب و ریزیاں غصہ کی ترتیب میں بھی قافیہ بہ ہم اس قصیدہ کے اکثر شعار

نقل کرتے ہیں تاکہ عربی دہاں حضرات خاص طور پر غور فرمائیں۔

- ۱۔ اسرفن فی ہجری و فی تعدیہ واطس موقف عبرتی و نجیبی
- ۲۔ یوم یوم الیوم وقفہ ساعۃ ودرع مشغوف الفوارک یب
- ۳۔ عہد الظعن غار و غریب
- ۴۔ غریب رکابہ و دمعہ و فج
- ۵۔ غریب رکابہ و دمعہ و فج
- ۶۔ ماہا جیہ طرب و داعیہ
- ۷۔ اہمو الی الاطلال و مدح
- ۸۔ یاساق الاطلال و مدح
- ۹۔ منہ فناعن رجل کل مذلی
- ۱۰۔ فی کل شعب منبۃ من دورہا
- ۱۱۔ ہلا عطففت صدورن الی
- ۱۲۔ فتوم من الذوق یارب مد
- ۱۳۔ مدیت البوۃ ابہا عجسۃ
- ۱۴۔ سر غریب لم یحبہ بتر
- ۱۵۔ یاسید الرسل الکرام اضرعہ
- ۱۶۔ عاقت ذلوی عن جنابک و طنی
- ۱۷۔ ہب لی شفاعک الی ارجوہا
- ۱۸۔ ائی دعوتک و انتہ یاج بقی
- ۱۔ واطس موقف عبرتی و نجیبی
- ۲۔ ودرع مشغوف الفوارک یب
- ۳۔ غریب رکابہ و دمعہ و فج
- ۴۔ غریب رکابہ و دمعہ و فج
- ۵۔ غریب رکابہ و دمعہ و فج
- ۶۔ ماہا جیہ طرب و داعیہ
- ۷۔ اہمو الی الاطلال و مدح
- ۸۔ یاساق الاطلال و مدح
- ۹۔ منہ فناعن رجل کل مذلی
- ۱۰۔ فی کل شعب منبۃ من دورہا
- ۱۱۔ ہلا عطففت صدورن الی
- ۱۲۔ فتوم من الذوق یارب مد
- ۱۳۔ مدیت البوۃ ابہا عجسۃ
- ۱۴۔ سر غریب لم یحبہ بتر
- ۱۵۔ یاسید الرسل الکرام اضرعہ
- ۱۶۔ عاقت ذلوی عن جنابک و طنی
- ۱۷۔ ہب لی شفاعک الی ارجوہا
- ۱۸۔ ائی دعوتک و انتہ یاج بقی

۱۹۔ حضرت فی مدحی فان یدہ طیب و یدہ اندرک من ارجع الطیب

۲۰۔ ماذا عسی یغنی المطیل وقد ہو فی حد حلقہ القرآن کل مطیب

- ۱۔ مجھے ستانے اور فراق دینے میں ان (خواتین) نے بہت زیادتی کی اور میری آہ وزاری کرنے، ورنہ سوہانے کا سبب جو باتیں ہوتی ہیں ان کو انھوں نے اور بھی طول دیا۔
- ۲۔ جدائی کے دن زردیر کے سے ٹھرتا بھی منظور نہیں کیا، تاکہ ایک دن گیز غم زدہ کو رخصت کر لیں۔

۳۔ بس اشرفی کی دین تھا وہ زمانہ جون کوچ کرنے واوں کے ساتھ گزر گیا، مگر وہ مرے دل کو محبت میں دھڑکتا ہوا چھوڑ گئے۔

۴۔ ان کی سواریاں نگاہوں سے، و جھن ہو گئیں مگر میرے آنسو بار بار رہا اور ان کے بعد روتے روتے بہری بچکی بندھ گئی۔

۵۔ اس کے شوق کی پیاس کو روٹھ کر بجھانے والے ارجم کر رحم خواہ طاعت کرنا ہوا محروم وصل رکھنا۔

۶۔ مجھے کسی خوشی کی بات نے کبھی بے قابو نہیں کیا اور اگر منزں دوست اور دوست کی یاد نہ ہوتی تو میں غم کا ہی عادی نہ بنا۔

۷۔ ات پھاڑی ٹیلوں کی طرف میرا دل کھینچتا ہے، جو کبھی اس قافلہ کے "مہر منیر" سے تاباں تھا یا اس غزال سے آباد تھا جو اپنے ٹھکانے پر ہو۔

۸۔ اے سواریوں کو پہنچانے والے جو کہ بیابانوں کو حیرتی ہوئی دن رات مسلسل سرگرم سفری۔

۹۔ بدھائے ہوئے ہراونٹ کو گراتی ہوں اس طرح ست جا رہے ہیں کہ تھکن کا نام نہیں

۱۰۔ اس راستہ پر ہیں جس کی برگھائی پر موت کا سامان ہے، و اس سے نکلیں تو پھر

موت کا دور امیدوں پر پانی پھر جانے کا سامان ہے، یعنی انتہائی پر خطر راستہ چل رہی ہیں (منیت اور شعوب دونوں کے معنی موت کے ہیں)

۱۱۔ کیوں نہ تم نے ان سوار یوں کے رخ کو اس سمت موڑ دیا جہاں دونوں گناہوں کی مراد ہے؟

۱۲۔ یہ سواریاں شرب کے ایک گوشہ میں جائے امن حاصل کرتیں وہ شہر جو تہذیب و تمدن کے خوف سے کوفات دیتا (شریب کے لفظی معنی تکذیب کے ہیں کوئی شخص اگر غدر بیان کرے تو اس کو قبول نہ کیا جائے، اور جرم کی سزا دینے پر اصرار کیا جائے تو اس کو شرب کہتے ہیں یہاں شرب علیہ السلام کا مطلب ہوا کہ تمہارا سزا آج رد نہیں کیا جائے گا)

۱۳۔ وہ شرب جہاں نبوت کے جلوے روشن ہیں، بارہ کی غیر مشہور زبان کو بھی زبانِ حال کے بیا قصہ ہر اہر ہی ہیں،

۱۴۔ جہاں ایک نادرا راز محفوظ ہے جس کو مٹی نے چھپا یا نہیں ہے، اور اللہ کا راز چھپائے جانے والی شے نہیں ہے، سرِ نبوت کو بھی کہتے ہیں، اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ آپ حق تعالیٰ کے یک سر تھے اور اس کو چھپایا نہیں جاسکتا۔

۱۵۔ اے سرِ وہ سولانِ کرام! خدا کے حضور ایک التجا پیش کر دیجئے، بڑی ہی مراد ملی
برے آئے اور میرے گناہ بخش دے۔

۱۶۔ میرے گناہ آپ کے حضور آنے کی راہ میں حجاب بن گئے ہیں اور تنہائیں دل کو جھوٹی تسلیوں سے بہلاتی رہتی ہیں۔

۱۷۔ اپنی شفاعت سے نوازیئے جس کے ذریعہ مجھے امید ہے کہ اتر میرے بدترین گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

۱۸۔ میں بڑے اعتماد کے ساتھ آپ کے حضور آتی ہوں اے وہ بہترین ذات

جس کو پکارا جائے اور جو قبولیت سے نوازے (دوسرے مصرعہ کی بلاغت کو ترجمے سے ظاہر کرنا ناممکن ہے)۔

۱۹۔ میں نے آپ کی مدح کا حق ادا نہیں کیا، اگر کچھ اچھا کہہ گیا ہوں تو وہ صدقہ ہے، آپ کی عطر بیز یاد کا۔

۲۰۔ زیادہ سے زیادہ کہنے والا بھی کیا کہہ سکتا ہے جبکہ قرآن نے بہترین بات آپ کے متعلق کہہ دی ہے۔



علامہ ابن حجر کی نعتیں

فتح الباری شرح صحیح بخاری کے مصنف شیخ الاسلام، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی ^{۷۸۵ھ} کے نعتیہ کلام کا قلمی مجموعہ دارالکتب المصریہ میں موجود ہے کسی زمانہ میں استنبول سے چھپا بھی تھا، مگر عام طور سے دستیاب نہیں ہوتا، بہائی نے قلمی نسخہ سے سات قصیدے متفرق طور پر (قافیہ کی ترتیب کے لحاظ سے) نقل کئے ہیں۔

حافظ ابن حجر کے اشعار میں سوز و آرتگی اور فدائیت کے وہ تمام مضامین ملتے ہیں جو متاخرین کی اہمتوں کی خصوصیت ہے، تشبیب کے اشعار جو ابی لطف اور مناع و بالبع کی موزوں اور بے تکلف رعایتوں کے لحاظ سے عربی ادب کے طلبہ کے لئے تحفہ ہے ان کے ہمزہ قصیدہ کے چند اشعار بطور نمونہ کے ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ ہوی، فبہ الملامۃ کالمہواع فلا یطمع لناری فی انطفاء

۲۔ أعاذل ان نانا الشوق تذکو ولم یخدر نملہا بکائی

۳۔ ویبج، طفوہا بریاح لوم ومن یفنی لم یطفأ بماء

- ١- وذكرى أرض نعمان بهاقه
٢- تسلسلت الرواية عن جفوني
٣- لا يام الجفا خبر طويل
٤- قضيت هوى بهجرا في حبي
٥- والى ان تشا قربي فداي
٦- بقربك الى المسرة في صبحي
٧- ولا انسى غداة البين لما
٨- وقد زفت لهم نخب تنهلي
٩- فقلت لها خذي جمعي روحي
١٠- منازل طيبة الفجاء عرفا
١١- فان رمدت من السهر عين
١٢- وان فطر من العصار
١٣- نبي الله بالتقديس والما
١٤- يرم بالبحر من سراحتي
١٥- ويروي طالب بر او عيون
١٦- في انشراح الخضر ابرار
١٧- واربع دار في فناء
١٨- فكعب المورد في فناء
١٩- واربع دار في فناء
٢٠- فكعب المورد في فناء
٢١- واربع دار في فناء
٢٢- فكعب المورد في فناء

- ۴- وذكوى أرض نعمان بهاق
 ۵- تسلسلت الرواية عن جفوى
 ۶- لا يام الجفا خبر طويل
 ۷- قضيت هوى بهجواي خبي
 ۸- والى ان تشا قربى فدان
 ۹- بقربك الى المسرة فى صبحى
 ۱۰- ولا انسى غداة البين لوما
 ۱۱- وقد زفت لهم نخب نهدي
 ۱۲- فقلت لها خذى جسمى روى
 ۱۳- مزارل طيبة الفيماء عرفا
 ۱۴- فان مدبر السهر عين
 ۱۵- وان فطر مى اعصابهم
 ۱۶- نبى الله بالتقيد ولما
 ۱۷- يريم بالبعد من سراجيت
 ۱۸- وروى طالب بر او عيون
 ۱۹- مى الله بالخبر از بهار
 ۲۰- واربعه لارى ودر غمها
 ۲۱- فكعب المورد به فداء
 ۲۲- وروى به روى رجب

۲۳۔ فان احزن فمحدثی سرور وان افسد فمحدثی رجائی

۲۴۔ علیک سلام رب الناس یتنوا صلاۃ فی الصبح و فی المساء

۱۔ وہ عشق ہے جس میں ملامت ایک باد ہولی کی حیثیت رکھتی ہے، میرے سوز و دل کو بجھنے کی کوئی توقع نہیں کر سکتا، (کما یہ چاہتے ہیں کہ عشق پر لوگ ملامت کرتے ہیں، لیکن میرا عشق ایسا ہے کہ خواہ مخواہ غنا بھی لوگ ملامت کریں، میں ہرگز باز نہیں آ سکتا، ملامت کی حیثیت ایک ہوا میں، ڈبانے والی بے قیمت صدن ہے، واضح رہے کہ اردو شاعری میں جس طرح رقیب کا ایک خاص کردار ہوتا ہے، اسی طرح عربی میں "ملامہ" کرنے والے کا ایک رویہ (کردار) ہے)۔
۲۔ اس ملامت کرنے والے آتش شوق اور بھڑکتی ہے، میرے رونے سے اس کی تیرا (بھڑک) بجھتی نہیں ہے۔

۳۔ باد ملامت سے، س آگ کا بجھنا بہت بعید ہے، اور نہ پلکوں سے گرنے والے آنسو اس کو بجھا سکتے ہیں۔

۴۔ اس سرزمین کی ابرجیاں "نعمان" نامی بھولی بوتے ہیں میری آنکھوں کے وہ جھڑی لگائی کہ آسمان سے پانی برسنے کی کیفیت پیدا ہو گئی ادبی لحاظ سے یہ شعر بہت لطیف ہے (روایۃ عربیہ) ماء السماء بارش سے روایت یعنی آنکھیں بارش کی حکایت کرتی ہیں۔
۵۔ یہ شعر بھی اس صفت اور مصطلحات حدیث کو دوسرے عنوانوں استعمال کرنے کی اچھی مثال ہے، فرماتے ہیں، میری آنکھوں سے یہ سلسلہ روایت "سلسل جاری ہے" حالانکہ میری آنکھ کمزور ہے، مگر مرض کی شدت اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ یہ سلسلہ رگنا نہیں ہے (مطلب آنسو سلسل جاری ہیں)۔

۶۔ زماہ ستم کی کہانی بہت طویل ہے، ہنگام، مسائل کی مسترب، ایک نادر اور دلچسپ ہے۔

۷۔ میرے حلیب امیں نے تیری محبت میں فراق کا زمانہ گزار دیا دوستوں سے ملاقات کا معاملہ رکھا۔

۸۔ اگر تو وصال پسند کرے تو یہ تیرے لئے فریب ہے اور اگر فراق کا ارادہ ہے تو اس میں میری ہلاکت ہے۔

۹۔ تیرے قرب میں میرے لئے ہر صبح یک سامان مسرت ہے تیرے فراق میں ہر شام میرے لئے شامِ بلا ہے۔

۱۰۔ جدائی کے دن کی گھڑی کبھی ٹھہرائی جاسکتی جب کہ نو میدی نے امید کا خاتمہ کر دیا۔
۱۱۔ وہ قافلہ جس میں محبوبہ تھی اس کے لئے اچھی نسل کی اوٹنیاں اس طرح پیش کی گئیں جس طرح دلہنوں کی شبِ عروسی میں رونماں کرائی جاتی ہے (اس شعر کے بعد سے گزیر شروع ہوتا ہے)۔
۱۲۔ میں نے ان اوٹنیوں سے کہا کہ میرے جسم و جاں کو طیبہ پہنچا دے جہاں ہر مسرت کا سامان موجود ہے۔

۱۳۔ طیبہ کے وسیع مقامات جہاں سے خوشبو میں پھیلتی ہیں پاکیزگی کی پناہ گاہیں ہیں اور ہر بچھڑے مسافر کے لئے ٹھکانہ ہیں۔

۱۴۔ اگر شبِ بیداری سے آنکھیں آشوب کرائی ہوں تو اس سرزمین کی مٹی حقیقی دوا ہے۔
۱۵۔ اگر کثرتِ عصیاں سے کوئی شخص ناامید ہو گیا ہو تو محمد کا بابِ کرم اس کے لئے بابِ امید ہے۔

۱۶۔ وہ پیغمبر و متقدم ہونے کی حیثیت سے سب سے ممتاز ہیں اور آپ کو اس وقت نبی بنایا گیا جبکہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

۱۷۔ وہ ایسے سخی ہیں کہ آپ کے دونوں ہاتھوں بخشش و عطیہ کی مینہ جاری ہے اور

چہرہ انور پر حیا و شرم نمایاں رہتا ہے (یعنی سخاوت کر کے آپ کے اندر نعوذ باللہ کبر نہیں پیدا ہوتا بلکہ جس طرح لینے والی کی نگاہیں شرم سے جھکی رہتی ہیں اسی طرح دے کر اوجہ بخشش فرما کر حیا آپ کے چہرہ انور سے ظاہر ہوتی ہے)

۱۸۔ آپ کی سخاوت کا طالب آپ کے احسان و علم کی حکایت عطار و یزید سے کرتا ہے عطار و یزید حدیث کے راویوں میں معروف ہیں "یروی" کا غلط بھی حدیث کی مصطلحات میں مطلب یزید سے مستزید ہے یعنی مزید طلب کرنے والا اور عطار کے معنی بخشش کے ہیں۔
۱۹۔ اے رسول خدا! اے سب سے برگزیدہ انسان! آپ کے طفیل اللہ سے حشر کے دن کی رسوائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

۲۰۔ اے بہترین معاف کرنے والے! امید دار ہوں کہ میرے کرم کو آپ نظر انداز کر دیں گے اے حیا و شرم کے مالک!

۲۱۔ کعب بن مامن جو سخاوت میں بہت مشہور ہے وہ میرے نزدیک آپ کی جوتیوں پر قربان کئے جانے کے لائق بھی نہیں ہے حالانکہ اس کا شمار سخیوں کے سرداروں میں تھا۔
۲۲۔ کعب بن زہیر نے آپ کی مدح کر کے کہا اے لئے ایک راستہ کھولا ہے یہ اس کا احسان ہے میرے عیسویوں کو آپ کی ثنا خوانی کا انعام پانے کی امید بندھ گئی ہے۔

۲۳۔ اگر میں غمگین ہوتا ہوں تو آپ کی مدد سامان مسرت بہم پہونچاتی ہے اور اگر کبھی مایوسی چھاتی ہے تو آپ کی مدح سے آسرا ہوتا ہے۔

۲۴۔ تمام انسانوں کے مالک اور رب کا آپ پر سلام ہو، اور سلام کے بعد درود ہو، اور یہ سلسلہ صبح و شام قائم رہے۔

شیخ عبداللہ شبراوی کی نعتیں

شیخ شبراوی مصری ایک بلند پایہ عالم دین صاحب طریقت و شریعت بزرگ تھے
مصر میں ایک طریقہ بکر یہ رفاعیہ رائج ہے یہ بزرگ اسی طریقہ کے ایک شیخ تھے اس لئے سحری میں
مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور یہ قصیدہ نظم کر کے مواہجہ شریفہ پر جا کر پڑھا۔

۱۔ مقلتی اقلت کل الارب ہذا الوارطہ العربی

۲۔ ہذا الوارطہ المصطفیٰ خاتم الرسل شریف النبی

۳۔ ہذا الوارطہ قد ظہرت ویدت من خلف تلك المحجب

۴۔ ہذا الوارطہ فانتہزی فرصۃ العمروہ انتہی

۵۔ ہذا الوارطہ فانتہی طرباً فالوقت وقت الطرب

۶۔ ہذا طبیۃ یا عین وما بعد من طابت بہ من طیب

۷۔ طالما کنت تمحین الی رویۃ القبر الذی فی یثرب

۸۔ ہذا الوارڈ الذی القبر قد اشرق یا مقلتی فاقترلی

- ۹۔ ذالک قبر من أتاہ زائراً
مرہ فی حدرہ لم یجب
۱۰۔ وتادب یا أبا الوجد فما
انت إلا فی مقام الادب
۱۱۔ واسکب الدمع سو را فلی
غیرہ دمع الہنا لم یسکب
۱۲۔ واکمل الامان من تربت
یتجلی عندک بجمع النیب
۱۳۔ فہو بحر زاخر من جاءہ
طالباً فاز باسنی مطلب
۱۴۔ أتی جاپہ مل جاءہ المصطنی
معدن المعروف کنز الحب
۱۵۔ یا رسول اللہ انی مدائب
ومن ابیود قبول اللہ رب
۱۶۔ یا نبی امدہ مالی حیلۃ
غیر حبی لک یا خیر نبی
۱۷۔ وبقی فیک یا خیر الوری
ان حبی لک اقوی سبب
۱۸۔ عظم الکرب ولی فیک رجاء
فیہ یارب افرج کس لی
۱۹۔ واعدتی یا الہ العرش من
نفس سورۃ فی الہوی تلذی لی
۲۰۔ ویدارہ ما بقی لی فافقد
ضائع عمری فی الہوی واللعب

۱۔ اے میری آنکھ! تو نے اپنی ہر مراد پالی یہ رہے انوار حضرت طہ علی صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم کے۔

۲۔ یہ میں انوار حضرت طہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو خاتم الرسل، عالی نسب ہیں۔

۳۔ یہ میں انور جو نمایاں ہو رہے ہیں اور ان پردوں کی اوٹ سے چھین چھین کر نکل رہے ہیں۔

۴۔ یہ انوار نامہ زور ہے میں موقع غنیمت جان پوری عمر کا اس المال یہ لمحہ ہے اور یہیں پر یہ

نعمت ختم ہے۔

۵۔ یہ انوار سامنے ہیں تہم اور مسرت میں تجھ پر یہ رفعت ہے نہایت کا ہے۔

۶۔ اے آنکھیں طیبہ ہے، طیبہ جو ذات طیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں سراپا پاکیزہ ہے اس کے بعد اور کیا چاہئے!

۷۔ کب سے تجھے اشتیاق تھا، اس قبر شریف کی زیارت کا! جو کہ شرب میں دافع ہے۔

۸۔ لے یہ انوارِ قبری پاک سامنے ہیں، اے دیدہ حیراں یہ انوار نمایاں ہیں، در قریب ہو لے۔

۹۔ یہ وہ قبر مبارک ہے کہ یہاں جو شخص اپنی عمر میں ایک مرتبہ بھی آیا نہ کام نہیں رہا۔

۱۰۔ مگر مسرت میں جھومنے اور مست ہونے والے! اب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے، تو سب سے برگزیدہ مقام ادب میں حاضر ہے۔

۱۱۔ ہاں اشک مسرت بہا، کیونکہ اس مقام کے علاوہ کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں اشک مسرت رواں ہو۔

۱۲۔ اور اس خاک پاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا، سارا دکھ درد کا فور ہو جائے گا۔
۱۳۔ رسول پاک ایک دریا ہے رحمت ہیں دریا جو شہ مار رہا ہے، جو ان کی خدمت میں آتا ہے، اپنی ہر مراد حاصل کر لیتا ہے۔

۱۴۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاہ و منزلت سے بڑھ کر کس کی جاہ و منزلت ہوگی جو کہ سخاوت و کرم کے معدن اور خاندانی شرافت کا خزانہ ہیں۔

۱۵۔ یا رسول اللہ! میں گناہ گار ہوں! سخاوت میں یہ بھی داخل ہے کہ گناہ گار کو شرف قبولیت بخشا جائے۔

۱۶۔ یا رسول اللہ! میں بے چارہ ہوں، میرا چارہ اگر کچھ ہے تو آپ کی محبت! اے تمام نبیوں میں سب سے بہترینی!

۱۷۔ مجھے آپ پر یقین ہے اے کائنات کے کل سربراہ! کہ میری محبت ایک بڑا وسیلہ بنے گی۔

۱۸۔ میری مصیبت بڑی سہل اور آپ کی دات سے میری آمد و بسنت جیسا کہ رب کریم! ان کے عہد قہ میں میری مصیبت دور فرما دے۔

۱۹۔ اے حبیب! فریادِ زن لے، میرے نفسِ بد کے شر سے پناہ دے جو ہوا و ہوس میں گرفتار ہے۔

۲۰۔ یہی عمر کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے، اس میں کزشتہ میں سہی کی لٹانی کر دے کیوں کہ اب تک عمرِ لہو و نمیب میں گزری ہے۔



شیخ حسین دُجانی کی دو نعتیہ رباعیاں

یَا قَا (بیت المقدس) کے مفتی شیخ حسین دُجانی ایک بہت بڑے شیخ وقت تھے۔
 ۱۳۶۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے متعلق نہائی نے لکھا ہے کہ ان کے مریدوں کی اس علاقے
 میں اتنی کثرت تھی کہ جب کسی قصبہ یا شہر میں پہنچ جاتے تو وہاں گویا عید آجاتی، جوق درجوق ہزاروں
 بندگان خدا حصول برکت کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ان کی ایک رباعی یہ ہے۔
 (رباعی اپنے مشہور وزن کے لحاظ سے نہیں بلکہ دو شعر ہونے کی وجہ سے ہے)

الیک یا رسول اللہ وجہت سہتی ادمیت فی رخا بحر خود مری

فمن رسول اللہ منذ بنی طور (راحہ فیہ الامہ فداءہ و رکبہ)

یا رسول اللہ میں نے اپنا رخ آپ کی طرف موڑ لیا ہے (یوں بھی ترجمہ کر سکتے ہیں کہ
 میں نے آپ کی طرف اپنا قبلہ راست کر لیا ہے) اور آپ کی سخاوت کے دریا میں اپنا سفینہ
 لنگر انداز کیا ہے۔

بس ایک نگاہ کرم سے احسان فرمائیے، یہ نگاہ مجھے اس نائق بنادے گی کہ خاصاً

کے شانہ بشانہ کھڑا ہو سکوں۔

موصوف کی ایک دوسری رباعی یہ ہے۔

اذا هبت الارباح من نحو طيبة اهاج فؤادی طیبہا وحبوبہا

فلا تعجبوا من لوعتی وصبائی ہوئی دلِ نفسِ این حلِ حبیبہا

جب طیبہ کی جانب سے نسیم سحر جاتی ہے تو اس کے جھونکے اور اس کی خوشبوئیں میرے

دل کو بے کل کر دیتی ہیں۔

میری سوزشِ دروں اور میری وارفتگی پر حیرت نہ کر۔ ہر شخص کو وہ جگہ عزیز ہوتی ہے،

جہاں اس کا حبیب ہوتا ہے۔

شیخ عبد الغنی النابلسی کی نعتیں

عرب ممالک میں ایک سلسلہ درویشیہ "زنج" ہے شیخ نابلسی اسی سلسلہ کے شاخ میں شریعتی رہتے ہیں ان کی ایک کتاب "تعطیر النام" خوبوں کی تعبیر میں بہت مشہور ہے ان کے خلفاء میں شیخ ہدایت شاہی اور دوسرے شاخ گزشتے ہیں بہت ہی ان کو سیدی عارف النابلسی کے لقب سے یاد کرتے ہیں ان کی تصنیف "تعطیر النام" کے مرقع پر ن کا نام دو سطری القاب کے ساتھ مذکور ہے جو تخرین کا عام انداز رہا ہے۔ ان کے ایک غنیہ قصیدہ کے منتخب اشعار یہ ہیں۔

- ۱۔ ما اللصوب سوى ذلك حس صلب
- ۲۔ يا كعبة ستجبر لطئون بها
- ۳۔ محمد بن كمال العالمين لقد
- ۴۔ امرية جود في الوحد تمت
- ۵۔ وزاده الله في اسرائه رتباً
- ۶۔ وفد في بيله امعاح في درج
- ۷۔ وحمد رب اهل الله ه بلات
- ولا العون لها في غمهم ادر
- بواحد تعطير الامسياء وتجنيد
- سمحت على الحق في اقصاه سمع
- خني على العجم استعلت به العرب
- رجعة فقصص من دون الم
- نحو العز حيت غم رالہ العجب
- بروہما نسب ہ فوہ ہ نسب

۸۔ وانت باب العطا والجود بأعظمی بذكر الاله علی طول المدی یہب

۱۔ سوائے اس در کے دل کو کسی جگہ کی طلب نہیں ہے اور آنکھوں کو اس در پاک کے علاوہ کسی چیز کے دیکھنے کی آرزو نہیں ہے۔

۲۔ اے کعبہ مراد جس کے گرد پیکر گانے والے پناہ حاصل کرتے ہیں اس نور سے چیزیں نمایاں ہوتی ہیں، اور چھپتی ہیں۔

۳۔ مجھ اعلیٰ سے باہر تمام جہانوں کے مخلوق سے افضل و برگزیدہ ہیں جن کی نشش اور سخاوت کا ہر دل سائے عالم پر ہوتا ہے۔

۴۔ سخوت ان کی عبادت ہے جس کا سلسلہ عرب سے کریم نکد رز ہے اور عربی سخاوت کے بڑے فرزند ہو

۵۔ اشر نے آپ کو سراد و حرج کے موقع پر وہ بلندی عطا فرمائی کہ اس کے سامنے سر بلندی بلندی پست نظر آنے لگی۔

۶۔ شب سراج آپ بلندی کے زینوں پر چڑھے اور اس مقام تک پہنچے جہاں سارے حجابات دور ہو گئے

۷۔ آپ کی محبت تمام اہل اللہ کا دین و ایمان ہے ہر اہل ایمان کا سلسلہ آپ سے مربوط ہے اس سلسلہ سے بہتر کوئی سلسلہ نہیں۔

۸۔ آپ ہی باب جو دو کرم میں سے میرے سہارا آپ کے توسط سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کو نواز رہے

موجہ شریعت کی محراب پر کھنوپہ اتنا ہے۔

مواجہہ شریعت کی جالیوں کے اوپر جو محراب ہے اس پر یہ دو شعر کندہ ہیں۔

یہ ہمد انت بالقاع اعظمہ فخر من طیر من الساع والاکھر

نفس الفہاء لقیورات ساکنہ فی العفائف وفيہ الجود والاکرم

یہ دراصل تین شعر تھے ان دو شعروں کے درمیان ایک شعر اور ہے جو وہاں موجود نہیں ہے۔ مگر

قاسمی عیاض نے شفا میں اور نہمانی نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

انت النبی الذی ترجی شفاعتہ عند الصراط اذا مارلت القدم

یہ اشعار کس کے ہیں؟ کسی کو معلوم نہیں، ائمہ شیخ یوسف بن اسماعیل النہمانی نے اپنی ایک کتاب

”معاذہ الدارین فی الصلاۃ علی سیدہ لکونیہ“ کے لطیفہ ”ایں حسب قیل واقول نقل کیا ہے۔

”ابن بشکوال، محمد بن حرب سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ گیا، ووضو اقدس چپ و

حاضر ہوا وہاں ایک اعرابی (بدو) کو آتا ہوا دیکھا، اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی، اور حجرہ شریفہ کے سامنے جا کر

کھڑا ہوا، اور بہت دل نشین اور پردرد انداز میں صلاۃ و سلام پڑھا، اور کہا ”میرے ماں باپ آپ پر

قربان ہوں یا رسول اللہ! شہر نے آپ کو دس سے نوازا، آپ پر اپنی کتاب زل کی جس کتاب میں میں نے فرمایا۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا الْأَفْهَقَ فَهَضَمُوا ذَلِكَ
وَدَارُكَانَ بَوَّابُونَ لَمْ يَسْأَلُواكَ بِأَيِّكَ

فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ
لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔

آئے یہ سے یہ سے، میں ابھرا اللہ سے بخشوتے اور
رسول اس کو بخشواتا، اللہ کو پاتے معاف کرنے والا، قربان

یا رسول اللہ! میں اپنے گناہوں کا معترف ہو کر آیا ہوں اور آپ کے توسل سے استغفار کرتا ہوں

آپ بھی اللہ سے میرے لئے مغفرت کی دعا فرما دیجئے اللہ نے آپ سے وعدہ کیا ہے اور اس کا وعدہ سچا

ہے اس کے بعد وہ اعرابی قبر شریف کی طرف مڑا اور یہ پڑھا، اس کے بعد یہ تینوں شعر نقل کئے ہیں۔

ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے:-

اے وہ بہترین ذات جس کی ہڈیاں اس میدان میں دفن کی گئی ہیں جس کی خوشبو سے میدان

اور ٹیلہ عطر بیز ہو گئے۔

آپ ہی وہ ہیں جن کی شفاعت کی اس وقت آس رہے گی جبکہ پل صراط پر قدم ڈالنے لگیں گے

یہی جان قربان ہو اس قبر پر میں آپ مقیم ہیں اس جا پاک دامن سناوت اور جو مقیم ہے۔

حق بحق داررید

قاضی عیاض نے شرح شفا میں لکھا ہے کہ ایک صاحب دل بزرگ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو بے ساختہ یہ شعر پڑھنے لگے :-

۱۔ رفع الحجب لک فلاح لنا طری
فسرتقطع دونہ لا دھام

۲۔ واذا المظی بنا بلغی محمدا
فظهرهن علی الرجال حرام

۳۔ قرئنا من خیر من وطی التری
فلها علینا حرمۃ و دمام

۱۔ حجابات دور ہو گئے، نگاہوں کے سامنے وہاں بتاب آیا جس سے وہاں کے بادل چھٹ گئے

۲۔ جب سواری ہمیں لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر تک پہنچا دے تو ان سواروں کی پشتیں

مردوں کے لئے حرام ہیں (یعنی ان کو سواری پر اتارنا نہ بیٹھنا چاہئے)۔

۳۔ ان سواروں نے ہمیں اس ذات سے قریب کر دیا جس سے بہتر ذات اس دنیا کی سرزمین

پر قدم نہیں رکھا، لہذا اس سرزمین کا ہم پر حق ہے، اور اس کی حرمت قابلِ لحاظ ہے۔

یہ اشعار دراصل ابو نواس کے ہیں اس نے عباسی خلیفہ محمد الامین کی شان میں کہے تھے،

لیکن ان اشعار کو جس ذات کی مدح میں ہونا چاہئے تھا، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے، لہذا اس وقت سے یہ نعت کا شعر بن گیا۔

عربی شاعری میں اس طرح کی ایک مثال اور ملتی ہے ابو فراس احمدانی نے سیف الدولہ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس کے اخیر میں اس نے سیف الدولہ کو اس طرح مخاطب کیا۔

فلینک تعلموا الحیاة صریة ولینک ترصی والزام غصا

ولیت الذی بنی وبنیک عامر وبنی وبنی العاطل حراب

اذا صبح منک الود فکل ین وكل الذی فوق التراب راب

اہل قلب و نظر نے ان اشعار کا مخاطب صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کو سمجھا اور اب تک اسی مناسبت سے لوگ ان اشعار کو پڑھتے ہیں۔

اردو میں غالب نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں کہا تھا۔

کس سے ہو سکتی ہے مداحی مدوح خدا

کس سے ہو سکتی ہے آرائش فردوس بریں

بہ شعر بھی ”حق بحق دار سید“ یعنی نعت نبویں ہمارا کیا جانے لگا۔



امری القیس کے معلقہ کی نقدیہ تشطیر

عربی اشعار سے ذوق رکھنے والے حضرات کی دلچسپی کے لئے ادیب حازم الاندلسی منٹونی
۱۹۴۲ء کے اس قصیدہ کے منتخب اشعار نقل کرتا ہوں، انھوں نے امری القیس کے معلقہ کے
ہر مصرعہ پر ایک مصرعہ لگایا ہے اور چونکہ اس صنف سے دلچسپی صرف عربی داں حضرات کو ہو سکتی ہے
اس لئے ترجمہ کی ضرورت نہیں محسوس کی۔

لیہنک قل ان زرت افنل مرل	قفانیک من ذکرى حبیب مرل
وفی طیبۃ فانزل ولا تعش منزلا	بسط اللوی بین الدخول فحول
وزر روضۃ قد طالم اطاب نشرها	طاسجتہا من جنوب و شمال
والتوابک اخلع محرما ومصداقا	لدى السترا لالبۃ المتفضل
لدى کعبۃ قد فاض معی لبعدها	علی النحر حتی بل دمعی محسلی
فیاحاوی الا بال سری ولا تقل	عقرت بعیری یا امری القیس فانزل
فقد حلفت نفسی بذالک اقممت	علی وآلت حلفۃ لم تحلل

فقلت لها لا تشك أني طائع	وأنتك ههنا تمرى القلب فيعمل
وكم حملت في ظهر العزم رحلها	فيا عجباً من رحلها المتحمل
وعانتبت العجز الذي عاق عنها	فقالت لك الويلات أنك مرحلي
وأمت نبياً قال للكفر نوره	الأيها الليل الطويل لا انجل
تلا سوراً ما قولها بمعارض	إذا هي نصته ولا بمعطل
لقد نزلت في الأرض ملته هدية	نزول اليماني ذي العياب المحمل
أنت مغرباً من مشرق وتعرضت	تعرض أثناء الوشاح المفصل
فهازت بلاد الشرق من زيتها	بشق وشق عندنا الممحول
لأمداح خير الخلق قلبى قد صبا	وليس فؤادى عن هواها ينسلي
فكم في مدح المصطفى كمد مج	لقلب كفيه بخيط موصل
فامل به الأخرى ودنيا العج فقد	تمتعت من دهرها غير محمل
أيا سامعي مدح الرسول تشقوا	نسيم الصبا جاءت برياً القرفل
وروضة حمد للنبي محمد	غذاها غير الماء غير محل
فصلى عليه الله ملاح بارق	كلح اليدين في جي مكل



قصیدہ ذوقا فیتین

ایک بہت ہی مقبول و معروف قصیدہ نعتیہ قصیدہ ذوقا فیتین ہے جو اپنی مترنم بحر اور سلاست اور روانی میں بے مثال ہے، صر کے سابق مفتی اعظم شیخ حسین مخلوف نے اس قصیدہ کی شرح میں ایک متوسط درجہ کی کتاب "الخصائص النبویة" کے نام سے لکھی ہے، لیکن اس قصیدہ کے مصنف کا نام انھوں نے بھی نہیں لکھا ہے صرف "لبعض اهل العلم والعرف" (کسی صاحب علم و معرفت بزرگ) کہہ کر اشارہ کیا ہے، راقم الحروف نے کتب خانہ حرم میں المجمعۃ الکبریٰ فی الفصائد النفوسی مؤلفہ محمد جبار اللہ اسمہودی مطبوعہ استنبول ۱۳۲۲ھ میں اس قصیدہ کو پایا جس کا سرنامہ یہ ہے "ذوقا فیتین للقاضی محمد الخنفی المعصومی" ان بزرگ سے متعلق کوئی معلومات نہیں مل سکیں، بہر حال وہ قصیدہ یہ ہے:-

- ۱۔ الصبح بدامن طلعتہ واللیل دجامن وفرتہ
- ۲۔ فاق الرسل فضلاً وعلا وهدی السبل بدالاتہ
- ۳۔ کنز الکرم، مولی النعم ہادی الأمم بشریعتہ

۴۔ انکی النسب اعلیٰ الحسب کل العرب فی خدمتہ

۵۔ سعت الشجر نطق الحجر شق القمر باشارتہ

۶۔ جبریل اتی لیل الاسراء والرب دعاء لحضرتہ

۷۔ نال الشرفا والله عفا عما سلفا من امتہ

۸۔ فوسيلتنا هو سيدنا والعزلنا باجابتم

۱۔ ان کے چہرہ مبارک سے صبح بیدار ہوئی، اور گیسوئے پاک سے رات سیاہ پوش ہوئی۔

۲۔ آپ تمام انبیائے کرام پر فضل و بلندی کے لحاظ سے سبقت لے گئے اور لوگوں کو اپنی رہنمائی کے ذریعہ حق کی راہوں پر لگایا۔

۳۔ ذات گرامی ہے خزانہ شرافت و حیرت بخشی کا، اور مالک و وارث ہے تمام نعمتوں کی اور آپ ساری امتوں کو اپنی شریعت کے ذریعہ ہدایت دینے والے ہیں۔

۴۔ پاکیزہ تر نسب والے اعلیٰ ترین شرف خاندانی رکھنے والے سائے عرب آپ کے دروازہ اور خدمت گزار ہیں۔

۵۔ آپ کے ایک اشارہ پر درخت دوڑے، پتھر بولے اور چاند دو ٹکڑے ہوا۔

۶۔ شب معراج جبریلؑ در دولت پر حاضر ہوئے، اور رب کریم نے آپ کو اپنی حضوری میں طلب فرمایا۔

۷۔ بلندیاں حاصل کیں اور اللہ نے آپ کی امت کے سابق گناہ بخش دیئے۔

۸۔ ہمارا وسیلہ ہمارے آقا ہیں، ہماری سر بلندی آپ کے قبول فرما لینے میں ہے۔

